انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مرزا قادیانی کی اٹھارہ اہم پیشگوئیوں کا تحقیقی جائزہ

اہم پیشگوئیاں

اور ان کا جائزہ

از قلم:

حافظ محمد اقبال رنگونی

مدیر ماہنامہ الہلال مانچسٹر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 514122

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

انتساب

قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حکم کی تعمیل اور اس کتاب کو ان کے نام منسوب کرنے کی سعادت پر اللہ رب العزت کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔

شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان (ملتان)' فون :514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

دیباچہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ اما بعد!

مخدوم الصلحاء حضرت اقدس سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خواہش تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب کو آسان طور پر سمجھنے اور سمجھانے کے لئے اس کی پیشگوئیوں کی تغلیط پر کتاب مرتب ہونی چاہئے۔ چنانچہ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ اپنی آخری عمر میں فرماتے تھے کہ وقت وصحت نے ساتھ دیا تو حضرت رائے پوریؒ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فاضل مبلغین حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی وحضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن نے اس پر کام بھی شروع کیا۔ لیکن اس دوران ہمارے ممدوح مکرم حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اٹھارہ پیشگوئیوں پر کام مکمل کر کے کتابچہ چھپنے کے لئے عنایت فرمادیا۔ یہ حرف آخر نہیں بلکہ نقطہ آغاز ہے۔ اس پر مزید محنت کی ضرورت ہے۔ مرزا قادیانی کی تمام پیشگوئیوں پر کام یکجا اور مکمل ہونا چاہئے۔ محترم حافظ محمد اقبال صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کی تکمیل فرمائیں گے۔ بہر حال جو ہو سکا وہ پیش خدمت ہے۔ کتاب کی اشاعت میں تساہل پر اللہ رب العزت سے معافی چاہتے ہوئے محترم مولانا حافظ محمد اقبال صاحب سے گزارش ہے کہ وہ درگزر فرمائیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ مصنف کی اس خدمت کو قبول فرمائیں اور توفیق مزید سے سرفراز فرمائیں۔ مصنف مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل ہیں۔ معروف ادیب ہیں۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند جیسے وقیع رسالہ میں آپ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مانچسٹر برطانیہ میں ایک دینی ادارہ کے سربراہ ہیں قارئین اس رسالہ میں مصنف کی جولانی قلم کی داد دیں گے۔

دعاگو! فقیر :اللہ وسایا

پیش لفظ

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت ﷺ کو کھلے طور دعوت اسلام کا حکم دیا تو آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور قبائل قریش کو نام بنام بلایا جب ساری قوم جمع ہوگئی تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے مجھے سچا پایا ہے یا کبھی جھوٹ بولتے بھی دیکھا ہے؟ حاضرین نے بیک زبان آپ کو یہ جواب دیا

ماجربنا علیک الا صدقا (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۰۲) ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا ہی پایا ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا

انت عندنا غیر متھم وماجربنا علیک کذبا قط (طبقات ابن سعد ج ا ص ۱۵۶)

ہم نے آپ پر کبھی انگلی نہیں اٹھائی اور ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ کہتے نہیں پایا۔

یہ آنحضرت ﷺ کی علی الاعلان دعوت کا پہلا بنیادی قدم تھا جس میں آپ نے خدا کا پیغام سنانے سے پہلے پوری قوم کے روبرو اپنی ذات کو پیش کیا کہ وہ آپ کی کردار وعمل کے بارے میں کوئی قابل اعتراض پہلو ہو تو سامنے لائیں۔تاریخ گواہ ہے کہ قوم نے گو آپ کے پیغام کی مخالفت کی لیکن آپ کے سیرت وکردار کے کسی پہلو کو وہ بھی نشانہ اعتراض نہ بنا سکے سب نے آپ کی عفت وعصمت اور صدق وامانت کی برسر عام گواہی دی

قرآن کریم میں بھی یہ چیلنج موجود ہے اور آنحضرت ﷺ سے کہا گیا ہے کہ آپ ان سے پوچھیں کہ میری ایک طویل عمر (چالیس سال) تم میں گذری ہے اس عرصہ میں کوئی ایسی بات تم نے دیکھی ہو جو اخلاق وشرافت اور دیانت وامانت کے خلاف ہو تو اسے پیش کرو۔

فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون (پ ۱۱ یونس ۱۶)

سو میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں سوچتے

اس سے واضح ہوتا ہے کہ پیغمبر کا کردار دعوی نبوت سے پہلے بھی بالکل پاک صاف اور بے داغ ہوتا ہے اور جب وہ نبوت کا دعوی کرتے ہیں تو سب سے پہلے اپنی کتاب زندگی قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ وہ اسے اخلاق وشرافت عفت وعصمت اور امانت ودیانت کے اعلی سے اعلی پیمانے پر تولیں۔

ہندوستان میں انگریزی اقتدار کے دور میں قادیان کے مرزا غلام احمد بن مرزا غلام مرتضی نے جب دعوی نبوت کیا تو قوم اسکے ماضی اور اسکے خاندان کو کچھ پہلے سے بھی جانتی تھی اس دعوی کے بعد

لوگوں نے اسے کچھ اور جاننے کی بھی کوشش کی مگر انہیں سخت مایوسی ہوئی کیونکہ مرزا غلام احمد کی سابقہ زندگی ایک گمنامی کی زندگی تھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ در پردہ کون کون سے گل کھلا رہا ہے اور اپنے لئے کیا کچھ سوچ رہا ہے۔ خود مرزا غلام احمد کا اعتراف دیکھئے اس نے لکھا۔

مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک احد من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا...... اس زمانہ میں درحقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۲۔ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۴۶۰۔۴۶۱)

ہاں ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کوئی جھجک نہیں کہ مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ کا اس دور کا کچھ تعارف ضرور کرا دیا تھا کہ مرزا غلام احمد اپنے دادا کی پنشن کے پیسے لے کر ادھر ادھر ضرور پھرا تھا (دیکھئے سیرت المہدی ج ۱ ص ۴۳) یہی زندگی خاندان والوں کے سامنے تھی جن سے شرم کے باعث وہ گھر نہ آیا تھا اسکی باقی زندگی لوگوں کے سامنے نہ تھی کہ وہ اسکے اخلاق و شرافت اور اسکے کردار کی گواہی دے سکیں اور اسے ایک اچھا اور شریف آدمی کہہ سکیں۔

اہل اسلام قادیانیوں سے جب یہ کہتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت اور نزول عیسی علیہ السلام جیسے علمی موضوعات پر بحث کرنے سے پہلے خود مرزا غلام احمد کے اخلاق و کردار پر بحث ہونی چاہئے تا کہ اسکے صدق و کذب اور اسکی شرافت و دیانت کو ایک عام فرد بھی جان سکے تو وہ اسکے لئے کبھی تیار نہیں ہوتے ۔اسکے بجائے وہ کہہ دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے جتنی پیشگوئیاں کیں ہیں وہ سب درست ثابت ہوئیں ہیں ان میں سے کوئی بھی غلط نہ نکلی اس سے زیادہ اس کی صداقت کا اور کیا نشان ہوسکتا ہے۔ قادیانی مبلغین مرزا غلام احمد کے کردار پر بحث سے بچنے کیلئے مرزا غلام احمد کی پیشگوئیوں کا موضوع سامنے لاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی صداقت کا معیار اسکی پیشگوئیاں ہیں اور اسی معیار پر اسکو پرکھنا چاہیے ۔ مرزا غلام احمد نے بھی اپنے بچاؤ کا یہی راستہ اختیار کیا تھا اس نے لکھا

بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸۔ ر۔ خ۔ ج ۵)

یہ اور کس محک امتحان سے بچنے کی کوشش ہے؟ اس محک امتحان سے کہ کہیں اسے اخلاق و شرافت اور امانت و دیانت کے شکنجے میں نہ کسا جائے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ انکے ہاں مرزا صاحب کے صدق و کذب کا سب سے بڑا پیمانہ انکی اپنی پیشگوئیاں ہیں جو اس نے مختلف اوقات میں کیں۔ مرزا غلام احمد کے نزدیک یہ معیار صداقت قرآن و تورات سے ثابت ہے وہ لکھتا ہے

توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے

(استفتاء ص ۳۔ ر۔ خ۔ ج ۱۲ ص ۱۱۱)

مرزا غلام احمد کی یہ بات غلط ہے قادیانی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اصلی تورات میں یہ بات موجود ہو ہم کہتے ہیں کہ قرآن تو اصلی ہے اس میں سے ہی کہیں دکھا دیں کہ قرآن نے حضور کی نبوت کا سب سے بڑا ثبوت صرف آپ کی پیشگوئیوں کو قرار دیا ہو۔

سو اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے سیاہ کردار سے توجہ ہٹانے کیلئے پیشگوئیوں کو موضوع بحث بنانے کی راہ اپنائی ہے تا کہ اس میں مغالطہ دیا جا سکے اور تاویل و تعبیر کے ذریعہ اپنی بات کو لائق قبول بنایا جا سکے۔ پھر مرزا غلام احمد نے اسکے لئے جو عیارانہ چال چلی ہے وہ بھی دیکھیں

اگر خدا تعالیٰ کے نشانوں کو جو میری تائید میں ظہور میں آچکے ہیں آج کے دن تک شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے (حقیقۃ الوحی ص ۴۶۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۴۸)

مرزا صاحب نے اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔

خدا نے میری سچائی کی گواہی کیلئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے (ایضاً ص ۱۶۴ ۔ر۔خ۔ ص ۱۶۸)

ظاہر ہے کہ وہ کون نادان ہوگا جو مرزا غلام احمد کے تین لاکھ نشانات کی تحقیق میں اپنی زندگی قربان کرے گا اسلئے جب بھی کوئی شخص اسکی کسی ایک پیشگوئی کو غلط بتائے گا تو وہ فوراً ان تین لاکھ نشانات کا نام لے گا کہ وہ تو ظہور میں آئی تھی پھر ایک پیشگوئی کے پورا نہ ہونے سے کونسی قیامت آگئی اور اس طرح اسکے دجل و مکر کا کھیل چلتا رہے گا اور قادیانی عوام اپنی جان و مال اور اپنی عزت و آبرو اس پر اور اسکے خاندان پر قربان کرتے رہیں گے۔

مرزا غلام احمد کے اس بیان کہ روشنی میں کہ اسکے صدق و کذب کیلئے اسکی پیشگوئیوں کو دیکھا جائے ہم نے اسکی اٹھارہ اہم پیشگوئیوں کا سرسری جائزہ لیا ہے اور ہم پوری دیانت داری سے کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی کوئی پیشگوئی بھی درست نہیں نکلی۔ قادیانیوں کیلئے اس سے زیادہ لائق عبرت وقت اور کونسا ہوگا کہ مرزا غلام احمد خدا کے نام پر جو بھی پیشگوئی کرتا رہا اللہ تعالیٰ اسے اس کی ہر پیشگوئی میں ناکام و نامراد کرتے رہے۔ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تو خدا اسے کبھی بھی ناکامی سے دوچار نہ کرتا۔ اللہ کا اپنے سچے رسولوں کے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ وہ کبھی ان سے کئے گئے وعدے کو جھوٹا نہ کرے گا۔ قرآن کریم میں ہے

فلاتحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ (پ ۱۳ سورہ ابراہیم ۴۷)

(ترجمہ) سو مت خیال کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی پیشگوئی کو ضرور پورا کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا کے بتانے پر پیشگوئی کرتے ہیں اور اس میں تخلف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مرزا غلام احمد بھی یہ تسلیم کرتا ہے

کہ

ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو (چشمہ معرفت ص ۸۳۔ر۔خ۔ج ۲۳ ص ۹۱)

مرزا غلام احمد یہ بھی مانتا ہے کہ

ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں (کشتی نوح ص ص ۵۔ر۔خ۔ج ۱۹)

اس سے واضح ہے کہ خدا کا پیغمبر جب کسی بات کی پیشگوئی کرے تو وہ پیشگوئی ضرور پوری ہوتی ہے اللہ تعالی اپنے پیغمبر کی بات کی لاج رکھتا ہے اور اسے کبھی بھی ناکام نہیں کرتا

ہاں جو لوگ خدا کے نام پر جھوٹی آواز لگاتے ہیں اور خدا کا نام لے لے کر پہلو دار پیشگوئیاں کرتے ہیں اللہ تعالی انکی ہر بات جھوٹی کرتا ہے اور ایک عام آدمی کو بھی یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا کہ یہ جھوٹا اور دھوکہ باز ہے جو خدا کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔ مرزا غلام احمد نے بہت سی پیشگوئیاں کیں قادیانی کہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ تو پوری ہوئیں ہم کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کے جھوٹا ہونے کیلئے اسکی ایک پیشگوئی کا غلط ہونا ہی کافی ہے اور یہاں تو اسکی سب پیشگوئیاں غلط نکلیں اور پیشگوئیوں کا جھوٹا نکلنا کیا ذلت و رسوائی کا سبب نہیں جو مرزا غلام احمد کو اسی دنیا میں دیکھنا پڑا۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے

کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے

(تریاق القلوب ص ۱۰۷۔ر۔خ۔ج ۱۵ ص ۳۸۲)

پیش نظر رسالہ میں مرزا غلام احمد کی ان اہم اٹھارہ پیشگوئیوں کا جائزہ لیا گیا ہے جن پر قادیانی علماء کو بڑا ناز ہے اور وہ بڑے فخر کے ساتھ ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض مضامین پاک و ہند کے مختلف رسائل خصوصا مادر علمی دار العلوم دیوبند کے ترجمان ماہنامہ دار العلوم میں شائع بھی ہوئے ہیں اور اہل علم نے بھی انہیں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور رد قادیانیت کیلئے ایک عمدہ اور مؤثر ہتھیار بتایا ہے۔

قادیانی علماء سے تو ہمیں امید نہیں کہ وہ حقائق کو کھلے دل سے تسلیم کرلیں کیونکہ جماعتی عصبیت اور مالی محبت نے انکے دل و دماغ پر پوری طرح قابو پالیا ہے یہ لوگ چند روزہ عیش و عشرت کو ہمیشہ کی آرام دہ زندگی پر ترجیح دینے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ البتہ ہمیں قادیانی عوام سے کچھ امید ہے کہ وہ ہمارے پیش کردہ حقائق میں غور کریں گے اور اگر مرزا غلام احمد اپنی ہر پیشگوئی میں جھوٹا نکلے تو تحقیق حق کو تسلیم کرتے ہوئے پوری جرات سے قادیانیت کا طوق اپنے گلے سے نکال باہر کریں گے۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو قادیانی مکروفریب سے بچائے اور قادیانیوں کو خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی نصیب کرے۔ آمین ثم آمین

فقط۔ محمد اقبال رنگونی۔ عفا اللہ عنہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

(۱)

قادیانی نبی کی آسمانی شادی کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد قادیانی کی آسمانی شادی کی دلچسپ مگر عبرت انگیز کہانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی آدمی کا شادی کیلئے کسی لڑکی کا انتخاب کرنا اور اسکے لئے پیغام دینا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن ایک پچاس سالہ بوڑھے کا ایک کم سن بچی پر نظر رکھنا اور اسکی طلب وہوس میں دن رات تڑپنا اسکے شریف ہونے کا پتہ نہیں دیتا۔ پھر یہ مسئلہ اس وقت اور بھی شدید ہو جاتا ہے جب اس لڑکی کا والد اپنی کسی اور مجبوری میں اس شخص کے پاس آئے اور وہ اس شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اس لڑکی کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اور طرح طرح کے لالچ اور انعام کے وعدے کر دے اور پھر موت کی دھمکیوں پر اتر آئے۔ یہ پرلے درجے کی بداخلاقی اور غنڈہ گردی اور معاشرہ ایسے شخص کو بے حیاء اور بدمعاش کہتا ہے۔ پھر یہ بات اس وقت اور بھی سنگین ہو جاتی ہے جب اس قسم کی اوچھی حرکتیں کرنے والا شخص مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہو اور اس لڑکی کو پانے کی خدا کے نام سے خبر دے

خدا تعالی کے محبوبین اور مقبولین اخلاق و کردار کی اس بلند دیوار پر کھڑے ہوتے ہیں جس پر خدا کے معصوم فرشتوں کو بھی رشک آتا ہے۔ مخالفین انکے دعوی کی تکذیب تو کرتے ہیں لیکن کبھی انکے اخلاق زیر بحث نہیں آتے۔ شدید ترین مخالفین بھی اللہ کے ان محبوبین کے اعلی اخلاق و کردار کو تسلیم کرتے ہیں اور انہیں امین وصادق اور عفیف مانے بغیر انہیں چارہ نہیں ہوتا۔ اسکے مقابل جو لوگ خدا کے نام پر جھوٹی آواز لگاتے ہیں اور افتراء علی اللہ اور افتراء علی الرسول کے مجرم ہوتے ہیں وہ اخلاق و کردار کے اعتبار سے اس قدر گرے ہوتے ہیں کہ کوئی مہذب معاشرہ ایسے آدمیوں کو شریف کہنا گوارا نہیں کرتا وہ اول مرحلے پر ہی اپنے آپ کو اس قدر ننگا کر دیتے ہیں کہ ذرا سی سمجھ رکھنے والا انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جو شخص اس قدر بد اخلاق اور بدکردار ہے وہ مامور من اللہ تو کجا ایک شریف انسان کہلانے کے بھی قابل نہیں۔ جب ایک دھوکہ باز آدمی کو کوئی شخص صالح اور پرہیزگار نہیں کہہ سکتا تو ایسے بدکردار آدمی کو مامور من اللہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ مولانا روم نے ایسے ہی فراڈی قسم کے لوگوں کے بارے میں یہ کہا تھا

کار شیطان مے کند نامش ولی گر ولی ایں است لعنت برایں ولی

قادیان کے مرزا غلام احمد کو قادیانی لوگ خدا کا نبی اور اسکا مامور مانتے ہیں اور مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ اس پر ایمان لاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے اور اسے نہ ماننے والا حرام زادہ ہے۔ اہل اسلام تو سرے سے ہی اسے پرلے درجے کا جھوٹا سمجھتے ہیں اور اسکے دعوی کی بناء پر اسے اسلام سے باہر جانتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اسے مانتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیئے کہ انہوں نے کس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے؟ اگر قادیانی عوام علمی بحثوں کو

علماء تنگ محدود رکھیں اور مرزا غلام احمد کو اخلاق و کردار اور اسکے کریکٹر کے آئینہ میں دیکھیں تو ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ انہیں سید ھا راستہ پانے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی اور وہ بڑی سی بڑی قربانی دے کر بھی قادیانیت کا طوق اپنے گلے سے اتار دیں گے۔۔ آج کی مجلس میں ہم بتائیں گے کہ مرزا غلام احمد بد اخلاقی کی کس سطح میں ڈوب چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ قادیانی عوام کو سمجھنے کی توفیق دے آمین ۔

ایک مرتبہ مرزا غلام احمد کی نظر ایک کمسن لڑکی پر پڑی جو اس کے دل کو بھا گئی۔ یہ اسکے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کی بچی تھی۔ انہی دنوں اس بچی کے والد کو کسی ایک ضروری کام کیلئے مرزا غلام احمد کے پاس آنا پڑا۔ مرزا غلام احمد نے مختلف بہانوں کے ذریعہ اسے ٹالنے کا کھیل کھیلا مگر جب وہ کسی طرح بھی نہ ٹلا تو مرزا صاحب نے کہا کہ میں ایک شرط پر تمہارا یہ کام کرنے کیلئے تیار ہوں۔ وہ شرط کیا تھی اسے پڑھیے:

خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو یہ الہام ہوا کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہو سکتا ہے کہ تمہاری لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۰)

یہ شخص احمد بیگ تھا اور یہ بچی محمدی بیگم تھی۔ احمد بیگ نے جب مرزا غلام احمد کی یہ بات سنی تو اسکے ہوش اڑ گئے کہ ایک ایسا شخص جو مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے اس عمر میں ایک کام کیلئے میری کم سن بچی مانگ رہا ہے۔ چنانچہ اس نے مرزا غلام احمد کی یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا اور بغیر کام کرائے واپس چلا آیا۔ مرزا غلام احمد نے احمد بیگ کو مختلف ذرائع سے سمجھانے اور منانے کی کوشش کی مگر غیرت مند باپ کسی طرح بھی اپنی بچی کا نکاح مرزا غلام احمد سے کرنے کیلئے تیار نہ ہوا۔ مرزا غلام احمد نے اس بچی کو پانے کیلئے خدا کی وحی آنے کی خبر دی اور احمد بیگ کے خاندان کو رحمتوں اور برکتوں کے ملنے کی خوشخبری دی۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا ہے کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہدے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۰ء میں درج ہیں۔ (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۱۵)۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی لکھا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ احمد بیگ کی دختر کلاں محمدی بیگم کیلئے ان سے تحریک کر اگر انہوں نے مان لیا تو یہ انکے لئے رحمت کا ایک نشان ہوگا اور یہ خدا کی طرف سے بے شمار رحمت و برکت پائیں گے (سیرت المہدی ص ۱۹۵)

احمد بیگ نے ان تمام برکتوں اور رحمتوں کو ٹھکرا دیا جو اس نکاح کے نام پر اسے دی جا رہی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ یہ مرزا غلام احمد کی نفسانی خواہشات ہیں جسے وہ خدا کے نام پر پیش کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے کھلے عام مرزا غلام احمد کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ مرزا غلام احمد نے اپنے رشتہ داروں کو خطوط لکھے اور انہیں مجبور کیا کہ احمد بیگ کو اس نکاح کیلئے تیار کیا جائے اور خود احمد بیگ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء کو ایک لالچ بھرا خط لکھا کہ اگر تم نے اپنی بچی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا تو میں نہ صرف ان کاغذات پر دستخط کرنے کیلئے تیار ہوں بلکہ تمہیں جائداد بھی ملے گی اور تمہارے لڑکے کو پولیس کی ملازمت بھی دلا دوں گا۔ مرزا غلام احمد کے خط کا یہ حصہ دیکھئے

میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب ولحاظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک دیندار اور ایمان دار بزرگ تصور کرتا ہوں اور ہبہ نامہ پر جب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں اور اسکے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے اور میں نے عزیزی محمد بیگ (احمد بیگ کے لڑکے) کیلئے پولیس میں بھرتی کرانے کی اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش وسفارش کرلی ہے تاکہ وہ کام میں لگ جاوے اور اسکا رشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی کے ہاں جو میرے عقیدت مندوں میں ہے تقریبا کر دیا ہے۔ (غلام احمد لدھیانہ اقبال گنج ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء منقول از نوشتہ غیب ص ۱۰۰)

مرزا غلام احمد نے احمد بیگ سے یہ وعدہ بھی کیا:

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین اور مملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں سے جو کچھ مانگیں گے میں آپ کو دوں گا (آئینہ کمالات ر۔خ۔ج ۵ ص ۵۷۲)

مرزا غلام احمد کی یہ تحریر بھی دیکھیں جو وہ خدا کے نام پر پیش کر رہا ہے۔

اللہ تعالی نے مجھ پر وحی فرمائی کہ اس شخص کی بڑی لڑکی کے نکاح کیلئے درخواست کر۔۔۔ اور کہدے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اسکے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کیے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو (ایضا ص ۵۷۲)

احمد بیگ نے مرزا غلام احمد کی یہ پیش کش بھی ٹھکرا دی۔ مرزا غلام احمد پھر بھی باز نہ آیا چنانچہ مرزا غلام احمد نے التجاؤں کے خطوط لکھے اور کہا کہ اب جبکہ عوام میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ خدا کی طرف سے اس رشتہ کا حکم ہے اسلئے اس میں کوئی تاخیر نہ ہونی چاہیے اس نے احمد بیگ کے نام ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء کو یہ خط لکھا کہ:

آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہوگا کہ جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہاں کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے۔۔۔ یہ عاجز آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کیلئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالی کی برکتیں آپ پر نازل ہوں (منقول از رسالہ کلمۂ فضل ربانی ص ۱۲۳)

احمد بیگ جانتا تھا کہ یہ مرزا غلام احمد کا جھوٹ ہے کہ خدا نے اسے اس نکاح کیلئے کہا ہے اس نے مرزا غلام احمد کی کوئی التجا نہ سنی پھر مرزا غلام احمد نے احمد بیگ کو خدا کے عذاب کی دھمکیاں بھی سنائیں احمد بیگ اسے بھی کسی خاطر میں نہ لایا اور اپنی بچی کو ایک دائم المریض اور مراقی کو دینے کیلئے ہرگز راضی نہ ہوا

مرزا غلام احمد کو معلوم ہوا کہ محمدی بیگم کا ایک ماموں ہے جو بہت با اثر ہے مرزا غلام احمد نے منصوبہ بنایا کہ اسے رشوت دے کر یہ رشتہ حاصل کیا جائے۔ مرزا بشیر احمد کہتا ہے:

محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کرلیا تھا (سیرت المہدی ج ا ص ۱۹۳)

مرزا غلام احمد جب ہر طرف سے ناکام ہوا تو اس نے احمد بیگ کو منوانے کیلئے ایک نہایت گھناؤنا اور شرمناک

طریقہ اختیار کیا اسے دیکھئے:
مرزا غلام احمد کے بیٹے فضل احمد کی شادی مرزا شیر علی کی لڑکی سے ہوئی تھی اور مرزا شیر علی کی بیوی (فضل احمد کی ساس) احمد بیگ کی بہن تھی مرزا غلام احمد نے مرزا شیر علی اور اسکی بیوی (احمد بیگ کی بہن) کو بھی مسلسل خطوط لکھے اور ان دونوں کو اس نکاح کے حصول میں مدد کرنے کیلئے کہا اور انہیں دھمکی دی کہ اگر احمد بیگ نے اپنی بچی کی شادی مرزا غلام احمد سے نہ کی تو وہ اپنے بیٹے فضل احمد سے کہیں گے کہ وہ اپنی بیوی (احمد بیگ کی بہن کی لڑکی جو مرزا غلام احمد کی بہو تھی) کو طلاق دے دے۔ مرزا غلام احمد نے لدھیانہ سے ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو یہ خط لکھا۔
اس خط کا یہ حصہ پڑھئے:
فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔۔۔ فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا اگر وہ طلاق نہیں دے گا تو میں اسکو عاق اور لاوارث کر دوں گا۔۔۔ آپ اس وقت کو سنبھال لیں
(کلمۃ فضل ربانی ص ۱۲۶)
پھر ۴ مئی ۱۸۹۱ء کو مرزا غلام احمد نے احمد بیگ کی بہن (محمدی بیگم کی ممانی اور فضل احمد کی ساس) کے نام بھی دھمکی بھرا خط لکھا۔ اسکا یہ حصہ ملاحظہ کیجئے:
اپنے بھائی احمد بیگ کو جس طرح بھی تم سمجھا سکتی ہو اسکو سمجھا دو اور اگر ایسا نہ ہوگا تو آج میں نے مولوی نور الدین اور (اپنے بیٹے) فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کیلئے طلاق نامہ لکھ دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے سے گریز کرے یا عذر کرے تو اسکو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اسکو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اسکو وراثت کا نہ ملے۔۔۔ اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اسکو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کیلئے بہتر ہوگا (منقول از۔ نوشتہ غیب ص ۱۲۸)
مرزا شیر علی نے مرزا غلام احمد کے دھمکی آمیز خط کا جواب دو دن کے اندر دے دیا۔ مرزا شیر علی کا خط دیکھئے۔ اس سے آپ کو مرزا غلام احمد کو سمجھنے میں بہت حد تک مدد ملے گی۔ مرزا شیر علی نے لکھا:
گرامی نامہ پہنچا آپ جو کچھ بھی تصور کریں آپ کی مہربانی ہے ہاں مسلمان ضرور ہوں مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے اور اسی پر میرا خاتمہ بالخیر کرے۔۔۔ احمد بیگ کے متعلق میں کہہ ہی کیا سکتا ہوں وہ ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے جو کچھ ہوا آپ کی طرف ہی سے ہوا نہ آپ فضول ایمان گنواتے اور الہام بازی کرتے اور نہ مرنے کی دھمکیاں دیتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا۔۔۔ آپ خیال کریں کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہو اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں تو خدا لگتی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع الامراض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اسپر وہ مسیلمہ کذاب کے کان کتر چکا ہوتا تو کیا آپ رشتہ دیتے؟ آپ کو خط لکھتے وقت یوں آپے سے باہر نہیں ہونا چاہیئے لڑکیاں سبھی گھروں میں ہیں کچھ حرج نہیں اگر آپ طلاق دلوائیں گے تو یہ بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت دنیا پر قائم کر کے بدنامی کا سیاہ داغ مول لیں گے باقی روٹی

تو خدا اسکو بھی کہیں سے دے ہی دے گا ترنہ سہی خشک سہی مگر وہ خشک بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے ۔۔۔ میری بیوی کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی (مرزا غلام احمد کی بہو جسے اپنے لڑکے سے طلاق دلوانے کی مسلسل دھمکیاں دیتا رہا ہے) کیلئے اپنے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی کو جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو کس طرح لڑے (خاکسار شیر علی ۴ مئی ۱۸۹۱ء)

مرزا شیر علی کے اس خط میں مرزا غلام احمد کی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ وہ کس سطح کا آدمی ہے۔ نہ صرف یہ کہ اسکی نبوت خود ساختہ ہے بلکہ وہ اس دعوی میں مسیلمہ کذاب کے بھی کان کتر چکا ہے۔ اور بلیک میلنگ میں بھی اسکا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ جسمانی بیماریوں کا بھی مجموعہ ہے اور مراقی ہے۔ مرزا شیر علی نے اپنے اس خط میں مرزا غلام احمد پر بڑا لطیف طنز کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ اسکی کمائی کے ذرائع کیا ہیں۔؟

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ غلام احمد ۱۸۹۱ھ میں مدعی نبوت کا پلان بنا چکا تھا اور مرزا کے خاندان میں بھی یہ بات پھیل چکی تھی کہ اسکی نبوت خانہ ساز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد خفیہ اسکیموں کا بادشاہ تھا اور اپنی بات منوانے کیلئے کس طرح دوسروں کو اپنے پیچ میں لاتا تھا یہ ہماری اس تالیف کا موضوع نہیں اسلئے ہم اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

مرزا غلام احمد نے اپنی سمدھی کو یہ بھی لکھا کہ وہ اپنی بیوی سے کہے کہ وہ اپنے بھائی (احمد بیگ) سے اس معاملہ پر جھگڑا کر کے بھی شادی روک دے اور کسی طرح بھی اسے میرے ساتھ نکاح کیلئے تیار کرے۔ مرزا غلام احمد نے شیر علی کے نام ۴ مئی ۱۸۹۱ء کو لکھا

آپ احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ (وہ محمدی بیگم کا دوسری جگہ نکاح کرنے سے) باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی بیوی وغیرہ) کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خدا تعالی کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا

یہ بھائی بہن کو آپس میں لڑانے کی کوشش کیا کسی شریف آدمی کا کام ہو سکتا ہے؟

جب احمد بیگ اپنی لڑکی کو مرزا غلام احمد کے نکاح میں دینے کیلئے کسی طرح تیار نہ تھا تو مرزا غلام احمد کیوں چاہتا تھا کہ ہر قیمت پر اسے احمد بیگ کی بچی مل جائے۔ مرزا غلام احمد نے آخر کار اپنے بیٹے فضل احمد کو مجبور کیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے اس نے بادل نخواستہ اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ مرزا غلام احمد کی پہلی بیوی اور اسکے بیٹے سلطان احمد نے مرزا غلام احمد کا ساتھ نہ دیا۔ مرزا غلام احمد نے اپنی بیوی کو بھی طلاق دے دی اور اپنے بیٹے سلطان احمد کو اپنی وراثت سے محروم کیا۔ یہ اپنی بیوی پر سراسر ظلم اور اپنے بیٹے سے کھلی زیادتی نہیں۔ کیا ایسا آدمی شریف کہلانے کے لائق ہے یہ بات قادیانیوں کے سوچنے کی ہے؟

مرزا غلام احمد نے اس رشتہ کیلئے اپنے کئی رشتہ داروں کو خطوط لکھے اور انہیں کہا کہ احمد بیگ کو اس نکاح کیلئے تیار کرو مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ:

حضرت صاحب نے اس رشتہ کی کوشش میں اپنے بعض رشتہ داروں کو خط لکھے اور اسکے لئے بڑی جدوجہد کی

(سیرت المہدی ج ا۔ص ۲۰۵)
مرزا غلام احمد سے کہا گیا کہ جب یہ خدا کی بات ہے تو اس میں اتنا شور وغل کیوں کرتے ہو اور اسکے لئے دوسروں پر ظلم وزیادتی کہاں جائز ہے۔ مرزا غلام احمد نے اسکا یہ جواب دیا:
اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیش گوئی کی جائے تو اسے بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اپنے ہاتھ سے پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۱ ار۔خ۔ج ۲۲ ص ۱۹۸)
مرزا بشیر احمد کہتا ہے کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے باوجود خدائی وعدوں کے اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کیلئے ہر جائز طریق پر کوشش نہ کی ہو (سیرت المہدی ج ا ص ۱۹۳)۔
مرزا غلام احمد نے اس پر کوئی حوالہ نہیں دیا نہ اسکی اس بات میں کوئی وزن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر جب کوئی پیش گوئی کرتا ہے تو حالات خود بخود اسکے مطابق ہوتے چلے جاتے ہیں اور پیغمبر کی کی ہوئی پیش گوئی پوری ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں معاملہ عجیب ہے مرزا غلام احمد نے احمد بیگ کی بچی سے نکاح کو خدا کی بات بتایا۔ اب اسے ضروری تھا کہ وہ اس وقت تک کا انتظار کرتا جب خدا اپنی بات پوری کرتا مگر چونکہ یہ بات خدا کی طرف سے نہیں تھی اسکی اپنی خانہ ساز تھی اسلئے اس نے سب سے پہلے احمد بیگ کو بلیک میل کیا کہ اسکے قانونی کاغذات پر اس وقت دستخط کرے گا جب وہ اپنی بچی کا نکاح اس سے کرے گا (۲) مرزا غلام احمد نے احمد بیگ کو مال کا لالچ دیا جائداد کی پیشکش کی اور اسکے بیٹے کو محکمہ پولیس میں ملازمت دلوانے کی پیش کش کی (۳) اس نکاح کیلئے رشتہ داروں کے ذریعہ احمد بیگ پر دباؤ ڈالا (۴) مرزا غلام احمد نے اپنے بیٹے کو مجبور کیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے یہ عورت احمد بیگ کی عزیزہ تھی (۵) مرزا غلام احمد نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اپنے بیٹے کو وراثت سے محروم کیا کیونکہ وہ اس بات کیلئے مرزا غلام احمد کا ساتھ نہ دیتے تھے۔
محمدی بیگم کے والد احمد بیگ نے مرزا غلام احمد کی کوئی بات نہ مانی اور اپنی لڑکی کا رشتہ جناب سلطان محمد کے ساتھ کر دیا۔ مرزا غلام احمد کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ آپے سے باہر ہو گیا اور کہا کہ چونکہ یہ رشتہ خدا نے میرے ساتھ کر دیا ہے اس لئے کسی دوسرے کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ وہ میری آسمانی منکوحہ سے رشتہ کرے اب جو شخص بھی محمدی بیگم سے شادی کرے گا خدا کی غیرت جوش میں آئے گی اور خدا تعالیٰ ڈھائی سال کے اندر اسے مار ڈالے گا اور اسکے باپ کی بھی خیر نہ ہوگی۔ مرزا غلام احمد کا ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کا شائع کردہ ایک اشتہار سامنے رکھیں اس نے لکھا کہ:
اگر (احمد بیگ نے اس) نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور انکے گھر میں تفرقہ اور مصیبتیں پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کیلئے کئی غم کے امر پیش آئیں گے (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۵۸)
(۲) خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کیلئے مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہونگے جنکا نتیجہ موت ہوگا تم تین سال کے اندر

مرجاؤ گے اور ایسا اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مرجائے گا یہ اللہ کا حکم ہے (آئینہ کمالات ر۔خ۔ج ۵ص ۵۷۳)

مرزا غلام احمد نے بذریعہ وحی یہ خبر دی کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح کہیں ہوا تو اسکے گھر میں تفرقہ اور مصیبتیں آئیں گی۔محمدی بیگم کا نکاح ہوا اب دیکھیے تفرقہ اور مصیبتیں کس گھر پر آئیں

(۱)مرزا غلام احمد کے بیٹے فضل احمد کا گھر برباد ہوا یہاں تفرقہ پڑا اور اس نے باپ کے کہنے پر بیوی کو طلاق دیدی

(۲)مرزا غلام احمد نے اپنے بیٹے سلطان احمد کو محروم الارث کیا اور اسے عاق کیا:

(۳)مرزا غلام احمد نے فضل احمد اور سلطان احمد کی والدہ کو طلاق دی حالانکہ وہ پہلے سے بے گھر بیٹھی تھی۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ تفرقہ کا یہ عذاب محترمہ محمدی بیگم کے گھر آیا یا مرزا غلام احمد کا گھرانہ اس عذاب کی لپٹ میں آیا۔

احمد بیگ نے مرزا غلام احمد کی ان دھمکیوں کی بھی کوئی پروانہ کی۔اور اپنی بیٹی کا نکاح ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو دھوم دھام سے کیا ادھر مرزا غلام احمد کے گھر میں ماتم برپا تھا۔مرزا غلام احمد کے قریبی دوست تو بخوبی جانتے تھے کہ مرزا صاحب نے خدا کے نام پر جتنی باتیں کہیں ہیں انکی کوئی حقیقت نہیں یہ سب مرزا غلام احمد کی اپنی اختراع ہے جو وہ خدا کے نام پر پیش کررہا ہے لیکن نادان قادیانیوں کو کس طرح سمجھایا جائے کہ انکے نبی کی آسمانی منکوحہ کسی اور کے نکاح میں دی جاچکی ہے اور خدا کے فیصلے پر انسانی فیصلے غالب آچکے ہیں۔مرزا غلام احمد میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اپنی آسمانی منکوحہ کو سلطان محمد سے چھین سکے اور نہ اسکے کسی مرید میں یہ جرات تھی کہ وہ اپنے نبی کی آسمانی بیوی کو کسی غیر کی منکوحہ ہونے سے روک سکے۔مرزا غلام احمد ذلت وحسرت کی تصویر بنا اپنی آسمانی منکوحہ کی رخصتی پر آنسو بہاتا رہا اور دانت پیستا رہا اور اسکے مریدوں کے منہ پر اسکی بے بسی اور شرمندگی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

مرزا غلام احمد نے اس نازک صورت حال کو دیکھتے ہوئے اعلان کیا اسے خدا نے وحی کی ہے کہ اس بارے میں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہ صحیح ہے کہ خدا نے اسکا نکاح آسمان پر تمہارے ساتھ ہی پڑھایا ہے (زوجنا کھا۔انجام آتھم ص ۶۰) وہ تمہاری ہی منکوحہ ہے اب اس دنیا میں اگر کوئی اسے اپنی منکوحہ بنا چکا ہے تو یہ اسکی عارضی منکوحہ ہوگی۔یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا اسے مرزا غلام احمد کی منکوحہ بنائے اور کوئی دوسرا اسے لے اڑے۔سو وقت آئے گا کہ اس آسمانی منکوحہ کا عارضی شوہر مرے گا اور خدا پھر اسے تمہارے پاس ہی لے آئے گا۔مرزا غلام احمد نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ اعلان کیا اور اشتہاروں پر اشتہار لکھے تاکہ اس کی جماعت سے نکلنے والے قادیانی واپس آجائیں اور اسے اپنی آمدنی سے حصہ دیتے رہیں۔مرزا غلام احمد نے خدا کے نام سے یہ اعلان کیا:

خداتعالی نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۵۸)

(نوٹ) یہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کا ہے۔ اس سے پہلے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بھی مرزا غلام احمد یہ لکھ چکا تھا:

آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۰۲)

مرزا غلام احمد نے ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو پھر ایک اور اشتہار شائع کیا اس میں لکھا

اس عاجز نے ۔۔۔ بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالٰی کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالٰی بیوہ کر کے اسکو میری طرف لے آوے (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۲۱۹)

قادیانیوں کو مرزا غلام احمد کی بات پر یقین نہیں آرہا تھا وہ جاننا چاہتے تھے کہ مرزا غلام احمد کا خدا واقعی سچ بول رہا ہے؟ ۲۷ ستمبر ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد نے خدا کے نام پر یہ اعلان کیا کہ خدا نے کہا:

تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے؟ کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا (مجموعہ اشتہارات ص ا ص ۳۰۱)

مرزا غلام احمد جہاں یہ دیکھتا کہ اسکے اپنے لوگ اسکی بات پر اعتبار نہیں کر رہے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کی جماعت کو چھوڑ رہے ہیں تو وہ فورا خدا کے نام سے ایک اعلان سنا دیتا۔ ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو اس نے پھر سے ایک اشتہار شائع کیا اور لکھا کہ:

خدا اسکو پھر تیری طرف لائے گا یعنی آخر وہ تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھا دے گا خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں (ایضاً ج ۲ ص ۴۱)

انہی دنوں کسی نے مرزا غلام احمد سے مذاق میں کہدیا کہ آپ کی آسمانی منکوحہ زندہ نہیں رہی اسلئے اب تو امید چھوڑ دیجئے مرزا غلام احمد نے کہا کہ مذاق مت کرو مجھے معلوم ہے کہ وہ عورت زندہ ہے اور آخر کار یہ میری ہو کر رہے گی۔ مرزا غلام احمد نے ضلع گورداسپور کی عدالت میں جو حلفیہ بیان دیا ہے اس میں بھی اسکی جھلک پائی جاتی ہے۔ مرزا غلام احمد نے کہا

وہ عورت زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی (منظور الٰہی ص ۲۴۵ مصنفہ منظور الٰہی قادیانی)

جوں جوں محمدی بیگم کی شادی کے دن بڑھتے جا رہے تھے مرزا غلام احمد کی پریشانی بھی دن بدن بڑھ رہی تھی اسکے مرید اس سے بدظن ہو رہے تھے مگر مرزا غلام احمد محمدی بیگم کی محبت اور اسکی طلب میں اس قدر دیوانہ ہو گیا تھا کہ اسے کسی بات کا ہوش نہ تھا جب کبھی اس مسئلہ کا تذکرہ ہوتا مرزا غلام احمد فورا کہہ پڑتا ہے کہ اسے خدا نے بتا دیا ہے کہ یہ عورت آخر کار اسکی ہو کر رہے گی۔ مرزا غلام احمد کا یہ بیان ملاحظہ کیجئے:

میں نے بڑی عاجزی کے ساتھ خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ۔۔۔ وہ بیوہ کی جائے گی۔۔ اور پھر ہم اسکو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اسکو روک نہ سکے گا (کرامات الصادقین۔ ر۔ خ۔ ج ۷ ص ۱۶۲)

"مرزا غلام احمد کی مذکورہ تصریحات اور پھر اسکی تشریحات سے یہ بات واضح ہے کہ محترمہ محمدی بیگم کی شادی ہو جانے کے باوجود مرزا غلام احمد نے اس خاتون کی آبرو کا کوئی خیال نہیں کیا اور سالہا سال تک ایک غیر محرم خاتون کی عزت کو اچھالنے کا مشغلہ جاری رکھا۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا مرزا غلام احمد کو اس کی اجازت تھی کہ وہ کسی دوسرے کی منکوحہ کے بارے میں بار بار یہ اشتہار شائع کرے کہ وہ میری بیوی بنے گی میرے گھر آئے گی اسکا شوہر مرے گا وہ میری ہی منکوحہ ہے کچھ ہی ہو جائے اسے میرے ہی پاس آنا ہے۔ ہر شریف آدمی اس قسم کی باتیں کرنے والے شخص کو بڑا بے شرم آدمی کہتا ہے مگر افسوس کہ قادیانیوں نے اسے خدا کا نبی کا درجہ دے رکھا ہے۔ چہ نسبت ناپاک را بعالم پاک

مرزا غلام احمد کو اس بات کا تو حق تھا کہ وہ محمدی بیگم کے شوہر کے انتقال کر جانے کے بعد پھر سے اپنے رشتہ کی بات چلاتا اور وہ بھی عدت گزرنے کے بعد اور پھر اسے لالچ اور دھمکیوں کے ذریعہ اپنی منکوحہ بناتا مگر اسے یہ حق ہرگز نہ تھا کہ وہ ایک شخص کی منکوحہ کے بارے میں مسلسل یہ دعوی کرے کہ یہ اسی کی بیوی ہے اور اسکا شوہر مر جائے گا یہ واپس میرے پاس آجائے گی۔ یہ انداز گفتگو اور اشتہارات اس بات کے شاہد ہیں کہ مرزا غلام احمد کو شریف آدمی کہنا بھی شرافت کے خلاف ہے۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ قادیانیوں کے ہاں شرافت کا معیار مرزا غلام احمد کا گھناؤنا کردار ہے اور ایسے ہی لوگ انکے ہاں سب سے بڑے شریف سمجھے جاتے ہیں۔

اسلام میں تو خاوند کے فوت ہونے کے بعد بھی عدت گزرنے سے پہلے بیوہ کو نکاح کا پیغام نہیں دیا جاسکتا چہ جائیکہ خاوند زندہ ہو مرا بھی نہ ہو اور یہاں اسکے نکاح ثانی کے پیغام دئے جا رہے ہوں

ان دنوں محمد بخش جعفر زٹلی نے اپنے رسالہ میں یہ اعلان شائع کیا کہ وہ عنقریب نصرت جہاں بیگم (مرزا غلام احمد کی بیوی) سے بیاہ رچانے والا ہے اسکا مطلب یہ تھا کہ مرزا غلام احمد کی موت کے بعد نصرت جہاں میرے نکاح میں آئے گی پھر اس نے اپنے اعلان کی تائید میں چند خواب بھی سنائے اور بشارتیں بھی نقل کیں

مرزا غلام احمد نے جب یہ اعلان پڑھا تو مارے غصہ کے سرخ ہو گیا اور اس نے لکھا

میری بیوی کی نسبت شیخ محمد حسین کے دوست جعفر زٹلی نے محض شرارت سے گندی خوابیں بنا کر سراسر بے حیائی کی راہ سے شائع کیں اور میری دشمنی سے اس میں وہ لحاظ وادب بھی نہ رہا جو اہل بیت رسول کی پاک دامن خواتین سے رکھنا چاہیئے مولوی کہلانا اور یہ بے حیائی کی حرکات افسوس ہزار افسوس (تحفہ گولڑویہ ص ۵۶ حاشیہ ۔ر۔خ۔ج ۱۷ ص ۱۹۹)

اگر جعفر زٹلی اس لئے بے حیاء ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کی بیوی کے بارے میں خواب سناتا ہے اور کسی وقت اسکے نکاح میں آنے کی خبر دیتا ہے تو مرزا غلام احمد اس سے زیادہ بے حیاء ہے کہ وہ مدعی نبوت ہو کر سلطان محمد کی بیوی محترمہ محمدی بیگم کے بارے میں الہامات سناتا ہے اور کسی دوسرے کی بیوی کو اپنے نکاح میں لانے کے بارے میں اشتہار شائع کرتا ہے اگر جعفر زٹلی اس وجہ سے لائق نفرت ہیں تو مرزا غلام احمد اس سے بدرجہ اولی لائق نفری ٹھہرے۔ ہے کوئی قادیانی جو انصاف کا دامن تھامے اور مرزا غلام احمد کو برسرعام بے حیا مانے؟

مرزا غلام احمد نے جب خدا کے نام سے احمد بیگ کو اپنی لڑکی کا رشتہ دینے کیلئے کہا تو اسے یقین تھا کہ احمد بیگ اپنی مجبوری کے پیش نظر اسکی بات مان لے گا لیکن احمد بیگ نے غیرت کا مظاہرہ کیا۔ مرزا غلام احمد نے دیگر ذرائع سے لالچ اور دھمکیاں دیں وہ بھی بے اثر ثابت ہوئیں اب جبکہ لڑکی کا نکاح کسی اور جگہ ہو چکا اور وہ لڑکی کسی کی بیوی بن چکی پھر بھی بار بار یہ بات دہرانا کہ اسکا شوہر مر جائے گا ہمیں کسی اور بات کی خبر دیتا ہے مرزا غلام احمد کے خیال میں محمدی بیگم کس طرح بیوہ ہو سکتی تھی اس وقت ہم اسپر بحث نہیں کر رہے ہم صرف مرزا غلام احمد کی غیر شریفانہ ذہنیت کی نشاندہی کر رہے ہیں تا کہ قادیانی عوام اس سے عبرت حاصل کریں اور وہ جان پائیں کہ مرزا غلام احمد بداخلاقی کی کس سطح تک گر چکا تھا۔

مرزا غلام احمد نے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کو نہ صرف خدائی پیغام بتایا بلکہ اسے اپنے صدق وکذب کا اہم عنوان بھی بنادیا اپنے اس عنوان صدق کی لاج رکھنے اور اپنے عوام کو بے وقوف بنانے کیلئے کہ یہ خدائی معاملہ ہے مرزا غلام احمد نے اوچھی حرکتوں کے اختیار تک سے اجتناب نہ کیا۔ ایک ظالم اور لالچی شخص کوئی چیز حاصل کرنے کیلئے جتنا کچھ کر سکتا ہے مرزا غلام احمد نے وہ سب راہ عمل اپنائے تا کہ وہ کسی طرح یہ کہنے میں کامیاب ہو جائے کہ یہ خدائی معاملہ ہے اور وہ اپنے دعوی میں سچا ہے۔ مرزا غلام احمد نے اس رشتہ کو جو اہمیت دی ہے اسے مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اس طرح بیان کیا ہے۔

اللہ تعالی کی طرف سے وہ الہامات (جنکا تعلق محمدی بیگم سے ہے) پیشگوئی کا بنیادی پتھر ہیں (سیرت المہدی حصہ اول ص ١٩٥)

آیئے دیکھیں کہ یہ بنیادی پتھر کس طرح ٹوٹتا ہے۔ اس کی بنیادیں کس طرح ہلتی ہیں اور مرزا غلام احمد کس طرح اپنی بات میں جھوٹا نظر آتا ہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنے صدق وکذب کا معیار محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کو ٹھہرایا اور کھلے طور پر اعلان کیا کہ اگر یہ پیش گوئی پوری ہو جائے تو وہ اپنے دعوے نبوت میں سچا ثابت ہوگا اور اگر محمدی بیگم اسکے نکاح میں نہ آئے تو وہ جھوٹا ہے اور اسکے گلے اور پاؤں میں رسی ڈال کر اسے ذلیل کیا جائے۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اسکی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالی ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا۔ (انجام آتھم ص ٣١۔ ر۔خ۔ ج ١١ ص ٣١)

مرزا غلام احمد کے یہ الفاظ بھی سامنے رکھیں:

ان هذا حق فسوف ترى وانى اجعل هذا النباء محكا صدقى اوكذبى وماقلت الا بعد ماانبئت من ربى (ایضا۔ ر۔خ۔ ج ١١ ص ٢٢٣)

یہ خدائے بزرگ کی طرف سے (تقدیر مبرم) حق ہے عنقریب اسکا وقت آئے گا تم جلد ہی دیکھ لوگے اور میں اس کو اپنے سچ اور جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے (ایضا ص ٢٢٣)

مرزا غلام احمد نے صاف لفظوں میں اس کا اعلان کیا ہے کہ احمد بیگ کے داماد یعنی محمدی بیگم کا شوہر ڈھائی سال

کے اندر مر جائے گا اور یہ تقدیر قطعی ہے یعنی ایسا ہو کر رہے گا اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں آ گئی تو میں سچا ہوں اور اگر میری موت آ گئی اور محمدی بیگم میری بیوی نہ بنی میں جھوٹا ہوں گا۔ مرزا غلام احمد نے تقدیر مبرم کی جو تشریح کی ہے وہ بھی سامنے رکھئے:

نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اسکے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے لاتبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

مرزا غلام احمد نے احمد بیگ کو جو خط بھیجا اس کے آخر میں بھی یہ بات لکھی تھی:

اگر میعاد گزر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا اور مجھے ایسی سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳۔ ر۔خ۔ ج ۵ ص ۵۷۴)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کی صورت میں اپنے مخالفین کیلئے کیا منصوبہ طے کیا تھا اسے دیکھئے:

ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ انکے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے (انجام آتھم ص ۵۳۔ ر۔خ۔ ج ۱۱ ص ۳۳۷)

مرزا غلام احمد نے آخر میں یہ دعا کی ہے

اے قادر وعلیم ۔۔۔ احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو انکو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر یہ تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر تیری نظروں میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے ۔۔۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱۶)

مرزا غلام احمد کی مذکورہ تحریرات سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ

مرزا غلام احمد قادیانی کا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ خدا نے آسمان پر پڑھا دیا۔ اسلئے محمدی بیگم اب کسی کی منکوحہ نہیں بن سکتی

(۲) اگر وہ کسی کی منکوحہ بن گئی تو خدا تعالیٰ اسکے شوہر کو ڈھائی سال کے اندر مار ڈالے گا اور محمدی بیگم بیوہ ہو کر آخر کار مرزا غلام احمد کے نکاح میں آ جائے گی۔

(۳) یہ بات اتنی قطعی ہے کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں جو ٹلا نہیں کرتیں اور اگر خدا کی بات ٹل جائے تو اسکا کلام باطل ہو جاتا ہے۔

(۴) مرزا غلام احمد کا نکاح محمدی بیگم سے ہو جاتا ہے تو یہ اسکے مامور من اللہ ہونے کا نشان ہوگا اور وہ اپنے دعوی میں سچا سمجھا جائے گا اور اگر محترمہ مرزا غلام احمد کی بیوی نہ بن سکی تو تو مرزا غلام احمد بقلم خود کذاب ملعون دجال ذلیل کور باطن ہوگا۔ اور اسکا چہرہ سوروں اور بندروں کی طرح سمجھا جائے گا اسکے پاوں اور گلے میں رسی ڈال کر اسے نامرادی اور ذلت کے ساتھ کھینچا جائے گا۔

اب ہم مرزا طاہر اور تمام قادیانیوں سے ایک سادہ سا سوال کرنا چاہتے ہیں کہ
(۱) محمدی بیگم کا نکاح مرزا غلام احمد کے ساتھ یہاں کب ہوا تھا؟
(۲) محمدی بیگم کے شوہر نکاح کے ڈھائی سال کے اندر فوت ہو گئے تھے؟
(۳) مرزا غلام احمد کے خدا نے سچ کہا تھا یا اسکا خدا بھی اسکی طرح جھوٹ پر جھوٹ بول رہا تھا؟
(۴) مرزا غلام احمد بقلم خود کذاب دجال ملعون ذلیل اور کور باطن ہوا یا نہیں؟
ہمیں یقین ہے کہ مرزا طاہر کبھی بھی اس بات پر مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوگا کہ مرزا غلام احمد کا نکاح محمدی بیگم سے ہوا تھا؟ اسلئے کہ یہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد محترمہ محمدی بیگم کی طلب میں دن رات تڑپتا رہا اور اسے پانے کیلئے طرح طرح کی تدبیریں کرتا رہا مگر اللہ تعالی نے اس کی ہر تدبیر کو الٹ کر دیا اور وہ اپنے مقصد میں بری طرح ذلیل و رسوا ہوا اور ذلت ناک موت سے دوچار ہوا۔
قادیانی علماء کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ خدا نے محمدی بیگم کا نکاح آسمان پر پڑھایا تھا مگر جب محمدی بیگم اور اسکے شوہر نے توبہ کر لی تو اللہ نے یہ نکاح فسخ کر دیا اب وہ مرزا غلام احمد کی بیوی نہ رہی اسلئے یہ پیش گوئی کیسے پوری ہو سکتی ہے؟

الجواب:

قادیانی علماء محمدی بیگم والی پیش گوئی کو جس توبہ کے نام سے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں سب سے پہلے اس کی حقیقت معلوم کریں۔ توبہ کی اس شرط کا ذکر سب سے پہلے مرزا غلام احمد کرتا ہے
اس نکاح کے ظہور کیلئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا تعالی کی طرف سے ایک شرط تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المرء ۃ توبی توبی فان البلاء عقبک پس ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۵۷۰)
مرزا غلام احمد نے اپنے اس بیان میں جس شرط کا ذکر کیا ہے وہ شرط اس سے پہلے کہیں بھی نظر نہیں آتی تقریبا اٹھارہ انیس سال سے محمدی بیگم کا قصہ چلا آ رہا ہے اور یہ شرط ۱۹۰۷ء میں اچانک سامنے لائی گئی۔
اگر یہ شرط فرض محال موجود تھی تو سوال پیدا ہوتا کہ اللہ تعالی نے اس شرط کے پورا ہو جانے کی اطلاع مرزا غلام احمد کو کیوں نہ دی؟۔ اور وہ بھی ایک دو دن نہیں۔ سالہا سال تک خدا نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے توبہ کر لی ہے اسلئے اب یہ عورت تمہیں نہیں مل سکے گی بلکہ اسکے برعکس اسے یہ ہی وحی آتی رہی کہ خدا نے اسکا نکاح باقی رکھا ہے وہ تمہارے پاس آ کر رہے گی۔ مرزا صاحب کا خدا مرزا صاحب کے ساتھ اتنا سنگین مذاق کیوں کر رہا تھا؟...... مرزا غلام احمد ایک اشتہار میں لکھتا ہے
توبی توبی فان البلاء علی عقبک میں صاف توبہ کی شرط تھی اور یہ الہام احمد بیگ اور اسکے داماد دونوں کیلئے تھا کیونکہ عقب لڑکی اور لڑکی کی اولاد کو کہتے ہیں اور یہ احمد بیگ کی بیوی کی والدہ (محمدی بیگم کی نانی) کو خطاب تھا کہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر خاوند مرنے کی بلا ہے اگر توبہ کرو گی تو تاخیر مدت کی جائے گی۔ (تتمہ تکذیب المفترین ص ۱۱)

مرزا غلام احمد کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ توبہ محمدی بیگم کی نانی نے کی تھی اسلیئے یہ نکاح منسوخ ہو گیا۔ مرزا طاہر ہمیں بتائے کہ کسی کی نانی اگر کسی گناہ سے توبہ کرے تو کیا اسکی نواسی کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے؟ مرزا غلام احمد کی شریعت ہی نرالی ہے کہ یہاں نانی کی توبہ سے نواسی کا نکاح جاتا رہتا ہے۔ قادیانی نانیوں اور نواسیوں کو یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے اور نواسی کا گھر برباد کرنا ہو تو اپنے کسی گناہ سے توبہ کر لینی چاہیئے۔ جب خدا کا پڑھایا ہوا نکاح نانی کی توبہ سے ٹوٹ سکتا ہے تو ایک عام قادیانی مولوی کا پڑھایا ہوا نکاح کیسے ٹوٹ نہ سکے گا۔

رہی یہ بات کہ محمدی بیگم کی نانی جو بقول مرزا صاحب اسکے نکاح میں بڑی رکاوٹ تھی اس نے توبہ کی یا نہیں؟ اسکا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ نہ اس نے کوئی توبہ کی نہ وہ مرزا غلام احمد پر ایمان لائی نہ اپنی نواسی کو مرزا غلام احمد کے نکاح میں دینے کیلیئے راضی ہوئی۔

رہا محمدی بیگم اور اسکے شوہر کا توبہ کرنا تو یہ بھی قادیانیوں کا جھوٹ ہے نہ سلطان محمد نے مرزا غلام احمد کو تسلیم کیا نہ محمدی بیگم نے اسے مانا۔ یہ دونوں میاں بیوی مرزا غلام احمد کے دعوی کے منکر تھے۔ اور اسکے آسمانی نکاح کے جھوٹ ہونے کے کھلے گواہ تھے۔ جب قادیانیوں نے انکے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا کہ وہ مرزا صاحب کی پیش گوئی سے ڈر کر انکے حلقۂ عقیدت میں داخل ہو چکے ہیں تو انہوں نے اعلان کیا کہ یہ جھوٹ ہے۔ موصوف نے ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو یہ تحریر لکھی:

جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے جو میری موت کی پیشگوئی کی تھی میں نے اس میں اسکی تصدیق کبھی نہیں کی نہ میں اس پیشگوئی سے کبھی ڈرا میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔

موصوف کی یہ تحریر اخبار اہلحدیث امرتسر کے ۱۴ مارچ ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی۔ اخبار کے مدیر نے اس پر چیلنج بھی شائع کیا کہ اگر کوئی شخص اسے غلط ثابت کر دے تو اسے انعام بھی دیا جائے گا۔

محترمہ محمدی بیگم کے شوہر سلطان محمد کا یہ خط بھی دیکھیئے جو انہوں نے سید محمد شریف گھڑیالوی مرحوم کے نام لکھا تھا جسے اخبار اہل حدیث امرتسر نے اپنی ۱۴ نومبر ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں شائع کیا۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ سلطان محمد صاحب اسلام پر پوری طرح ثابت قدم رہے اور قادیانیوں کو برا سمجھتے رہے انکا خط دیکھیئے

مکرم جناب شاہ صاحب۔ السلام علیکم۔ میں تا دم تحریر تندرست اور بفضل خدا زندہ ہوں میں خدا کے فضل سے ملازمت کے وقت بھی تندرست رہا ہوں میں اس وقت بعہدہ رسالداری پنشن پر ہوں گورنمنٹ کی طرف سے مجھے پانچ مربعہ اراضی عطا ہوئی ہے میری جدی زمین بھی قصبہ پٹی میں میرے حصہ میں قریبا ۱۰۰ ایکھ آئی ہے اور ضلع شیخوپورہ میں بھی میرا اراضی قریبا تین مربعہ اراضی کیلیئے ہے...... میں خدا کے فضل سے اہل سنت والجماعت ہوں میں احمدی مذہب کو برا سمجھتا ہوں میں اسکا پیرو نہیں ہوں اسکا دین جھوٹا سمجھتا ہوں۔ والسلام

تابعدار سلطان محمد بیگ پنشنر از پٹی ضلع لاہور

آپ ہی سوچیں کہ اگر سلطان محمد مرزا غلام احمد کی پیش گوئی سے ڈر گیا ہوتا اور اس نے توبہ کر لی ہوتی تو اسکا نتیجہ محمدی بیگم کی طلاق کی صورت میں نکلتا۔ دنیا گواہ ہے کہ محمدی بیگم آخر تک سلطان محمد کی اہلیہ محترمہ رہی اور

مرزا غلام احمد کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔
کیا یہ بات لطیفہ نہیں کہ اللہ نے محمدی بیگم کا آسمان پر نکاح پڑھایا۔ محمدی بیگم کا باپ اسے مرزا غلام احمد کے بجائے سلطان محمد کے حوالہ کر رہا ہے۔ فضل احمد اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہے۔ مرزا غلام احمد اپنی ایک بیوی کو فارغ کر رہا ہے اور نکاح نہ ہونے کے غصے میں اپنے بیٹے کو وراثت سے محروم کرتا ہے۔ مگر محمدی بیگم کی نانی کی توبہ پر اللہ میاں نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔ عجیب کہانی ہے۔ کیا قادیانیوں میں کوئی پڑھا لکھا آدمی نہیں جو اس گتھی کو سلجھا سکے۔
پھر مذکورہ عبارت کے یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں کہ ان لوگوں نے توبہ کی۔ شرط میں نانی کا ذکر تھا یہ ان لوگوں کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ یعنی نانی سے کہا گیا تھا کہ توبہ کر۔ اور توبہ کس نے کی؟ ان لوگوں نے۔۔ عجب تماشہ ہے پھر یہ بات ناقابل فہم ہے کہ اگر نکاح فسخ ہو گیا تھا تو پھر لفظ۔ یا۔ کی کیا ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ اور اگر نکاح تاخیر میں پڑ گیا تھا تو یہ فسخ کیسے ہو گیا۔ اگر فسخ ہو گیا تو خدا نے یہ کیوں نہیں بتایا اب تمہیں تڑپنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم خود ہی اسے فارغ کر چکے ہیں خدا نے اس غریب کو آخر تک اتنا کیوں تنگ کیا۔ خدا تعالی تو سب جانتے تھے اس نے یہ تماشہ کس لئے دکھایا اب ہم کیسے اس بات کی تائید کر سکتے ہیں کہ:
یہ پیش گوئی کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ ر۔خ۔ ج ۱۱ ص ۳۳۸)
یہ جملہ اس صورت میں درست ہے جب یہ پیشگوئی پوری ہو جاتی اور محمدی بیگم مرزا غلام احمد کے حبالہ عقد میں آ جاتی۔ لیکن وہ نہ آئی اور قادیانیوں کو تسلیم کرنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد کی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ مرزا صاحب کا خدا تو چاہتا تھا کہ اسکا آخری سفر حسرت کا سفر نہ ہو (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۹۳) مگر افسوس کہ مرزا صاحب کا آخری سفر حسرت کا سفر ہوا اور وہ محمدی بیگم کو اپنی بیوی نہ بنا سکا اور یوں ہی قبر میں اتار دیا گیا۔ مگر مرزا بشیر احمد کی بے شرمی کی انتہا ہے کہ وہ اب بھی اس پیشگوئی کا پورا ہونا بتلاتا ہے۔ اس نے لکھا
پیشگوئی کا یہ حصہ بھی کمال صفائی سے پورا ہوا (سلسلہ احمدیہ ص ۷۴ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۹ء)
مرزا بشیر احمد اگر مرزا غلام احمد کے قریبی ساتھی اور لاہوری قادیانیوں کے سربراہ محمد علی لاہوری کا اعتراف دیکھ لیتے تو انہیں اتنا بڑا جھوٹ بولتے کچھ تو حیاء ضرور آ جاتی۔ محمد علی لکھتا ہے
یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نکاح نہیں ہوا۔۔ اب ایک بات کو لے کر سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں کسی امر کا مجموعی طور پر فیصلہ کرنا چاہیے جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے صرف ایک پیش گوئی لے کر بیٹھ جانا اور باقی کو چھوڑ دینا یہ طریق انصاف اور راہ صواب نہیں ہے۔ (لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء)
مسٹر محمد علی نے تسلیم کیا ہے کہ مرزا غلام احمد کی یہ پیش گوئی غلط نکلی۔ رہی یہ بات کہ مرزا غلام احمد کی دوسری پیشگوئیاں پوری ہوئیں ہم انشاء اللہ آگے چل کر بتائیں گے کہ مرزا غلام احمد کی تحدی والی پیشگوئیاں کس قدر غلط ثابت ہوئیں ہیں اور اسے کس طرح رسوائی ہوتی رہی ہے۔ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب مرحوم نے مسٹر محمد علی کے مذکورہ بیان پر جو جاندار تبصرہ کیا ہے قادیانی علماء اسکے جواب سے

آج تک عاجز ہیں آپ بھی دیکھئے۔
قادیانی جواب کا حاصل یہ ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری ہو جانے کی صورت میں بعض پیش گویاں پوری نہ ہوں تو چنداں مضائقہ نہیں مگر قابل لحاظ امر یہ ہے کہ سب پیش گوئیاں اپنی قوت اہمیت اور صراحت میں یکساں نہیں ہوتیں یہ شادی کی پیش گوئی بہر صورت پوری ہونی چاہیے تھی کہ اسکی تکمیل آسمان پر اور تشہیر زمین پر بخوبی ہو چکی تھی اور خود مرزا صاحب نے اسکو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا مزید برآں اسکی دھن میں گھر برباد ہوا پہلی بیوی کو طلاق ملی جوان لڑکے عاق ہوئے گھر میں کنبے میں نفاق پڑا علالت میں حالت مرگ تک پہنچی تو بھی پیش گوئی دل سے جدا نہ ہو سکی لیکن وائے قسمت پوری ہونی تھی نہ ہوئی۔
ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد تو آتا ہے
وہ ہر ایک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا (قادیانی مذہب ص ۴۷۸)
مرزا غلام احمد کی موت تک کوشش رہی کہ کسی طرح بھی محمدی بیگم کا شوہر مر جائے تاک وہ اسے اپنے نکاح میں لا سکے مگر اسکی یہ حسرت دل میں ہی رہ گئی اور موت کے طاقت ور ہاتھ نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد کی شہ رگ کاٹ دی اسکے اپنے خسر میر ناصر کے بقول وہ وبائی ہیضہ میں مر گیا (حیات ناصر ص ۱۴) جبکہ محترمہ محمدی بیگم اور انکے شوہر تا مدار خیر و عافیت اور صحت وسلامت کے ساتھ رہے۔ محمدی بیگم کا نکاح ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا تھا مرزا غلام احمد نے پیش گوئی کی تھی محمدی بیگم کے شوہر نکاح والے دن سے ڈھائی سال کے اندر مر جائے گا اس حساب سے سلطان محمد کی زندگی زیادہ سے زیادہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء تک تھی مگر سلطان محمد ۱۹۱۴ء کی جنگ میں بھی شریک ہوئے تھے انہوں نے مرزا غلام احمد کی موت کے تقریباً ۴۰ سال بعد وفات پائی۔ جبکہ محمدی بیگم نے ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء میں وفات پائی۔
اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے ایک کم سن بچی (محمدی بیگم) سے بیاہ رچانے کیلئے خدا پر افتراء کیا اور گھر میں بیٹھے بیٹھے پیش گوئیاں بناتا رہا۔ اور اسے پورا کرنے کیلئے طرح طرح کے مکر اور فریب کے جال بنتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہی جال میں پھنستا چلا گیا۔ اگر یہ پیش گوئیاں خدا کی طرف سے ہوتیں تو ضرور اسکا اثر ہوتا اور محمدی بیگم آخر کار اس کے نکاح میں آتی۔ اب جو لوگ گھر بیٹھے اس قسم کی پیش گوئیاں کرتے جائیں دوسروں کو انکے بارے میں کیا سمجھنا چاہیے۔ اس باب میں ہم کچھ نہیں کہتے مرزا غلام احمد کی ہی ایک تحریر پیش کرتے ہیں تا کہ ہر قادیانی اپنے نبی کو اسکی اپنی تحریر میں بآسانی دیکھ سکے۔ مرزا غلام احمد کا فیصلہ دیکھئے:
ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیش گوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے۔ اپنے مکر سے۔ اپنے فریب سے انکے پورے ہونے کیلئے کوشش کرے اور کراوے (سراج منیر ص ۲۳ ر۔ خ۔ ج ۱۲ ص ۲۷)
اب اس تحریر کی روشنی میں اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد اور اسکے مریدوں کو ایسا ہی سمجھے تو اس پر قادیانیوں کو ناراض نہ ہونا چاہیے۔ واقعات خود اسکے اپنے تیار کردہ ہیں اور فیصلہ بھی اسکا اپنا ہے۔ ہم نے تو صرف اسکی

نشانہ ہی کر دی ہے۔
قادیانیوں کیلئے مقام غور ہے کہ وہ جس شخص کو مامور من اللہ سمجھتے ہیں اور اسکے کردار کو جانے بغیر اس پر ایمان لے آئے ہیں کیا اسے ایک شریف انسان بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ آپ ہی سوچیں کہ جو شخص نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے اخلاقی طور پر اتنا گر چکا ہو اسے مامور من اللہ سمجھنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲)

عیسائی مناظر عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی

جس سے مرزا غلام احمد کی ناک کٹ گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم:
انگریزوں نے جب ہندوستان پر سیاسی اقتدار حاصل کر لیا اور ہندوستان میں اپنے اقتدار کو استحکام دینے کیلئے جہاں متعدد منصوبے بنائے تو ساتھ ہی انہوں نے برطانیہ سے کئی ایسے عیسائی مناظر اور مبلغین بھی بلائے جو ہندوستان کے ہندو بالخصوص مسلمانوں کو انکے مذہب کے بارے میں شک میں ڈال دیں اور انہیں اسلامی عقائد سے بغاوت پر آمادہ کر دیں تاکہ پورا ہندوستان نہ صرف معاشی طور پر انگریزوں کے قابو میں رہے بلکہ مذہبی سطح پر بھی یہاں عیسائیت کا جھنڈا لہراتا رہے اس منصوبے کے تحت عیسائی مبلغین کی ایک بڑی تعداد ہندوستان میں پھیل پڑی اور جگہ جگہ ہندوؤں کو اپنے مذہب سے اور مسلمانوں کو اپنے دین سے نکال کر عیسائیت میں لایا جانے لگا۔ برطانیہ میں جب یہ خبر آئی کہ عیسائی مبلغین اپنے منصوبے میں کامیابی کی طرف بڑھ رہے ہیں تو ممبر پارلیمنٹ مسٹر مینگلس نے ۱۸۵۷ء کے شروع میں پارلیمنٹ میں ایک تقریر کی جس میں اس نے کہا کہ
خدا نے آج ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیر نگیں ہے تاکہ عیسیٰ مسیح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے اس نے کہا کہ اب ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیے کہ تمام ہندوستان کے لوگوں کو عیسائی بنایا جائے اور اس میں کوئی سستی نہ ہونی چاہیے
(حکومت خود اختیاری ص ۱۳۶)
اس سے پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ سے بھیجے ہوئے عیسائی مبلغین کس قوت سے اسلام پر حملہ آور تھے اور کس تیزی اور سرگرمی سے ہندوستان کے مسلمانوں کو مرتد بنانے میں لگے ہوئے تھے۔ ہندوستان کا شاید ہی کوئی شہر اور قصبہ بچا ہوگا جو پادریوں کی اس شرارت کی زد میں نہ آیا ہو اور شاید ہی انکی کوئی ایسی تقریر ہوگی جس میں مسلمانوں کے بنیادی عقائد کو نشانہ نہ بنایا گیا ہو اور اسکے ساتھ استہزاء نہ کیا ہو۔
اللہ تعالیٰ نے دین حنیف کی حفاظت کیلئے ہندوستان ہی سے کچھ اپنے مقبولین پیدا کیے جنہوں نے عیسائی مناظرین اور مبلغین کی ہر جگہ ناکہ بندی کی اور انکے ایک ایک اعتراضات کا نہ صرف مدلل اور شافی جواب دیا بلکہ خود عیسائی مذہب پر ایسے اعتراضات کیے جس کا جواب عیسائی پادریوں کے پاس نہ تھا۔ مناظر اسلام

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکیؒ۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور انکے دیگر رفقاء نے عیسائیوں کے ایک ایک سوال کا جواب دیا اور انہیں مناظرہ اور مباحثہ میں شکست فاش دی عیسائی مناظر جہاں جاتے مسلمان علماء بھی وہیں پہنچ جاتے اور انہیں سوائے فرار کے اور کوئی چارہ نہ رہتا۔

انہی دنوں قادیان کے مرزا غلام احمد کے بارے میں یہ مشہور کردیا گیا کہ وہ اسلام کی حمایت میں پچاس کتابیں لکھ رہا ہے جس میں تین سو سے زیادہ دلائل ہونگے اور کسی عیسائی کو اسکا جواب دینے کی جرات نہ ہوگی اس نے اسلام کی حمایت کے نام پر لوگوں سے چندہ اکٹھا کیا اور ساری رقم ہضم کر گیا۔ پھر اس نے عیسائی علماء سے کچھ چھیڑ چھاڑ بھی شروع کردی تا کہ لوگ اسے بھی مسلمانوں کا نمائندہ جانیں۔ اہل حق علماء کرام اور قادیان کے اس دہقان کے درمیان فرق یہ تھا کہ علماء کرام عیسائی مبلغین کا جواب دلائل سے دیتے تھے جس سے عیسائی مناظرین کو بھی مجال انکار نہ ہوتا تھا جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی مناظرہ کو نتیجہ خیز بنانے کے بجائے پیش گوئیوں، موت کی دھمکیوں، اور فریق ثانی کو جہنم میں بھیجنے کی وعیدوں کا اعلان کرتا تھا۔ اسی طرح کا ایک قصہ عیسائیوں کے معروف عالم مسٹر عبداللہ آتھم کے ساتھ پیش آیا تھا۔

مرزا غلام احمد اور عیسائی مناظر آتھم کے درمیان ایک مناظرہ طے پایا۔ مناظرہ کا موضوع تثلیث تھا۔ پندرہ دن تک دونوں اپنے موضوع پر بحث کرتے رہے اس مباحثہ میں مرزا غلام احمد قادیانی پر یہ بات کھل گئی تھی کہ وہ کامیاب نہیں ہوا مناظرہ کے آخری روز اس نے اپنی خفت مٹانے کیلئے سب لوگوں کے سامنے ایک پیش گوئی کی اور اسے خدا کی طرف منسوب کردیا۔ مرزا غلام احمد نے کہا:

آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کرسکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا کہ اس بحث میں جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اسکو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اسکی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیش گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔ (جنگ مقدس ص ۱۸۸۔ ر۔ خ۔ ج ۶ ص ۲۹۲)

مرزا غلام احمد کی یہ تحریر ۱۸۹۳ء کی ہے جس میں مرزا غلام احمد نے یہ پیش گوئی کی ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے یعنی ایک انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ مہینے تک ہاویہ میں گرادیا جائے گا۔ گویا ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک مسٹر آتھم نے ہاویہ میں گرنا تھا۔

مرزا غلام احمد کے نزدیک ہاویہ میں گرنے سے مراد کیا ہے اسے مرزا غلام احمد کی اس تحریر میں دیکھیں

بشرنی ربی بعد دعوتی بموته الی خمسة عشر اشهر من یوم خاتمة البحث

(کرامات الصادقین ر۔ خ۔ ج ۷ ص ۱۶۳)

(ترجمہ) میری دعا کے بعد مجھے میرے رب نے خوشخبری دی ہے کہ آتھم خاتمہ بحث کے

پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا۔
مرزا غلام احمد اور مسٹر آتھم کے درمیان تثلیث کے موضوع پر ہونے والی بحث اس تحریر کے بعد ختم ہوگئی اور ہر دو فریق اپنے اپنے گھر روانہ ہوگئے۔ مرزا غلام احمد سے کسی نے اس پیشگوئی کے بارے میں پوچھا کہ کیا واقعی اسے خدا نے یہ بات بتائی ہے کہ آتھم پندرہ مہینہ میں مر جائے گا۔ کہیں اس نے یہ بات اپنی طرف سے تو نہیں کہدی ہے۔ مرزا غلام احمد نے اسکا جواب دیا کہ
اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی ۔ ۔ ۔ ۔ تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا ضرور کرے گا زمین آسمان ٹل جائیں پر اسکی بات نہ ٹلیں گی (جنگ مقدس ص ۱۸۸ ر۔خ ۶ ص ۲۹۳)
مرزا غلام احمد نے آتھم کے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک مرنے کی جو پیش گوئی کی تھی اس پر اس نے خدا کی قسم بھی اٹھائی تھی اور اس نے یہ بات پوری تاکید سے کہی تھی کہ ایسا ہو کر رہے گا خدا کی بات ٹل نہیں سکتی۔ جب اللہ تعالی نے اسے یہ خبر دے دی کہ ایسا ہو کر رہے گا تو اب مرزا غلام احمد اسکے لئے دعائے ہدایت تو کر سکتا تھا لیکن خود اسے ڈرنے اور گھبرانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر قادیان کے لوگ مرزا غلام احمد کی بدحواسی اور اسکا اضطراب دیکھ کر حیران ہو رہے تھے اور جوں جوں دن بڑھ رہے تھے مرزا غلام احمد کی پریشانی میں اور اضافہ ہو رہا تھا حتی کہ میعاد کے پورا ہونے میں صرف چودہ دن رہ گئے اور مرزا صاحب کے جاسوس انہیں بتا رہے تھے کہ آتھم پوری طرح خیریت سے ہے۔ یہ خبر سن کر مرزا غلام کے پاؤں تلے زمین نکل چکی۔ اس نے اپنی اس پریشان حالت کا ذکر اپنے خط میں کیا ہے جو اس نے ۲۲ اگست ۱۸۹۴ء کو مرزا رستم کو لکھا کہ:
اب تو صرف چند روز پیش گوئی میں رہ گئے ہیں دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کو امتحان سے بچاوے شخص معلوم (آتھم) فیروز پور میں ہے اور تندرست وفربہ ہے خدا تعالی اپنے ضعیف بندوں کو ابتلاء سے بچائے مولوی صاحب کو بھی لکھیں کہ اس دعا میں شریک رہیں
(خاکسار غلام احمد۔ از قادیان) (مکتوبات احمدیہ ح ۵ مکتوب نمبر ۳ ص ۱۲۸)
جب پیش گوئی کا آخری دن آ گیا اور مرزا صاحب کو پتہ چلا کہ آتھم ابھی تک مرا نہیں ہے تو اب اس نے سفلی عملیات کا سہارا لیا کہ کسی طرح بھی آتھم مر جائے اور اس کی پیش گوئی پوری ہو جائے اس نے عبداللہ سنوری اور میاں حامد علی کے ذریعہ راتوں رات چنے منگوائے اور اس کے گرد بیٹھ کر عمل شروع کیا۔ جب عمل ختم ہو گیا پھر کیا ہوا اسے مرزا بشیر احمد ...... عبداللہ سنوری سے اس طرح نقل کرتا ہے۔
وظیفہ ختم کرنے کے بعد ہم (عبداللہ سنوری) وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا اسکے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالبا شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا کہ یہ دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیئے اور مڑ کر

نہیں دیکھنا چاہیے چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔ (سیرت المہدی ح ا ص ۱۵۹)

مرزا غلام احمد کے دوسرے لڑکے مرزا محمود کا کہنا ہے اس دن انکے گھر ماتم برپا تھا اور عورتیں چیخ چیخ کر واویلا کر رہی تھیں۔ اسکا کہنا ہے:

جب آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب و اضطراب سے دعائیں کی گئیں میں نے تو محرم کا ماتم بھی اتنا سخت کبھی نہیں دیکھا تھا حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) ایک طرف دعا میں مشغول تھے اور دوسری طرف بعض نوجوان اکٹھے ہوگئے اور جس طرح عورتیں بین ڈالتی ہیں اسی طرح انہوں نے بین ڈالنے شروع کردئے انکی چیخیں سو سو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ آتھم مر جائے مگر اس کہرام اور آہ و زاری کے نتیجہ میں آتھم تو نہ مرا (الفضل قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء)

آپ ہی بتائیں اس دن کس کے گھر ماتم برپا ہونا چاہیے تھا؟ مرزا غلام احمد کے گھر یا آتھم کے ہاں؟ مرزا غلام احمد کو پورے اطمینان سے آتھم کے مرنے کی خبر کا انتظار کرنا چاہیے تھا مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔ مرزا غلام احمد کے گھر ماتم برپا تھا سب چیخ چیخ کر بین ڈال رہے تھے اور خدا کی بشارتوں کے ملنے کے باوجود اور قسم کھا کھا کر اعلان کرنے کے باوجود مرزا غلام احمد کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھی۔ یعقوب علی عرفان قادیانی نے اس دن کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے آپ بھی دیکھیے:

آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں بعض لوگ مخالفین سے اسکی (آتھم کی) موت پر شرطیں لگا چکے ہیں ہر طرف سے اداسی اور مایوسی کے آثار ظاہر ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوندا ہمیں رسوا مت کر یو غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں (سیرۃ مسیح موعود ص ۷)

مرزا قادیانی اور اسکی جماعت کی چیخ و پکار' ماتم شدید اور کہرام و زار، آخرت میں تو کام آنی والی نہیں۔ اس دنیا میں بھی وہ سب بے اثر ہو گئیں۔ اللہ تعالی نے سچ کہا ہے۔

ومادعاء الکافرین الا فی ضلال (پ ۲۴ المؤمن) (ترجمہ) کافروں کی دعا محض بے اثر ہے

۵ ستمبر کا دن گذر گیا۔ مرزا غلام احمد اور قادیانی اور اسکی جماعت کو سر چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی تھی ہر طرف ذلت و رسوائی کے سیاہ بادل ان پر چھائے ہوئے تھے اور ندامت اور خفت ایک ایک قادیانی کے چہرے پر نمایاں تھی۔ ہر قادیانی منہ چھپائے پھر رہا تھا جو مرزا غلام احمد کے جتنا قریب تھا اتنا ہی وہ ذلیل و خوار ہو رہا تھا۔ ۶ ستمبر کی صبح ہوتے ہی عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم جماعتوں اور تنظیموں نے مرزا غلام احمد کی اس پیشگوئی کے غلط اور جھوٹا ہونے پر جلوس نکالا اور بڑے بڑے پوسٹر شائع کئے۔ منظوم اشعار لکھے۔ مرزا غلام احمد کی اس حرکت کی وجہ سے اسلام دشمنوں کو خوب موقع ملا انہوں نے خدا تعالی حضرت جبرئیل اور اسلام کے بارے میں بڑے دل آزار پوسٹر تقسیم کئے۔ (معاذ اللہ)

مسٹر آتھم نے ۶ ستمبر کے دن مرزا غلام احمد کو لکھا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے اور مرزا غلام احمد کی اسکے بارے میں جو پیش گوئی تھی وہ غلط ثابت ہوئی ہے۔ پھر مسٹر آتھم کا درج ذیل خط لاہور کے معروف اخبار وفادار کے ستمبر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا کہ......

میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ میرزا صاحب کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح کی طرف دلاتا ہوں جو میری نسبت موت کی پیش گوئی ہے اس سے شروع کر کے جو کچھ گزرا ہے انکو معلوم ہے اب میرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں چونکہ اسلام قبول کرلیا اسلئے نہیں مرا خیر انکو اختیار ہے جو چاہیں سوتاویل کریں کون کس کو روک سکتا ہے میں دل سے اور ظاہرا پہلے بھی عیسائی تھا اور اب بھی عیسائی ہوں ۔۔۔ میں راضی خوشی اور تندرست ہوں اور ویسے مرنا تو ایک دن ضرور ہے زندگی اور موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیش گوئی کرسکتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر اندر جو باشندے اس دنیا میں موجود ہیں سب مرجائیں گے ۔۔۔ (راست بیانی بر شکست قادیانی ص ۵۶۔ ماخوذ از قادیانی مذہب ص ۳۹۷)

ہم یہاں پھر سے یہ سوال دہرانا چاہتے ہیں کہ جب خدا نے مرزا غلام احمد کو بشارت کے طور پر یہ خبر دے دی تھی کہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مرجائے گا تو مرزا صاحب آخر تک کیوں بے چین ہو ہو جاتے تھے۔ ہر وقت کیوں اس خوف میں رہتے تھے کہ وہ ابھی تک کیوں نہیں مرا؟ انہیں آتھم کی موت کیلئے سفلی عمل کی کیا ضرورت تھی؟ اور قادیان کے ایک اندھے کنویں میں چنے پھینکنے کی کیا انہیں کیا ضرورت لاحق تھی؟ مرزا غلام احمد کی یہ بے چینی اور طرح طرح کی کیفیتیں بتاتی ہیں کہ اس نے محض رعب ڈالنے کیلئے یہ بات اپنی طرف سے بنائی تھی کہ آتھم پندرہ ماہ میں مرجائے گا اس میں خدائی باتوں کا کوئی دخل نہ تھا۔ اسی لئے وہ اپنی اس کوشش میں بری طرح ناکام ہوا اور ہر دو فریق کے ہاں ذلیل و رسوا ہوا۔

اب موجودہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر ہمارے درج ذیل دو آسان اور تاریخی سوال کا جواب دیکر قادیانیوں کو مطمئن کریں کہ

☆ مرزا غلام احمد نے خدا کے نام سے جو پیش گوئی قسم کھا کر کی تھی کیا وہ پوری ہوئی تھی؟

☆ کیا مسٹر آتھم وقت میعاد کے اندر موت سے ہمکنار ہوا؟

مرزا غلام احمد کی یہ پیشگوئی جب غلط ثابت ہوئی تو بجائے اسکے کہ وہ اپنی کذب بیانی کا اعتراف کرتا اس نے اپنے اس جھوٹ کو سہارا دینے کیلئے کئی اور جھوٹ بنائے اور کھلے عام جھوٹ بولتا رہا مگر افسوس کہ وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہوسکا اور آتھم کی گرفت سے باہر نہ نکل سکا۔

☆ ۔مرزا غلام احمد نے کہا کہ خدا نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ آتھم کو پندرہ ماہ کے اندر مار دے گا مگر خدا اپنے وعدے کو توڑ سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

کیونکہ دراصل اس نے انسان کیلئے نیکی کا ارادہ کیا ہے (انجام آتھم ص ۱۰ حاشیہ۔ ر۔خ۔ ج ۱۱ ص ۱۰)

مرزا غلام احمد کا یہ کہنا کہ خدا اپنے وعدے توڑ سکتا ہے قرآن کریم کی نص کے خلاف ہے ان اللہ لا یخلف

المیعاد۔۔انک لاتخلف المیعاد اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا وہ اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے۔
آپ ہی بتائیں کیا آپ اس خدا کو مانیں گے جو وعدہ کر کر کے توڑ دیا کرے اور کسی دوسرے کو نہیں اپنے ہی مامور کو پندرہ ماہ تک پریشان کئے رکھے۔مرزا غلام احمد اپنے اس جھوٹ کو بچانے کیلئے خدا کی توہین سے بھی گریز نہ کیا۔پھر مرزا غلام احمد کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ خدا نے آتھم کیلئے نیکی کا ارادہ کیا تھا اسلئے اسے نہیں مارا۔سوال یہ ہے کہ کیا آتھم نے اسلام قبول کرلیا تھا؟ کیا وہ آئندہ کیلئے اسلام کی مخالفت سے باز آ گیا تھا۔نہیں۔آتھم نے اس مدت (پندرہ ماہ) میں تثلیث نامی کتاب لکھی جس میں خدا کی توحید کا مذاق اڑایا اور اسلام پر دلآزار حملے کئے۔اگر اسی کا نام نیکی ہے تو معلوم نہیں پھر قادیانیوں کے ہاں بدی کا معیار کیا ہے؟ اور کفر کسے کہا جاتا ہے؟

☆ مرزا غلام احمد نے یہ بھی کہا کہ آتھم ظاہر میں زندہ نظر آ رہا تھا مگر حقیقت میں مر چکا تھا اس نے لکھا کہ پیشگوئی کی عظمت نے اسکے (آتھم کے) دل پر اثر کیا اور در حقیقت وہ پیشگوئی کے زمانہ میں غیر معمولی طور پر بہت ہی ڈرا اور وہ خوف کے تمثلات اسکی آنکھوں کے سامنے بار بار آئے (انجام آتھم ص ۸) اکثر وہ روتا تھا اور اسکے ڈرنے والے دل کا نقشہ اسکے چہرہ پر نمودار تھا (ایضا ص ۱۰) آتھم صاحب موت سے پہلے ہی مر گئے (ایضا ص ۱۱)
مگر آتھم اسکی کھلی تردید کرتا تھا اور مسلسل اسلام اور پیغمبر اسلام کو طعن وتنقید کا نشانہ بنا رہا تھا۔اسکا مذکورہ خط پھر ایک مرتبہ پڑھئے اور بتایئے کہ مرزا غلام احمد کی اس بات میں کیا کوئی وزن رہ جاتا ہے؟ اسکے برعکس مرزا غلام احمد کی اپنی تحریر اور اسکے اپنے بیٹے اعتراف کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد ایک زندہ لاش بن گیا تھا اور قادیانی جماعت سخت خوف وہراس میں مبتلا تھی اور حیرانی و پریشانی انکے ایک ایک قول وعمل سے ظاہر ہو رہی تھی۔

☆ ۔مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ خدا نے اسے بتایا کہ اس نے آتھم کو مزید کچھ عرصہ کیلئے مہلت دے دی تھی اس لئے وہ وقت میعاد میں نہیں مرا۔اس نے لکھا

اطلع الله علی همه وغمه (انوار الاسلام ص ۲)
(ترجمہ) خدا تعالیٰ نے اسکے (یعنی آتھم کے) ہم وغم پر اطلاع پائی اور اسکو مہلت دی
انوار الاسلام ۲۷ اکتوبر کی تصنیف ہے۔جبکہ پیش گوئی کی میعاد ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔جب یہ میعاد گذر گئی پھر خدا نے (ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ گذر جانے کے بعد) مرزا صاحب کو بتایا کہ آپ اتنے کیوں پریشان ہیں اور قادیان میں غم کا ماتم کیوں برپا ہے کیوں اندھے کنویں میں چنے پھینکے جا رہے ہیں ہم نے تو اسے مہلت دے دی ہے اسلئے وہ اب نہیں مرے گا۔کاش کہ مرزا صاحب کا خدا انہیں وقت سے پہلے بتا دیتا تو نہ قادیان میں بھنگڑا ڈالا جاتا نہ مفت کے چنے خراب ہوتے۔اور نہ آتھم کو توہین اسلام کا موقع ملتا نہ مرزائیوں کے گھروں میں ماتم برپا ہوتا۔سو مرزا صاحب کی اس بات میں بھی کوئی وزن نہیں۔یہ صرف اپنے آپ کو اور نادان قادیانیوں کو سہارا دینے کی ایک جھوٹی کوشش ہے۔

☆۔مرزا غلام احمد پھر آٹھ سال کے بعد (۱۹۰۲ء میں) ایک اور نکتہ اٹھاتے ہیں کہ
آتھم نے مباحثہ کی مجلس میں حضور گو۔۔۔کہا تھا سو (اس وقت میں نے کہا تھا کہ) اگر تم اس لفظ سے رجوع نہیں کرو گے تو پندرہ ماہ میں ہلاک ہو جاؤ گے سو آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کیا (اعجاز احمدی ص ۲۔ رخ۔ ج ۱۹ ص ۱۰۹)

مرزا غلام احمد نے مباحثہ کے آخری دن جو تحریر لکھی تھی وہ ہم ابتداء میں نقل کر آئے ہیں آپ پھر سے ایک مرتبہ انہیں ملاحظہ کریں اور بتائیں کہ کیا اس میں مذکورہ بات یا اسکا اشارہ تک موجود ہے؟ اگر نہیں تو اب آٹھ سال بعد یہ نئی بات بتانا صریح کذب بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزا غلام احمد کی مذکورہ بات بفرض محال تسلیم بھی کر لی جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر تحریر لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور مرزا غلام احمد اور اسکی ساری ذریت پندرہ ماہ تک کیوں مضطرب رہے۔ سفلی عمل کیوں اپنایا۔ اگر بات وہیں ختم ہوگئی تھی تو قادیان کی گلیوں میں یہ شور وغل کیوں تھا اور قادیانی گھروں میں آہ و بکا کس لئے ہو رہا تھا؟ پھر مباحثہ کے صرف ساڑھے تین ماہ کے بعد یہ کیوں لکھا کہ

ماسوا اسکے اور بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم امرتسری کی نسبت پیش گوئی جسکی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینہ تک ہے

(شہادۃ القرآن ص ۸۰۔ ر۔خ۔ ج ۶ ص ۳۷۵)

اگر ۵ جون ۱۸۹۳ء کو ہی آتھم اپنی بات سے رجوع کر چکا تھا تو پھر ۲۲ ستمبر کی تالیف میں مذکورہ بیان کس بات کی غمازی کر رہا ہے؟

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ مرزا غلام احمد نے عیسائی پادری مسٹر آتھم کے بارے میں موت کی جو پیش گوئی کی تھی کیا وہ پوری ہوئی تھی؟۔مرزا غلام احمد کی تحریرات گواہ ہیں کہ اسکی یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ بجائے اسکے کہ ہم کچھ کہیں مرزا غلام احمد کے جھوٹا ہونے کیلئے اسکا اپنا فیصلہ ملاحظہ کیجئے

اگر ثابت ہو جائے کہ میری سو پیشگوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں (اربعین نمبر ۴ ص ۲۵ حاشیہ۔ ر۔خ۔ ج ۱۷ ص ۴۶۱)

یہاں روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم کے متعلق مرزا غلام احمد کی پیشگوئی جھوٹی نکلی سو وہ بقلم خود جھوٹا نکلا۔ اب مرزا غلام احمد کو مسلمان پرلے درجے کا جھوٹا کہتے ہیں تو قادیانیوں کو برا نہیں منانا چاہیئے کہ یہ فیصلہ خود اسکا اپنا کیا ہوا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

شکوہ کرتا ہو' تو اپنا کر' مقدر کا نہ کر
خود عمل تیرا ہے صورت گر تیری صورت کا

(۴)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی موت کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد کے بارے میں خدا نے آخری فیصلہ کر دیا ہے۔ قادیانی عبرت حاصل کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم :

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری معروف اہل حدیث (باصطلاح جدید) عالم اور مشہور مناظر بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کی مرزا غلام احمد قادیانی سے مخالفت اور اسکا تعاقب بہت مشہور ہے اور مرزا غلام احمد بھی مولانا مرحوم کو اپنے شدید ترین مخالفوں میں سے جانتا تھا۔ مولانا موصوف مرزا غلام احمد کی پیشگوئیوں کا تجزیہ کرتے اور اسکا غلط ہونا واضح کرتے مرزا صاحب اس پر سخت غصہ میں آ جاتے لیکن اسے کبھی مولانا موصوف کے سامنے آنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ ایک مرتبہ موضع مد میں مولانا مرحوم کا مرزا غلام احمد کے ساتھ مباحثہ ہوا۔ مولانا مرحوم نے مرزا صاحب کی سب پیشگوئیوں کے غلط ہونے کا اعلان کیا۔ مرزا صاحب کو غصہ آ گیا اور انہیں قادیان آ کر ان پیشگوئیوں کی تحقیق کی دعوت دی اور اسکے غلط ہونے پر اپنی طرف سے انعام دینے کا وعدہ کر دیا۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ نے موضع مد میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ سو ہم انکو مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کیلئے قادیان میں آ دیں اور تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کریں اور ہم قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ ہر ایک پیشگوئی کی نسبت جو منہاج نبوت کی رو سے جھوٹی ثابت ہو ایک ایک سو روپیہ انکی نذر کریں گے ورنہ ایک خاص تمغہ لعنت کا انکے گلے میں رہے گا اور ہم آمد و رفت کا خرچ بھی دیں گے اور کل پیشگوئیوں کی پڑتال کرنی ہو گی تا آئندہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہ جاوے (ضمیمہ نزول المسیح ص ۲۸۔ ر۔خ۔ج ۱۹۔ ص ۱۳۲)

مرزا صاحب اس سے پہلے بھی یہ لکھ آئے ہیں

اگر یہ سچے ہیں تو قادیان آ کر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کیلئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ (ایضاً ص ۱۱۸)

مرزا صاحب کا کہنا تھا کہ انکی پیشگوئیاں ۱۵۰ کے قریب ہیں اگر وہ سب کی سب جھوٹی ثابت ہوں تو مولانا مرحوم کو پندرہ ہزار کی بڑی رقم مل جائے گی۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

رسالہ نزول المسیح میں ۱۵۰ سو پیشگوئی میں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور در در کی گدائی کرنے سے نجات مل جائے گی بلکہ ہم اور پیشگوئی بھی بمع ثبوت کے انکے سامنے پیش کر دیں گے اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپیہ دیتے جائیں گے اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کیلئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا وہ سب انکی نذر ہو گا جس حالت میں وہ دو

آنہ کیلئے دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گذارہ ہے ایک لاکھ حاصل ہوجاتا انکے لئے ایک بہشت ہے ...... قادیان نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اس لاف وگذاف پر جوانہوں نے موضع مد میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔ (ایضاص ج ۱۹۔ص ۱۳۲)

ہم اس وقت اس بحث میں نہیں پڑتے کہ مردوں کے کفن اور انکی قبر کے پیسوں پر کون گذارہ کرتا تھا اور کون بہشتی مقبرہ کے نام پر غریبوں کی جیبیں خالی کیا کرتا تھا ہم اسے کسی اور مجلس میں بیان کریں گے جس سے آپ اندازہ کرسکیں گے کہ وہ کتنا بڑا بہروپیا تھا۔

مرزا غلام احمد نے اپنی پیشگوئیوں کی تفتیش کیلئے مولانا موصوف کو قادیان آنے کا چیلنج دیا اور اس پر انعام کا وعدہ کیا اور اپنے اس چیلنج کو بار بار دہرایا۔ مرزا غلام احمد جانتا تھا کہ قادیان آکر ڈیڑھ سو پیشگوئیوں کی تفتیش کرنا اور اتنا عرصہ قادیان میں رہنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور ایک مصروف آدمی کیلئے اتنا وقت نکالنا ایک مشکل ترین مسئلہ ہے پھر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ایک ایک پیشگوئی کی تاویل اور اسکی تردید وتفتیش میں ایک خاصا عرصہ لگ جائے گا آخر کار مولانا موصوف قادیان چھوڑ جائیں گیا ور پھر وہ اپنی فتح کا اعلان کردے گا۔ اسی یقین کی وجہ سے مرزا غلام احمد نے کہا کہ اسے خدا نے بتادیا ہے کہ:

وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا انکے لئے موت ہوگی (ایضاج ۱۹ص ۱۴۸)

(نوٹ) پیش نظر رہے کہ یہ کتاب ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی تھی۔

افسوس کہ مرزا غلام احمد کے خدا کی یہ بات غلط نکلی اور مرزا صاحب کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا جب اسے معلوم ہوا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم قادیان آدھمکے ہیں تو اب اسکے ہوش اڑ گئے۔ مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ صاحب اس سلسلے میں قادیان آئے۔

ترجمة ماكتبنا الى ثناء الله الامرتسری اذجاء قاديان وطلب رفع الشبهات بعطش فريبے وكان هذا عاشر شوال ۱۳۲۰ھ اذجاء هذا الدجال (مواہب الرحمٰن ص ۱۱۳۔ر۔خ۔ج ۱۹ص ۳۲۹)

ترجمہ خطے کہ سوئے ثناء اللہ امرتسری نوشتم وقتے کہ بہ قادیان آمد وبہ تشنگی دروغ ازالہ شبہات خودبخواست وبود ایں تاریخ دہم شوال ۱۳۲۰ھ چوں ایں دجال بہ قادیان آمد۔

مرزا صاحب کی یہ کتاب جس میں اسکا خط بھی شامل ہے جنوری ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی ہے اس سے آپ اندازہ کریں کہ مرزا صاحب کی ۱۵ نومبر کی یہ بات کہ وہ ہرگز قادیان نہیں آئیں گے جنوری ۱۹۰۳ء میں ہی غلط ثابت ہوگئی۔

مرزا غلام کو جب اس معاملے میں کافی خفت کا سامنا کرنا پڑا تو اس نے مولانا موصوف کے بارے میں مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی اور مولانا پر الزام لگایا کہ انہوں نے ایک جلیل القدر صحابی رسول سیدنا حضرت ابوہریرہؓ کی توہین کی ہے۔ مرزا غلام حیات مسیح کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

غرض (وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل)موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے نہ حضرت عیسیٰ کی طرف اسی وجہ سے اس آیت کی دوسری قرات میں موتھم واقع ہے اگر حضرت عیسیٰ کی طرف یہ ضمیر پھرتی تو دوسری قرات میں موتھم کیوں آتا؟ دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی معنی ہیں مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ "ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اسکی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا "(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰ا۔ ر۔خ۔ج ۲۱ص ۴۱۰)

مرزا غلام احمد نے مولانا موصوف پر یہ الزام اسلئے لگایا کہ لوگ انکے خلاف ہو جائیں حالانکہ خود مرزا نے اسکے متصل عبارت میں حضرت ابو ہریرہ پر سخت جرح کر کے انکی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔۔

مرزا غلام احمد کا جب یہ وار بھی خالی گیا اور وہ مولانا موصوف کے تعاقب سے حد درجہ پریشان ہو گیا تو اس نے مولانا موصوف کے ساتھ آخری اور فیصلہ کن معرکہ برپا کا اعلان کر دیا۔اور کھلے عام کہا کہ جو اس معرکہ میں کامیابی سے پار ہو گیا وہ سچا ہوگا اور جسے اس معرکہ میں شکست ہوگی وہ جھوٹا اور باطل پر ہوگا۔۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کو مرزا غلام احمد نے مولانا موصوف کے نام ایک خط اشتہار کی صورت میں شائع کیا۔اور اسکا یہ عنوان رکھا

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ

اس میں مولانا موصوف کو مخاطب کر کے لکھا کہ

مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود و کذاب دجال اور مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا

کرتا ہوں کہ اے میرے مالک۔ اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور انکی جماعت کو خوش کردے آمین...... میں تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو......

الراقم میرزا غلام احمد...... مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء...... (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸ تا ۵۸۰)

مرزا غلام احمد اس سے بہت عرصہ پہلے بھی یہ بات کہی تھی اس نے مولانا موصوف کے ساتھ چلنے والی ایک بحث میں لکھا کہ......

کوئی موت قتل کی رو سے واقع نہ ہو بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو مثلاً طاعون سے یا ہیضہ سے یا اور کسی بیماری سے تا ایسی کاروائی حکام کیلئے تشویش کا موجب نہ ٹھہرے۔ اور ہم بھی دعا کرتے رہیں گے کہ ایسی موتوں سے فریقین محفوظ رہیں صرف وہ موت کاذب کو آوے جو بیماری کی موت ہوتی ہے اور یہی مسلک فریق ثانی کو اختیار کرنا ہوگا (ضمیمہ نزول المسیح ص ۱۸۔ ر۔ خ۔ ج ۱۹ ص ۱۲۲)

مرزا غلام احمد کا یہ اشتہار عام شائع ہوا۔ چار دن بعد (۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء) کو اسے دوبارہ طبع کرا کر تقسیم کیا گیا۔ (دیکھئے مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۰) اور اسکے ۶ دن بعد ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو قادیانی اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ

ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے (اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

مرزا صاحب کے اس بیان اور آپ کے اس کھلے عام اشتہارات سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے سچ اور جھوٹ کا مدار دو باتوں پر رکھا تھا۔

☆۔ مرزا غلام احمد اور مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم میں سے جو شخص پہلے فوت ہوگا وہ خدا کی نظر میں جھوٹا ہوگا

☆۔ ان دونوں میں جسے بھی موت آئے وہ قتل کی رو سے نہیں۔ بلکہ وہ کسی مہلک بیماری جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ میں ہلاک ہوگا۔

اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ خدا نے کیا فیصلہ کیا؟ اور کسے پہلے موت آئی؟ اور کس طرح اس نے دنیا چھوڑی؟ جب ایک عام آدمی ان دونوں کی تاریخ وفات پر نظر کرتا ہے اور اسے مرزا طاہر کی طرف سے جب یہ جواب ملتا ہے کہ مرزا صاحب پہلے فوت ہوئے ہیں تو اسے یہ ماننے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ مرزا غلام احمد خدا کی نظر میں دجال اور پرلے درجے کا جھوٹا تھا۔

مرزا غلام احمد کی تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ہے۔ یعنی اپنی دعا کے تقریباً ۱۳ مہینے اور گیارہ دن میں مرزا صاحب آنجہانی ہوگئے۔ جبکہ مولانا ثناء اللہ مرحوم اس دعا کے تقریباً چالیس سال بعد (پاکستان بننے کے بعد

۱۹۴۸ء میں) اللہ کو پیارے ہوئے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ خدا کی نظر میں کون سچا تھا اور کس نے جھوٹا کاروبار بنا رکھا تھا۔؟

پھر مرزا غلام احمد نے جس قسم کی موت پر سچ اور جھوٹ کا مدار رکھا تھا۔ وہ بھی دیکھیں کہ ایسی موت کس کے حصے میں آئی۔ مولانا ثناء اللہ مرحوم ایسی کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ آپ نے ایسی بیماری میں وفات پائی۔ ہاں مرزا غلام احمد کو منہ مانگی یہ موت ضرور ملی تھی اور ہیضہ کی بیماری میں اسکی موت واقع ہوئی تھی۔ ہم کہیں گے تو شاید قادیانیوں کو دکھ پہنچے گا بہتر ہے کہ گھر کی شہادت پیش کردی جائے تا کہ اعتراض و انکار کی ضرورت نہ رہے۔ الفضل ماشهدت به اعدائهم...... جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر میر ناصر قادیانی مرزا صاحب کے آخری حالات میں لکھتے ہیں:

حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے

اسکے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا (حیات ناصر ص ۱۴)

کیا اس سے زیادہ کسی اور شہادت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔؟ کیا گھر والوں کی یہ شہادت کافی نہیں کہ مرزا صاحب نے جھوٹے کیلئے جس بیماری میں مرنے کی دعا کی تھی ویسی ہی موت مرزا صاحب کو ملی۔ اور ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مرزا صاحب کی یہ دعا قبول کی اور انکی منہ مانگی مراد انہیں دے دی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

ہمیں افسوس ہے کہ مرزا صاحب کے جانشینوں نے مرزا صاحب کی عبرتناک موت سے کچھ بھی سبق حاصل نہیں کیا۔ حق کے فیصلے کو سامنے دیکھتے ہوئے جھوٹ پر اڑنا اور عام لوگوں کو گمراہ کرنا بڑی بدبختی کی بات ہے۔ حالانکہ مرزا غلام احمد یہ کہہ چکا ہے کہ اسکی عبرتناک ہلاکت کی صورت میں قادیانیوں کو چاہیئے کہ وہ سچائی کا دامن تھام لیں اور غلط بات پر ہرگز نہ اڑیں یہ مرزا طاہر ہے جو انہیں حق کے قریب نہیں آنے دیتا۔ اور سچی بات نہیں بتاتا۔

اگر مرزا طاہر قادیانی عوام کو مرزا غلام احمد کی درج ذیل یہ فیصلہ کن تحریر بتا دے تو ہمیں امید ہے کہ سوائے ضدی اور متعصب نفس پرست کے کوئی بھی قادیانی نہ رہے گا سب کے سب اسی دین کو قبول کرلیں گے جس میں دنیا کی بھلائی اور آخرت کی عزت ہے اور اس دین کے بغیر دنیا میں بھی ذلت اور آخرت میں بھی رسوائی ہے۔

مرزا غلام احمد مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کے ساتھ ہونے والی بحث میں لکھتا ہے:

میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں اس مقابلہ میں مغلوب رہا تو میری جماعت کو چاہیئے جو ایک لاکھ سے بھی اب زیادہ ہے کہ سب مجھ سے بیزار ہو کر الگ ہو جائیں کیونکہ جب خدا نے مجھے جھوٹا قرار دے کر ہلاک کیا تو میں

جھوٹے ہونے کی حالت میں کسی پیشوائی اور امامت کو نہیں چاہتا بلکہ اس حالت میں ایک یہودی سے بھی بدتر ہونگا اور ہر ایک کیلئے جائے عار و ننگ۔ (ضمیمہ نزول المسیح ص ۲۰۔ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۴)

ہم قادیانی عوام سے درخواست کریں گے کہ وہ غور کریں اور دیکھیں کہ مرزا صاحب مولانا مرحوم کے مقابل غالب ہوئے یا مغلوب؟ مرزا صاحب کا مغلوب ہونا اور وبائی ہیضہ سے ہلاک ہونا کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے اسکے باوجود سرور دو عالم خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں نہ آنا کتنی بڑی بدنصیبی اور شقاوت ہے اسکا پتہ عنقریب چل جائے گا۔

فسوف ترى اذاانكشف الغبار أفرس تحت رجلك ام حمار

اللہ تعالیٰ حق بات کو سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق دے آمین۔

(۴)

مرزا غلام احمد کی طاعون کی پیشگوئی

جس سے اسکا اپنا گھر بھی محفوظ نہ رہا

بسم الله الرحمن الرحيم :

انیسویں صدی کے شروع میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ جس سے لوگوں میں خوف و ہراس کا پایا جانا ایک فطری امر تھا۔ اس وباء میں بہت سے لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جب مرزا غلام احمد کو ان حالات کا علم ہوا کہ ملک کے مختلف حصے طاعون کی گرفت میں آئے ہوئے ہیں تو اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے طاعون کے آنے کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی سو یہ طاعون خود بخود نہیں آیا بلکہ میں نے اسکے آنے کی دعا کی تھی جو آسمانوں میں سنی گئی اور مبارک خدا نے پورے ملک میں طاعون پھیلا دیا اب اس طاعون سے سارے لوگ تباہ ہو جائیں گے سوائے انکے جو میری نبوت کو مانیں گے۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے کہ قادیان کے سوا کوئی جگہ محفوظ نہ ہوگی اور جب تک میری رسالت کو تسلیم نہ کرلیں ان سے طاعون کا عذاب ختم نہیں کیا جائے گا۔ مرزا غلام احمد نے لکھا کہ

براہین احمدیہ کے آخری اوراق کو دیکھا تو ان میں یہ الہام درج تھا دنیا میں ایک نذیر آیا اور دنیا نے اسکو قبول نہ کیا پر خدا اسکو قبول کرے گا اور زور دار حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرے گا اس پر مجھے خیال آیا کہ...... اس الہام میں ایک پیش گوئی تھی جو اس وقت طاعون پر صادق آرہی ہے اور زوردار حملوں سے طاعون مراد ہے (ملفوظات احمدیہ ج ۷ ص ۵۲۲ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

یعنی مرزا غلام احمد نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت اسے کسی نے نہ مانا اس پر خدا کی غیرت کو جوش آیا

اور اس نے کئی سالوں پہلے والا الہام کو حقیقت بنا دیا۔ مرزا بشیر احمد کا کہنا ہے کہ:
خدا کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات اس قسم کی بیماریوں کو بھی اپنے مرسلین کی صداقت کا نشان قرار دیتا ہے اور ان (بیماریوں) کے ذریعہ سے اپنی قائم کردہ سلسلوں کو ترقی دیتا ہے (سلسلہ احمدیہ ص ۱۲۰ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۹ء)
مرزا غلام احمد کا کہنا ہے کہ یہ طاعون خود بخود نہیں آیا بلکہ در حقیقت اس نے خود طاعون پھیلنے کی دعا کی تھی مرزا صاحب نے لکھا
حمامۃ البشری میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کیلئے دعا کی تھی سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۴۔ روحانی خزائن۔ ج ۲۲ ص ۲۳۵)
مرزا غلام احمد نے یہ دعا کیوں کی تھی۔ اسکا جواب درج ذیل تحریر میں موجود ہے
طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے ہر مہینہ میں کم از کم پانچ سو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے...... اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک جماعت سے بھر جائے گا...... پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا کہ اسکے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۳ حاشیہ۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۵۷۰)
پھر مرزا صاحب کا یہ اعلان بھی تھا کہ جب تک مرزا صاحب کو خدا کا رسول نہیں مانا جائے گا یہ طاعون دور نہیں ہوگا۔ مرزا صاحب نے لکھا:
جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی (دافع البلاء ص ۵)
یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جب لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے (ایضا ص ۸)
یعنی طاعون کے آنے پر مسلمان خوف کے مارے قادیانی ہو جائیں گے اور اپنا گھر بار چھوڑ کر سیدھے قادیان چلے آئیں گے کیونکہ قادیان کے طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی تھی اور خدا نے کہا تھا کہ وہ قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھے گا۔ مرزا صاحب نے لکھا کہ
وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا (دافع البلاء ص ۵۔ ر۔ خ۔ ج ۱۸ ص ۲۲۶)
مرزا غلام احمد کا دعوی تھا کہ قادیان کبھی بھی طاعون کی لپیٹ میں نہیں آئے گا؟ اس نے لکھا
بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان اسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اسکے رسول کا تخت گاہ ہے (دافع البلاء ص ۱۰۔ ر۔ خ۔ ج ۱۸ ص ۲۳۰)
مرزا غلام احمد نے اعلان کیا کہ یہ بات اسے خدا نے بتائی ہے اور اس پر خدا تعالی کی وحی اتری ہے اور یہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور یہ گاؤں اب خدا کی حفاظت کے پہرے میں ہے اس نے لکھا۔

خدانے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۰۳)
مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ اسے خدانے یہ وحی بھیجی ہے۔
ماكان الله ليعذبهم وانت فيهم انه اوى القرية لولا الاكرام لهلك المقام ﴿۱﴾ (ایضا)
(ترجمہ از مرزا) خدا ایسا نہیں ہے کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے اور وہ اس گاؤں کو طاعون کی دستبرد اور اسکی تباہی سے بچالے گا اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مدنظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں (قادیان) کو ہلاک کر دیتا۔

مرزا غلام احمد نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ جو مرزائی مرزا صاحب کی چار دیواری میں آئیں گے وہ طاعون سے بچ جائیں گے۔ مرزا صاحب نے اسکے لئے خدا کی یہ وحی سنائی
وہ خدا زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اس نے مجھ پر وحی نازل کی کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں داخل ہوگا۔ (کشتی نوح ص ۲ ۔ ر۔ خ۔ ج ۱۹ ص ۲)

پھر مرزا غلام احمد نے اس طاعون کو مخالفین کیلئے عذاب اور خود اپنے لئے رحمت قرار دیا۔ اس نے لکھا کہ ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفین کیلئے زحمت اور عذاب ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۱ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۵۶۹ حاشیہ)

مرزا غلام احمد کے مذکورہ بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ طاعون مرزا صاحب کے کہنے پر آیا تھا اور اس نے اسلئے طاعون منگوایا کہ دنیا نے ایک نذیر (یعنی مرزا صاحب) کو قبول نہ کیا تھا۔ سو اب یہ طاعون جہاں جہاں جائے گا مرزا صاحب کیلئے رحمت ہوگا اور انکے مخالفین کیلئے زحمت بنے گا۔ اب سب کی خیر اسی میں ہے کہ وہ

﴿۱﴾ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے اس الہام کی عربی پر ایک نظر کریں:
اکرام کے معنی ہیں عزت کرنا تیری عزت قطعا نہیں۔ تیری کیلئے عربی میں ک ہے اگر ہم یہاں ک محذوف تصور کر لیں تو پھر عبارت یوں ہوگی لولا الاكرامك جو صریحا غلط ہے اسلئے کہ اکرام مضاف ہے اور مضاف پر ال (الف لام) داخل نہیں ہوسکتا اگر ہم ال کو بھی حذف کر دیں تو فقرہ بنے گا لولا اكرامك جسکے معنی ہونگے اگر تیرا عزت کرنا نہ ہوتا ظاہر ہے کہ اس فقرے میں بھی کوئی مفہوم موجود نہیں۔
علاوہ ازیں مقام کے لفظی معنی ہیں وہ جگہ جو دو پاؤں کے نیچے ہو یا وہ جگہ جہاں آپ دوران سفر قیام کریں مستقل جائے قیام کو بیت یا دار کہتے ہیں لغت لغت کے لحاظ سے ہر جگہ مقام کہلاتی ہے لیکن اصطلاحا عرب کسی بستی کو مقام نہیں کہتے اسکے لئے قریہ کا لفظ ہے۔ پھر اہل عرب کی لغت میں ہلاکت کا لفظ جاندار اشیاء کیلئے مخصوص ہے انسان جانور اور پرندے ہلاک ہوتے ہیں نہ کہ پتھر دریا صحرا اور درخت۔ جب عرب یہ کہتے ہیں کہ فلاں بستی ہلاک ہوگئی تو انکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس گاؤں کی اینٹیں اور مکان فوت ہو گئے ہیں بلکہ یہ کہ بسنے والے تباہ ہو گئے ہیں۔ عربی ادب میں هلك القرىٰ (بستیاں ہلاک ہوگئیں) تو ملے گا لیکن هلك المقام کہیں نظر نہیں آئے گا۔ مقام کا یہ استعمال خالص ہندی ہے۔ تو گویا اس الہام میں مندرجہ ذیل خامیاں پائی جاتی ہیں
(۱) الاکرام کا استعمال غلط اور بے معنی ہے (۲) مقام کا استعمال ہندی ہے
(ہلاکت کی نسبت مقام کی طرف عربی محاورہ کے خلاف ہے (حرف محرمانہ ص ۳۹۶)

قادیان چلے آئیں اور مرزا صاحب کے اپنے گھر میں پناہ لے لیں ورنہ عمریں گذر جائیں گی۔ طاعون جانے کا نام نہیں لے گا اور سب کی جان لے کر چھوڑے گا۔

مرزا غلام احمد کی پیشگوئی تھی کہ قادیان اور اسکا گھر طاعون سے بچا رہے گا آیئے دیکھیں کہ اس کی اس پیشگوئی کا کیا حشر ہوا اور وہ کس طرح جھوٹی نکلی۔ مرزا غلام احمد نے گو یہ پیشگوئی کر دی لیکن اسے پھر خوف ہوا کہ کہیں یہ رحمت ہمارے گھر پر زوردار حملہ نہ کر دے چنانچہ اس نے دوائیاں لے کر روزانہ گھر کی صفائی شروع کر دی۔

قادیانی ڈاکٹر محمد اسماعیل کہتے ہیں

حضرت مسیح موعود کو...... خصوصاً طاعون کے ایام میں صفائی کا اتنا خیال رہتا تھا کہ فینائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے (سیرۃ المہدی)

مرزا صاحب کا بیٹا بشیر احمد کہتا ہے

بعض اوقات حضرت گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تاکہ ضرر رساں جراثیم مر جائیں اور آپ نے ایک بڑے آہنی انگیٹھی منگوائی ہوئی تھی جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۵۹)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ طاعون مرزا صاحب کے حق میں رحمت تھا اور خود انہوں نے خدا سے مانگ رکھا تھا تو پھر اس رحمت کو فینائل لے کر ختم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر جبکہ خدا نے بتا بھی دیا تھا کہ اس طاعون سے قادیان اور مرزا صاحب کا گھر پوری طرح بچا رہے گا پھر دوائیں ڈالنا اور ایندھن جلوانا اور گندھک رکھنا یہ سب کن باتوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ مرزا صاحب کو اپنے خدا پر ہی یقین نہ ہو کہ کہیں وہ ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی اسکی پیشگوئی پوری نہ کرے اور خدا کی یہ رحمت سیدھی اسکے گھر چلی آئے۔ یا پھر مرزا صاحب کو اپنی باتوں پر خود بھی اعتبار نہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ سب باتیں بناوٹی ہیں۔ مرزا غلام احمد کو اس رحمت بی بی (طاعون) کا اتنا خوف پیدا ہوا کہ انہوں نے گھر میں گوشت کھانا تک چھوڑ دیا۔ صاحبزادہ بشیر احمد کہتے ہیں

جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے اس (بٹیر) کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اس میں طاعونی مادہ زیادہ ہے (سیرۃ المہدی ج ا ص ۵۰)

آپ ہی سوچیں کہ جب خدا نے مرزا صاحب کو بشارت سنا دی تھی اور مرزا صاحب خود اسے اپنے حق میں رحمت قرار دے چکے تھے تو اب موصوف پر اس رحمت کا اتنا خوف کیوں مسلط ہو رہا تھا؟ کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ اسکے اپنے دل میں چور تھا۔ اور انہیں ہر وقت فکر رہتی تھی کہ کہیں یہ رحمت بی بی انہیں اپنی بانہوں میں نہ لے لے۔ مرزا صاحب کے خوف کا یہ عالم تھا کہ:

اگر کسی کارڈ کو بھی جو وبا والے شہر سے آتا چھوتے تو ہاتھ ضرور دھو لیتے

(الفضل قادیان مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

مرزا صاحب نے خدا سے طاعون منگوا لیا تو لیا لیکن اب وہ خود انکے قابو میں نہیں آ رہا تھا۔ اور آہستہ آہستہ یہ

طاعون قادیان کے قریب ہوگیا۔مرزا غلام احمد نے اپنے حکیم دوستوں کی مدد سے طاعون سے بچاؤ کی دوا تیار کرنی شروع کردی۔قادیان کے مفتی محمد صادق نے اپنی ایک تقریر میں اس کا ذکر کیا جو الفضل قادیان میں شائع ہوئی اسکا یہ حصہ دیکھئے:

جب ہندوستان میں پیش گوئی کے مطابق طاعون کا مرض پھیلا اور اسکے کیس ہونے لگے تو حضرت مسیح موعود نے اسکے لئے ایک دوا تیار کی جس میں کونین ۔ جدوار ۔ کافور ۔ کستوری مروارید اور بہت سی قیمتی ادویہ ڈالی گئیں اور کھرل کر کے چھوٹی چھوٹی گولیاں بنالی گئیں...... میں نے دیکھا کہ بعض مخالف ہندو بھی آ کر مانگتے تو آپ مٹھی بھر ان کو خندہ پیشانی کے ساتھ عطا کر دیتے (الفضل ۴ اپریل ۱۹۴۶)

مرزا صاحب نے طاعون مخالفین کی ہلاکت کیلئے منگوایا تھا ان کو تو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ انکی پیشگوئی پوری ہورہی ہے مگر یہاں معاملہ اسکے برعکس ہو رہا تھا۔خود مرزا صاحب کو اپنی فکر پڑی تھی اور مخالفین کو بھی بچانے کی فکر میں مبتلا ہو گئے تھے۔سوال یہ ہے کہ وہ تعلّی اور دعوے کہاں گئے؟ کیا یہ خدا پر افتراء نہیں تھا؟ یہ بات خدا کی نہیں تھی۔اسلئے قادیان میں رحمت بی بی (یعنی طاعون) نے قدم رکھ لیا۔مرزا بشیر احمد اعتراف کرتا ہے کہ قادیان میں سخت طاعون آیا تھا اور مرزا غلام احمد کے پڑوسیوں کی موتیں بھی ہوئیں تھیں۔اس نے لکھا

قادیان میں طاعون آئی اور بعض اوقات کافی سخت حملے بھی ہوئے مگر اپنے وعدہ کے مطابق خدا نے اسے اس تباہ کن ویرانی سے بچایا جو اس زمانہ میں دوسرے دیہات میں نظر آ رہی تھی پھر خدا نے حضرت مسیح موعود کے مکان کے اردگرد بھی طاعون کی تباہی دکھائی اور آپ کے پڑوسیوں میں کئی موتیں ہوئیں (سلسلہ احمدیہ ص ۱۲۲ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۹ء)

قادیانی اخبار الحکم نے ۱۰ اپریل ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں لکھا:

اللہ تعالیٰ کے امر و منشاء کے ماتحت قادیان میں طاعون مارچ کی اخیر تاریخوں میں پھوٹ پڑا۔۴ اور ۶ کے درمیان روزانہ موتوں کی اوسط ہے۔

ان دنوں اخبار اہل حدیث امرتسر نے ۲۲ اپریل ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں بھی یہ خبر دی تھی کہ

قادیان میں آج کل سخت طاعون ہے مرزا صاحب اور مولوی نور دین کے تمام مرید قادیان سے بھاگ گئے ہیں مولوی نور دین کا خیمہ قادیان سے باہر ہے۔

یہ نہ سمجھے کہ یہ اخبار مخالفین کے ہیں خود مرزا صاحب کے اپنے اخبار بدر قادیان کے ایڈیٹر نے لکھا:

قادیان میں جو طاعون کی چند واردا تیں ہوئی ہیں ہم افسوس سے بیان کرتے ہیں کہ بجائے اسکے کہ اس نشان سے ہمارے منکر اور مکذب کوئی فائدہ اٹھاتے اور خدا کے کلام کی قدر اور عظمت اور جلال ان پر کھلتی انہوں نے پھر سخت ٹھوکر کھائی (بدر ۲۴ اپریل ۱۹۰۴ء)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قادیان میں طاعون داخل ہو چکا تھا اور مرزا صاحب کی رحمت بی بی بہت سے قادیانیوں کا شکار کر چکی تھی۔بجائے اسکے کہ قادیانی اس سے عبرت حاصل کرتے اور مرزا صاحب پر دو بول پڑھتے الٹا مخالفوں پر برسنے لگے کہ انہیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے تھی۔ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ

قادیان میں طاعون کے نہ آنے کی پیشگوئی مرزا صاحب کی تھی یا انکے مخالفین کی؟ کچھ دنوں بعد جب طاعون کی شدت میں کمی آئی تو مرزا صاحب نے لکھا

آج کل ہر جگہ مرض طاعون زوروں پر ہے اسلئے اگر چہ قادیان میں نسبتاً آرام ہے......الخ (اخبار بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۰۲ء)

مرزا صاحب کے اس اعتراف سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے خدا کی یہ بات غلط ہوئی کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اگر یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی تو قادیان کبھی طاعون کا شکار نہ ہوتا اللہ کی بات سچی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے مقبولوں کو کبھی بے عزت نہیں کیا کرتا۔

مرزا صاحب نے بار بار لکھا کہ انہیں خدا نے بذریعہ وحی بتایا ہے کہ قادیان چونکہ اسکے نبی کی تخت گاہ ہے اسلئے وہ محفوظ رہے گا مگر مرزا صاحب کا یہ نادان مرید کس طرح دجل وفریب دیتا ہے اسے ملاحظہ کیجئے اس نے لکھا

قادیان میں طاعون حضرت مسیح کے الہام کے ماتحت برابر کام کر رہی ہے (اخبار بدر ۱۶ مئی ۱۹۰۳ء)

حالانکہ لکھنا یہ چاہیے تھا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق قادیان میں طاعون کا نام ونشان نہیں ہے۔ مگر لکھا یہ جا رہا ہے کہ قادیان میں طاعون اسلئے اپنا کام کر رہا ہے کہ مرزا صاحب نے قادیان میں طاعون کے آنے کی پیشگوئی کی تھی۔ کیا یہ کھلا جھوٹ نہیں؟ افسوس کہ مرزا صاحب اس پر کچھ نہ بولے اور اپنے مرید کی اس غلط بیانی اور دجل کی داد دیتے رہے کیونکہ اس میں انکا اپنا ہی بھلا تھا۔

پھر مرزا غلام احمد نے کہا تھا کہ جو قادیان میں آئے گا وہ طاعون سے بچا رہے گا اور اب نوبت یہاں تک آگئی کہ خود مرزا صاحب قادیان چھوڑ کر بھاگ آئے اور اس نے ایک کھلے باغ میں پناہ لے لی۔ یہاں سے اس نے ایک سیٹھ کے نام خط لکھا کہ......

میں اس وقت تک مع اپنی جماعت کے باغ میں ہوں اگر چہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے لیکن اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے اطلاع دی گئی ہے اسکی نسبت میں توجہ کر رہا ہوں اگر معلوم ہوا کہ وہ واقعہ جلد اترنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان واپس چلے جائیں گے بہر حال دس یا پندرہ جون تک میں اسی باغ میں ہوں (مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۳۹)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قادیان سے طاعون کے ختم ہونے کے باوجود مرزا صاحب قادیان واپس جانے سے ڈرتے تھے کہ کہیں کسی کونے میں رحمت بی بی بیٹھی نہ ہو اور وہ ہلکا پھلکا حملہ ہی نہ کردے۔ مرزا غلام احمد کے کئی مریدوں نے محسوس کیا کہ مرزا صاحب طاعون کے خوف سے قادیان سے بھاگ گئے ہیں جب مرزا بشیر الدین محمود کو پتہ چلا تو اس نے کہا کہ اس قسم کی باتیں کرنے والے بے وقوف ہیں۔ مرزا بشیر الدین کہتا ہے:

کئی بے وقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے اور تعجب ہے کہ بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سنی ہے حالانکہ طاعون کے ڈر سے حضرت نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا اس وقت چونکہ زلازل سے متعلق آپ کو کثرت سے الہامات ہو رہے تھے اسلئے۔ الخ

(الفضل ۱۱ مئی ۱۹۳۳)

مرزا صاحب نے خدا سے طاعون کا یہ عذاب اس لئے مانگا تھا کہ مرزا صاحب کی جماعت ترقی کرے اور انکے مخالفین نیست ونابود ہو جائیں مگر حالت یہ ہوگئی کہ مرزا صاحب کے معتقدین یکے بعد دیگرے نیست ونابود ہورہے تھے۔ لاہور کے پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر نے مرزا صاحب کے ان خصوصی مریدوں کے نام لکھے ہیں جو طاعون سے مرے تھے۔ موصوف لکھتے ہیں۔

بڑے بڑے مرزائی طاعون سے ہلاک ہوئے مثلاً مولوی برہان الدین جہلمی۔ محمد افضل ایڈیٹر البدر اور اسکا لڑکا۔ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی۔ مولوی محمد یوسف سنوری۔ عبداللہ سنوری کا بیٹا۔ ڈاکٹر بوڑے خان۔ قاضی ضیاء الدین۔ ملاں جمال الدین سید والہ۔ حکیم فضل الہی۔ مرزا فضل بیگ وکیل۔ مولوی محمد علی ساکن زیرہ۔ مولوی نور احمد ساکن لودھی ننگل۔ ڈنگہ کا حافظ...... (تردید نبوت قادیانی ص ۹۶ مطبوعہ جنوری ۱۹۲۵ء)

مرزا قادیانی اپنے مریدوں کی موت سے بہت پریشان تھا چنانچہ اس خوف سے کہ کہیں اسکی جماعت کی ترقی معکوس میں نہ ہو یہ فتوی جاری کر دیا کہ قادیانی میت کو نہ غسل دیا جائے نہ کفن پہنایا جائے۔ چار آدمی اسکا جنازہ لے کر چلیں اور سوگز کے فاصلے سے اسکی نماز جنازہ ادا کر کے اسے دفن کر دیا جائے۔ فتوی ملاحظہ کیجئے:

جو خدانخواستہ اس بیماری میں مرجائے...... ضرورت غسل کی نہیں اور نہ نیا کپڑا پہنانے کی ضرورت ہے...... چوں کہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہر کا اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے اس واسطے سب اسکے گرد جمع نہ ہوں حسب ضرورت دو تین آدمی اسکی چارپائی کو اٹھائیں اور باقی سب دور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سوگز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں (مرزا صاحب کا ارشاد مندرجہ الفضل ۲۱ مارچ 1915ء)

سو قادیان میں مرزا صاحب کے مریدوں کے جنازے اٹھ رہے تھے اور قادیانی عوام سوالیہ نظروں سے مرزا صاحب کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف مخالفین یہ اعتراض کر رہے تھے کہ خدا کا وہ وعدہ کہاں گیا جس میں قادیان کو اور قادیانیوں کو طاعون سے بچانے کی بشارت سنائی گئی تھی؟ مرزا صاحب کے پاس اسکا کوئی جواب نہ تھا کیونکہ میت اسکے سامنے بھی جنازے اٹھ رہے تھے۔ گھروں میں کہرام مچا ہوا تھا۔ مرزا صاحب نے مخالفین کے اعتراض کے جواب میں جو موقف پیش کیا پہلے اسے ملاحظہ کیجئے:

اگر خدانخواستہ کوئی شخص ہماری جماعت سے اس مرض سے وفات پا جائے تو گو وہ ذلت کی موت ہوئی لیکن ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ...... اللہ کا ہماری جماعت سے وعدہ ہے کہ وہ متقی کو اس سے بچائے گا (ملفوظات احمدیہ ج ۷ ص ۴۹۲ مرتبہ منظور الہی قادیانی)

مرزا صاحب نے تسلیم کیا کہ طاعون کی موت ذلت کی موت ہے مگر چونکہ قادیانی اسکا شکار ہو رہے تھے اسلئے اسکی یہ تاویل کر لی کہ خدا نے سب قادیانیوں کو بچانے کا وعدہ نہیں کیا صرف متقیوں کو بچانے کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن جب اس سے بھی کام نہ بنا تو اب صاف کہہ دیا کہ جو قادیانی اس ذلت کی موت مرتا ہے وہ تو مرزا صاحب کی جماعت میں سے ہی نہیں اسلئے ان پر اعتراض کہاں رہا۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ مرزا صاحب کہتے ہیں

اگر ہماری جماعت کا کوئی شخص طاعون سے مرجائے اور اس وجہ سے ہماری جماعت کو ملزم گردانا جائے تو ہم

کہیں گے کہ یہ محض دھوکہ اور مغالطہ ہے کیونکہ طاعونی ثابت کرتی ہے کہ وہ فی الحقیقت جماعت سے الگ تھا(ملفوظات احمدیہ حصہ ۶ ص ۳۵۸)

لیجئے قصہ تمام شد۔ مرزا صاحب کا یہ بیان قادیانی عوام پر بجلی بن کر گرا۔ ایک طرف تو انکے گھر ماتم کدہ بنے ہوئے تھے اس حالت میں مرزا صاحب پر لازم تھا کہ مرنے والے قادیانی کے گھر جاتے اور ان سے تعزیت کرتے انہیں تسلی دیتے۔ مرزا صاحب نے سرے سے ہی ان مرنے والے قادیانیوں کو جماعت سے الگ قرار دے دیا۔ آپ ہی سوچیں کہ جن لوگوں نے اپنی زندگی بھر کی کمائی مرزا صاحب کو دے دی تھی اور وہ اپنے خون پسینے کی کمائی سے مرزا صاحب کا گھر پال رہے تھے اگر وہ اس حادثہ کا شکار ہو گئے تو محض اپنے جھوٹ کو بچانے کیلئے ان غریب قادیانیوں کو جماعت سے خارج بتانا کیا ظلم وزیادتی نہیں ہے؟ اور کیا یہ انکے زخموں پر مزید نمک پاشی کرنا نہیں؟ کیا یہ ان دکھی گھر والوں پر حملہ نہیں؟

مرزا غلام احمد کی اس اعلان سے کہ وہ قادیانی جماعت سے نہ تھے کئی قادیانی اکھڑنے لگے اور مرزا صاحب کے چندوں کا سلسلہ کم ہونے لگا۔ جب مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ انکے اس بیان سے کئی قادیانی جماعت سے نکل کر مخالفین کی صف میں جا رہے ہیں تو اس نے ایک نیا اعلان جاری کیا کہ جو قادیانی طاعون کی موت کا شکار ہوں وہ تو شہید کہلائیں گے اور انکی شہادت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی شہادت کے مثل بتانے تک سے دریغ نہ کیا۔ مرزا صاحب نے لکھا

بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہوئے ہیں ...... ہم ایسے متعصبوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعض صحابہ لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۱ ۔ ر۔خ۔ ج ۲۲ ص ۵۶۸)

قادیانی عوام مرزا صاحب کی یہ دورنگی چال دیکھیں۔ کہ پہلے تو یہ کہہ کر قادیانیوں کو تسلی دی گئی کہ طاعون قادیانیوں کے حق میں خدا کی رحمت ہے اور اس سے سلسلہ کی ترقی ہوگی جبکہ مخالفین تباہ ہونگے۔ مگر جب طاعون سے خود قادیانی فوت ہونے لگے تو مرزا صاحب نے اپنی بات کی لاج رکھنے کیلئے یہ کہا کہ وہ متقی نہ تھے جب اس سے بھی کام نہ بنا تو صاف کہدیا کہ وہ جماعت سے خارج تھے اسلئے وہ طاعون کا شکار ہوئے مگر جب چندوں میں کمی ہونے لگی اور قادیانی مرزا صاحب سے علیحدہ ہونے لگے تو جھٹ بات بدل دی اور کہا کہ یہ نہ صرف شہید ہیں بلکہ صحابہ کی مثل ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا اس دوچہرے والے آدمی سے جس کو حدیث میں منافق کہا گیا ہے کچھ بھی خیر کی توقع ہوسکتی ہے؟ بڑا ہی بدنصیب ہے وہ شخص جو ان حقائق کے دیکھنے کے بعد بھی مرزا صاحب کو خدا کا نبی اور اسکا رسول مانے۔ (العیاذ باللہ تعالی)

ہماری مذکورہ گذارشات کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب نے قادیان کے بارے میں جو پیشگوئی کی تھی کہ خدا تعالی اسے محفوظ رکھے گا وہ پیشگوئی غلط نکلی اور قادیان میں طاعون پھیلا پھر کئی قادیانی اس کا شکار ہوئے اور مرزا صاحب نے خود قادیان سے بھاگنے میں عافیت سمجھی اور ایک باغ میں جا کر چھپ گئے۔

رہا یہ سوال کہ کیا مرزا صاحب کا اپنا گھر جسے انہوں نے کشتی نوح قرار دیا تھا اور اسکی تعمیر کیلئے چندہ بھی کیا تھا اس طاعون سے محفوظ رہا؟ مرزا صاحب کے خطوط بتاتے ہیں کہ نہیں۔ اگر انکا گھر محفوظ ہوتا تو وہ گھر چھوڑ کر کبھی باہر نہ جاتے اور نہ اپنے گھر میں دوائیں ڈال ڈال کر اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں بچانے کی فکر کرتے۔ مرزا صاحب کا یہ بیان قادیانیوں کیلئے مقام عبرت ہے کہ

طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون کا زور تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوگیا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہوگیا (حقیقۃ الوحی ص ۸۴۔ وص۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۸۷)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے گھر میں یہ طاعون داخل ہوا تھا مرزا صاحب کا اعتراف ملاحظہ کیجئے ۱۰ اپریل ۱۹۰۴ء کو نواب محمد علی خان کے نام لکھے گئے خط کا یہ حصہ دیکھئے۔

بڑی غوثاں (نوکرانی کا نام) کو تپ ہوگیا تھا اسکو گھر سے نکال دیا ہے لیکن میری دانست میں اسکو طاعون نہیں ہے احتیاطا نکال دیا ہے ماسٹر محمد دین کو تپ ہوگیا اور گلٹی نکل آئی اسکو بھی باہر نکال دیا ہے میں تو دن رات دعا کر رہا ہوں اور اس قدر زور اور توجہ سے دعا کی گئیں کہ بعض اوقات ایسا بیمار ہوگیا کہ یہ وہم گذرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے (مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۱۱۵)

لاہور کے پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر لکھتے ہیں:

خاص مرزا صاحب کے گھر میں عبدالکریم اور پیران دتہ طاعون سے ہلاک ہوئے (تردید قادیانی ص ۹۶)

مرزا صاحب کے خدا نے بذریعہ وحی بتایا تھا کہ اسکی چاردیواری طاعون سے محفوظ رہے گی لیکن مرزا صاحب کی چاردیواری بھی محفوظ نہ رہی۔ اگر انہیں واقعی اس وحی پر یقین ہوتا تو وہ اپنے نوکر اور نوکرانی کو بھی گھر سے باہر نہ نکالتا۔ ان دونوں کا طاعون کی لپٹ میں آنا اور مرزا صاحب کا گھبرا کر دونوں کو نکال دینا واضح کرتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ رحمت بی بی (طاعون) اسکے گھر قدم رنجہ فرما چکی تھی۔ معلوم نہیں مرزا صاحب نے گھر بلائے مہمان کو بار بار نکالنے کی کوشش کیوں کی۔ اور وہ کیوں فینائل ڈال کر اسے ختم کرنے کی سازشیں کرتے رہے؟

مرزا صاحب کا یہ خوف اور انکی یہ احتیاط اور بچاؤ کی متعدد ترکیبیں ثابت کرتی ہیں کہ مرزا صاحب اپنی پیشگوئی میں جھوٹے تھے۔ اور انہوں نے جھوٹ بول کر اپنے لئے لعنت کا داغ خریدا۔۔ یہ الفاظ انکے ہیں اور ہم انہی کے الفاظ انہی کی نذر کرتے ہیں۔

خدا پر جھوٹ باندھنا لعنت کا داغ خریدنا ہے (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۱۸۔ ر۔ خ۔ ج ۱۵ ص ۴۰۹)

آپ ہی فیصلہ کریں کہ جو خدا پر جھوٹ باندھ کر لعنت کا داغ خریدتا ہے تو کیا یہ داغ اسے نہیں ملے گا جو اس جھوٹ کو نہ صرف یہ کہ مانتا ہے بلکہ اس جھوٹے کو خدا کا مامور قرار دینے سے بھی باز نہیں آتا۔ قادیانی عوام سوچیں کہ لعنت کا داغ خریدنا عقل مندی ہے؟۔

(۵)
مرزا غلام احمد کے زلزلہ کی پیشگوئی
یہ پیشگوئی قادیانیوں کیلئے ایک زلزلہ سے کم نہیں

بسم الله الرحمن الرحیم :

مرزا غلام احمد کو دعوی مسیحیت کئے بہت سال ہو چکے تھے اور دعوی نبوت کئے کو بھی پانچ سال ہو رہے تھے۔ کہ انہیں معلوم نہیں کیا سوجھی کہ اچانک یہ اعلان کیا کہ ان پر خدا کی وحی اتری ہے کہ یہ دنیا ایک زبردست حادثہ کا شکار ہونے والی ہے جو نمونہ قیامت سے کم نہ ہوگا۔ سوال کیا گیا کہ یہ زلزلہ کیوں آنے والا ہے؟ مرزا صاحب نے اسکا جواب دیا کہ زلزلہ درحقیقت میری سچائی کا تازہ نشان ہوگا۔ مرزا صاحب نے ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور رات تین بجے آنے والی وحی اس میں لکھی کہ

آج رات تین بجے کے قریب خدا کی پاک وحی مجھ پر وحی نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکہ۔ زلزلۃ الساعۃ ...... مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۲۲)

پھر مرزا صاحب نے اپنے مریدوں اور جماعت کے ایک ایک فرد کو تاکید کی کہ اس اشتہار کو زیادہ سے زیادہ شائع کریں اور ایک ایک فرد تک پہنچائیں تا کہ انہیں دھکہ نہ لگے۔ (ایضا)

مرزا صاحب کو اس زلزلہ کی اتنی خوشی تھی کہ ۱۸۔ اپریل کو پھر ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں لکھا کہ

النداء من وحی السماء یعنی ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوئم وحی الہی سے (ایضا ص ۵۲۵)

پھر یہ بھی لکھا کہ

میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ زلزلہ عظیم الشان حادثہ ہوگا جو محشر کو یاد دلا دے گا (ایضا ص ۵۲۶)

مرزا صاحب کو اس پر بھی چین نہ آیا زلزلہ کے قریب آنے کی خوشی میں انکے قدم زمین پر نہیں پڑتے تھے۔ ۲۹ اپریل کو پھر سے زلزلہ کی خبر بار سوم کے عنوان سے اشتہار شائع کیا۔ اور اس میں بھی سخت تباہی کی خبر دی اور یہ بھی بتا دیا کہ خدا نے اسکا نام بار بار زلزلہ رکھ دیا ہے۔ (ایضا ص ۵۲۵) مرزا صاحب نے زلزلہ آنے کی خوشی میں اپنا گھر بار تک چھوڑ دیا اور ایک باغ میں جا کر اپنے خیمے لگا دیئے اور اپنے مریدوں سے بھی کہا کہ وہ بھی کچھ دنوں کیلئے یہاں خیمے لگا دیں (ایضا ص ۵۴۰) اور اس انتظار میں لگے رہے کہ کب وہ خوشی کا دن آئے کہ میری سچائی کا نشان ظاہر ہو اور میں آتے جاتے اپنے مخالفوں کو دھکہ لگاتا جاؤں۔ مگر افسوس کہ زلزلہ نہیں آیا اور مرزا صاحب دھکے پہ دھکے کھاتے رہے۔ یہ دھکہ ایسا تھا کہ کچھ عرصہ کیلئے مرزا صاحب نے زلزلہ کا اشتہار دینا بھی بند کر دیا اور اسکا نام لینے سے انکی جان نکلنے لگی۔ دس گیارہ مہینے خیریت سے گذر گئے نہ کوئی زلزلہ آیا نہ کوئی اشتہار شائع ہوا۔ اور لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔

ابھی لوگوں کے اس سکھ پر کچھ دن ہی گذرے تھے کہ مرزا صاحب نے پھر ۲ مارچ ۱۹۰۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور صبح کے وقت آنے والی یہ وحی بیان کی کہ:۔

آج یکم مارچ کو صبح کے وقت پھر خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی جسکے یہ الفاظ ہیں زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی نہیں آیا بلکہ آنے کو ہے (ایضاص ۵۴۸) اس پر ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ ۹ مارچ کو پھر ایک منظوم اشتہار از طرف ایں خاکسار در بارہ پیشگوئی زلزلہ کے عنوان سے شائع کر کے زلزلہ کی آمد کی خبر دی گئی۔ (ایضاص ۵۵۰) اسکے ۲۰ دن بعد (۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء کو) پھر قادیان سے اعلان کیا گیا کہ زلزلہ آرہا ہے اور مخالفین کو دھکے لگنے والے ہیں۔

مرزا غلام احمد کے مسلسل اشتہارات سے انکے مخالفین پر تو کیا اثر پڑتا خود قادیانیوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگی۔ کہ اگر واقعی کسی زلزلہ نے آنا ہے اور اس نے مرزا صاحب کی سچائی کا نشان بننا ہے تو وہ زلزلہ آتا کیوں نہیں؟ اگر خدا نے مرزا صاحب کے مخالفین کو دھکے لگانے ہیں تو ایک سال سے وہ زلزلہ کی خبر تو دے رہا ہے زلزلہ کیوں نہیں لاتا۔ اور مرزا صاحب کی صداقت پر آسمانی شہادت کیوں نہیں دیتا۔ کیا یہ زلزلہ مرزا صاحب کی زندگی میں آجائے گا؟ اگر نہیں آیا تو مرزا صاحب کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے گی؟ اور پھر اس زلزلہ سے جو ایک کثیر مخلوق نے راہ ہدایت پانی ہے اسکا کیا ہوگا؟۔ قادیان کے نادان اس چھبتے ہوئے سوالات کو ایک دوسرے کے سامنے پیش تو کرتے تھے لیکن اسکے جواب سے عاجز تھے۔ وہ اندر ہی اندر دھکے کھا رہے تھے۔ مرزا غلام احمد کو جب اپنے مریدوں کے یہ سوالات پہنچے تو اس نے کہا کہ فکر نہ کرو زلزلہ میری زندگی میں ہی آئے گا۔ یہ خدا کی وحی ہے آسمان و زمین ٹل جائیں گے مگر خدا کی بات اٹل رہے گی۔ مرزا صاحب ان دنوں ضمیمہ براہین احمدیہ لکھ رہے تھے۔ اس میں انہوں نے خدا کی اس وحی کا ذکر کر دیا انہوں نے لکھا:

بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کیلئے ظہور میں آئے گی...... ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷۔ ر۔ خ۔ ج ۲۱ ص ۲۵۸)

مرزا صاحب کی عمر بڑھتی جا رہی تھی ادھر اس پر چاروں طرف سے مختلف بیماریوں نے حملہ کر رکھا تھا۔ قادیانی عوام پریشان حال تھے اور خود اپنے آپ سے یہ سوال کرنے پر مجبور تھے کہ مرزا صاحب کی ہر خبر کیوں غلط نکلتی ہے؟ خدا تعالیٰ انکی بات کیوں پوری نہیں کرتا؟ جو لوگ حقیقت تک پہنچ جاتے وہ مرزا صاحب کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکتے اور اہل اسلام کی صف میں شامل ہو جاتے اور جو کسی مجبوری کی وجہ سے انکے ہتھے چڑھے ہوئے تھے وہ کسی مناسب وقت کا انتظار کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ بات جب عام ہوگئی کہ مرزا صاحب کا زلزلہ کیوں نہیں آیا؟ اور اگر انکی زندگی میں نہ آیا تو پھر کیا ہوگا؟ مرزا غلام احمد کو مجبوراً اسکا دینا پڑا اس نے لکھا اور بڑے یقین کے ساتھ لکھا کہ:

آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری

زندگی میں اسکا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۲۔ ر۔ خ۔ ج ۲۱ ص ۲۵۳)
مرزا صاحب کے اس بیان پر قادیانیوں نے سکھ کا سانس لیا کہ اب بات کسی کنارے لگی ہے۔ اگر یہ زلزلہ مرزا صاحب کی زندگی میں نہ آیا اور مخالفین کو دھکا نہیں لگا تو پھر قادیانیوں کی خیر نہیں۔ زلزلہ کا نہ آنا نہ صرف یہ کہ قادیانیوں کیلئے قیامت کا نمونہ ہوگا بلکہ مرزا غلام احمد کا پرلے درجے کا جھوٹا ہونا اور اللہ پر جھوٹ باندھنا بھی سب پر کھل جائے گا۔ مرزا صاحب اور انکے اصحاب زلزلہ آنے کیلئے دعائیں کرتے رہے۔ لیکن زلزلہ کو نہ آنا تھا نہ وہ آیا۔
مرزا غلام احمد نے براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۰۵ء میں لکھنی شروع کی اور اسکا ضمیمہ اسکے بھی بعد لکھا۔ یہ کتاب ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو (یعنی مرزا صاحب کے فوت ہونے کے تقریباً پانچ مہینے کے بعد) شائع ہوئی۔ آپ کسی بھی قادیانی سے دریافت کریں کہ کیا مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی تھی؟ کیا براہین احمدیہ حصہ پنجم کی مذکورہ عبارت لکھنے کے بعد مرزا صاحب کی زندگی میں یہ زلزلہ آیا تھا؟ اگر نہیں آیا اور یقیناً نہیں آیا تو آپ ہی بتائیں کہ مرزا صاحب پر آنے والی زلزلہ کی بار بار وحی اختراعی یا شیطانی نہیں تو اور کیا تھی؟ اگر یہ بات رحمانی ہوتی تو خدا تعالیٰ کی یہ بات ضرور پوری ہوتی اللہ تعالیٰ اپنی بات ہمیشہ پوری کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی یہ بات اسلیئے پوری نہیں ہوئی وہ مفتری اور کذاب تھا سو خدا تعالیٰ نے اسی دنیا میں اسے ذلیل و رسوا کردیا۔
ہم قادیانی عوام سے گذارش کریں گے کہ وہ مرزا غلام احمد کی اس عبارت کو پھر سے پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ مرزا غلام احمد اپنی بات میں سچا تھا یا یہ جھوٹ کا کاروبار تھا جو اس نے چلا رکھا تھا۔ مرزا صاحب نے لکھا

> آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اسکا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں

مرزا صاحب کے دعوی کے مطابق انکی زندگی میں زلزلہ نہیں آیا اور مرزا صاحب بقلم خود کذاب ٹھہرے اور انہوں نے یہ فیصلہ دے دیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اب بھی اگر قادیانی عوام مرزا صاحب کو خدا کی طرف سے آیا ہوا مانیں تو یہ انکی بدبختی اور بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

(۶)

مرزا غلام احمد کی عمر کی پیشگوئی

جس کو سچ ثابت کرنے میں قادیانی ناکام رہے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم :
انسان کے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اسکی عمر کا فیصلہ فرما دیتے ہیں اور جب وقت مقرر آ جاتا ہے تو اسے اس دنیا سے واپس جانا پڑتا ہے اس پہلو سے اگر کسی کی عمر بڑی ہو یا چھوٹی کوئی قابل تعجب بات نہیں

ہوتی اور نہ اس پر کبھی کسی نے مناظرہ ومباحثہ کے چیلنج دیئے ہیں اور نہ کسی نے اسے حق و باطل کا معیار بنایا ہے کیونکہ یہ وہ مسئلہ ہے جس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہوتا۔ اب اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ اسے خدا نے بتادیا ہے کہ اسے عمر کے اتنے سال ملیں گے اور وہ لوگوں کو اسکی اطلاع کرے اور اسے اپنے سچ اور جھوٹ کا معیار بنائے تو لازما ہر شخص کو جستجو ہوگی کہ اسکی عمر دیکھی جائے اور اسے اسکے اپنے دعوی پر پرکھا جائے کہ آیا وہ اپنی اس بات میں سچ کہہ رہا ہے یا یہ کذب محض ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اس اعتبار سے واقعی اپنی مثال آپ تھا کہ وہ اپنے دعوی کو منوانے کیلئے بے تکی سی پیش گوئیاں کر دیتا تھا جب لوگ اس پیش گوئی کی تحقیق میں اترتے اور اسے جھوٹا قرار دیتے تو مرزا غلام احمد فورا اپنی بات کی تاویل کر دیتا اور بحث پھر ایک دوسرا موضوع اختیار کر لیتی۔ سب دیکھتے کہ مرزا غلام احمد جھوٹ پر جھوٹ بول رہا ہے اور اسکی پیش گوئی غلط ہوئی ہے مگر نہ اسے توبہ کی توفیق ہوتی اور نہ اسے سچ کا سامنا کرنے کی ہمت ہوتی۔

مرزا غلام احمد جب اپنی پیش گوئیوں میں ناکام ہوتا گیا تو اب اسے ایک نئی پیش گوئی کی سوجھی۔ یہ پیش گوئی اسکی اپنی عمر کی پیش گوئی تھی۔ اللہ تعالی کے کسی نبی تو کجا خدا کے کسی مقربین نے بھی کبھی اس قسم کی کوئی پیش گوئی نہیں کی کہ میں اگر اتنی عمر پا کر مروں گا تو میں سچا ہوں گا ورنہ تم مجھے جھوٹا سمجھنا۔ لیکن قادیان کے مرزا غلام احمد نے واقعی یہ پیش گوئی کر دی۔ مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ اللہ تعالی نے اسے یہ خبر دی ہے:

وتری نسلا بعیدا ولنحیینک حیوۃ طیبۃ ثمانین حولا او قریبا من ذالک (ازالہ اوہام حصہ ۲ ص ۳۴۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی نے مرزا غلام احمد کو اسی سال یا اسکے قریب قریب عمر پانے کی خبر دی۔ یہ محض خبر نہیں تھی خدا کی طرف سے بشارت بھی تھی مرزا غلام احمد کہتا ہے۔

فبشرنا ربنا بثمانین سنۃ من العمر و ھو اکثر عددا (مواہب الرحمٰن ص ۲۱۔ ر۔ خ۔ ج ۱۹ ص ۲۳۹)

(ترجمہ) میرے رب نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیری عمر اسی برس یا اس سے زیادہ ہوگی

مرزا غلام احمد نے یہی بات اپنی دوسری کتاب نشان آسمانی کے ص ۱۳ پر بھی لکھی ہے۔ مرزا غلام احمد کے بعض معتقدین کو جب اس بشارت کی خبر ملی تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید مرزا غلام احمد کو اسکا وہم ہوا ہو۔ مرزا صاحب کو انکی بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ وہم نہیں ہے خدا نے اسے یہ بات کھلے لفظوں میں بتائی ہے:

خدا نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ سال کم (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۶۔ ر۔ خ۔ ج ۲۱ ص ۲۵۸)

مرزا غلام احمد کے مخالفین کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مرزا غلام احمد کی کھلی تردید کی اور کہا کہ اللہ تعالی اس قسم کی باتوں سے منزہ اور پاک ہیں یہ سب اسکی اپنی دماغی اختراع ہے۔ مرزا غلام احمد کو جب انکی

بات کی خبر پہونچی تو اس نے جواب میں لکھا کہ
اس طرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں ۸۰ برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا تا کہ لوگ کمی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۸۔ ر۔ خ۔ ج ۱۷ ص ۴۴۔ اربعین ن ۳ ص ۵۲۔ ر۔ خ۔ ۱۷ ص ۳۹۴)

قبل اسکے ہم مرزا صاحب کی عمر پر کچھ بحث کریں۔ قارئین اس پر غور کریں کہ کیا یہ بات خدا کی ہو سکتی ہے؟ ایک ایسی وحی جس کے بھیجنے والے کو بھی پتہ نہیں کہ وحی پانے والے شخص کی عمر آخر کتنی ہوگی؟ اسی برس' دو چار کم' یا دو چار زیادہ۔ کیا خدا کو معلوم نہیں تھا کہ مرزا غلام احمد کس تاریخ کو کس دن کتنے بجے کتنے منٹ اور کتنے سکینڈ پر مرے گا؟ اگر اسے معلوم تھا کہ مرزا غلام احمد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو صبح ساڑھے دس بجے آنجہانی ہوگا تو اس نے تاریخ وفات کیوں نہ بتادی یہ دو چار کم یا دو چار زیادہ کا بار بار مذاق کس لئے کیا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد کو یہ وحی اس نے بھیجی ہے جسے خود بھی معلوم نہیں کہ مرزا کے پاس موت کا فرشتہ کب آنے والا ہے مگر افسوس کہ مرزا صاحب اپنی عمر کی بحث کو خوامخواہ سچ اور جھوٹ کا معیار بنانے لگ گئے اور یوں اپنے ہاتھوں اپنی رسوائی کا سامان تیار کرلیا۔ مرزا غلام احمد نے اسی برس یا اس سے کم زیادہ عمر پانے کی پیشگوئی کی تھی اب اسکی تشریح بھی اسی سے سنئے اس نے لکھا کہ
جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر (۷۴) اور چھیاسی (۸۶) کے اندر اندر عمر کی تعین کرتے ہیں (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۶۔ ر۔ خ۔ ج ۲۱ ص ۲۵۹)
یعنی اگر مرزا صاحب ۷۴ اور ۸۶ سال کے اندر مر گئے تو بات قابل فہم ہوگی اور اسکی پیشگوئی پوری سمجھی جائے گی اور اگر اس سے پہلے وہ آنجہانی ہو جائیں تو یہ اس کے جھوٹا ہونے پر ایک اور مہر ثابت ہوگی۔
صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ کسی شخص کی عمر معلوم کرنے کیلئے اسکی تاریخ ولادت اور سال وفات معلوم دیکھ لینا چاہئے۔ اس کے لئے کسی لمبے چوڑے علم کی ضرورت نہیں ہے۔
مسلمانوں اور قادیانیوں میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آنجہانی ہوئے ہیں۔ اب صرف یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ مرزا صاحب کس سال پیدا ہوئے تھے؟ بجائے اسکے کہ ہم کچھ کہیں مرزا غلام احمد کی اپنی تحریرات سے اسکا فیصلہ کرلیں۔ مرزا غلام احمد اپنے حالات میں لکھتا ہے:
میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۶ حاشیہ۔ ر۔ خ۔ ج ۱۳ ص ۱۷۷)
یہ مرزا غلام احمد کی اپنی تحریر ہے اس میں کہیں بھی کوئی پیچیدگی نہیں اور نہ تقریبا وغیرہ کے الفاظ ہیں نہ یہ لکھا ہے کہ یہ بات تخمینی ہے۔ صاف اور صریح لفظوں میں سال ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء لکھا ہوا ہے۔
مرزا غلام احمد نے اس بات کی تائید اس سے بھی کی ہے کہ جب اسکے والد مرزا غلام مرتضی فوت ہوئے تو اسکی عمر ۳۴۔ ۳۵ برس کی تھی۔ اس نے کہا

میری عمر ۳۴۔۳۵ برس کی ہوگی جب والد صاحب کا انتقال ہوا (کتاب البریہ ص ۱۴۷) مرزا غلام مرتضی کا انتقال ۱۸۷۴ء میں ہوا اسکا اقرار مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب نزول المسیح کے ص ۱۱۶ پر کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہی ہوئی تھی۔

پھر مرزا غلام احمد نے ایک اور عنوان سے بھی اپنے سال ولادت کی خبر دی ہے۔ مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

حضرت مسیح موعود فرماتے تھے جب سلطان احمد پیدا ہوا اس وقت ہماری عمر صرف سولہ سال کی تھی (سیرۃ المہدی حصہ ا ص ۲۵۶)

یہ بات صرف مرزا بشیر احمد ہی نہیں کہتے بلکہ قادیانیوں کے سب سے محتاط شخص اور مرزا صاحب کے قریبی دوست مولوی شیر علی بھی کہتے ہیں۔ مرزا بشیر احمد کا بیان ہے کہ اسکا بھائی یعنی سلطان احمد ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوا (دیکھئے سیرۃ المہدی) اس حساب سے مرزا غلام احمد ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا تھا۔

مرزا غلام احمد کا سال ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء تھا۔ اور سال وفات ۱۹۰۸ء۔ اب آپ حساب کر لیں کہ مرزا غلام احمد نے کل کتنی عمر پائی تھی؟ اگر سال ولادت ۱۸۳۹ء تسلیم کیا جائے تو کل عمر ۶۹ سال بنتی ہے۔ اور ۱۸۴۰ء مان لی جائے تو کل عمر ۶۸ سال کی ہوئی ہے۔

اب مرزا غلام احمد پر ہوئی وحی اور بشارت نیز خدائی وعدہ کو پھر ایک مرتبہ پڑھ لیجئے

"تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم"۔

اگر چوہتر سال مانیں تو پانچ سال کم اور اسی سال مانیں تو پورے گیارہ سال کم۔ اور چھیاسی سال مانیں تو پورے سترہ سال کم ہیں۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ مرزا غلام احمد کی یہ الہامی پیشگوئی درست ہوئی یا یہ بھی دیگر پیش گوئیوں کی طرح جھوٹی ثابت ہوئی۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد کی وفات پر قادیانیوں کو توبہ کر کے مسلمانوں کی صف میں شامل ہو جانا چاہیئے تھا کہ مرزا غلام احمد کا کذاب ہونا سب پر کھل چکا تھا مگر افسوس کہ انہوں نے دجل وفریب کا راستہ اختیار کیا اور مرزا غلام احمد کے سال ولادت میں تبدیلیاں کرنی شروع کر دی جہاں جہاں مرزا غلام احمد نے اپنا سال ولادت لکھا اس کی تاویل کی۔ جہاں سے صحیح بات معلوم ہوتی تھی اس میں دجل کی راہ چلائی۔ جو لوگ خود اپنے ہاتھوں مرزا غلام احمد کی زندگی میں اسکا سال ولادت ۱۸۳۹ء بتاتے رہے بعد میں وہی لوگ اپنی تحریر بدلتے رہے۔ انہیں یہ تبدیلی کی ضرورت محض اسلئے پیش آئی کہ کسی نہ کسی طرح مرزا غلام احمد کا سال ولادت وہ بتایا جائے جس سے مرزا غلام احمد کی پیش گوئی پوری ہو جائے۔ کیا یہ کھلا دجل نہیں؟ اور کیا یہ قادیانی عوام سے سچی بات کو چھپانے کی ایک ناکام کوشش نہیں؟

بعض قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنا سال ولادت اس وقت بتایا ہے جب وہ مراحل نبوت طے کر رہا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ انکی یہ بات پہلی زندگی کی ہو جو ہمارے لئے حجت نہیں۔ ہاں ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد کی کوئی تحریر ہو تو قابل غور ہوسکتی ہے؟

جواباً گذارش ہے کہ مرزا غلام احمد کی کتاب نزول المسیح ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی عمر کے

بارے میں جو پیشگوئیاں کیں تھی اس میں الہام وحی بشارت اور وعدہ کے الفاظ موجود ہیں۔ اگر قادیانیوں کو اس سے بھی تسلی نہ ہو تو ہم مرزا غلام احمد کا وہ بیان بھی پیش کیئے دیتے ہیں جو اس نے ۱۶ مئی ۱۹۰۱ء کو گورداسپور کی عدالت میں مرزا نظام الدین کے مقدمہ میں بطور گواہ کے دیا تھا۔ اس نے بھری عدالت میں کہا
اللہ تعالی حاضر ہے میں سچ کہوں گا میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے (قادیانی اخبار الحکم ج ۵ نمبر ۲۹۔ منظور الہی ص ۲۴۱ مرتبہ منظور الہی قادیانی۔ منقول از قادیانی مذہب ص ۳۸۷)
مرزا غلام احمد کی وفات ۱۹۰۸ء ہے اگر ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب ساٹھ سال کے تھے تو ۱۹۰۸ء میں کتنے سال کے ہوئے اتنی بات سے تو مرزا طاہر بے خبر نہ ہونگے۔
قادیانی علماء اور خلفاء نے مرزا غلام احمد کی اس پیشگوئی میں تحریف وتاویل کے بڑے عجیب کرتب دکھائے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کے سب اس پیشگوئی سے بہت پریشان ہیں اور یہ لوگ اسے جس قدر ۸۰ سال والی پیشگوئی کے قریب لانے کی کوشش کرتے ہیں یہ مسئلہ انکے لئے اتنا ہی زیادہ پیچیدہ ہوجاتا ہے اور ان سے بات بنائے نہیں بنتی ۔۔اور مرزا غلام احمد کا کذاب ہونا اور روشن ہوجاتا ہے۔
۱۹۰۷ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے ایک بحث میں کہا تھا کہ مرزا غلام احمد ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک مرجائے گا اس کا اعتراف مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں کیا ہے (دیکھیئے ص ۳۳۷) مرزا غلام نے اسکے جواب میں کہا کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ اسکی عمر بڑھے گی اور یہ بات اسے خدا نے کہی ہے۔ مرزا نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا کہ اسے خدا نے بذریعہ وحی بتایا ہے کہ
اپنے دشمن سے کہدے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔۔۔۔ اور آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بڑھادوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء میں چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھادوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)
مرزا غلام احمد کا تو یہاں تک کہنا تھا کہ اسکی عمر ۹۵ سال تک ہوجائے گی اور خدا کے ایک مقرب نے اس پر آمین تک کہدی ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ ایک قبر پر ہے اور صاحب قبر اسکے سامنے بیٹھا ہے مرزا کو خیال آیا کہ اس مقرب سے ضرور ی ضروری دعائیں کرا کر اس پر آمین کہلوادی جائے تاکہ بات پکی ہوجائے پھر اس نے دعائیں شروع کردیں اور وہ آمین کہتا جاتا تھا۔ اب آگے پڑھئے
اتنے میں خیال آیا کہ یہ دعا بھی مانگ لوں کہ میری عمر ۹۵ سال ہوجائے میں نے دعا کی اس نے آمین نہ کہی میں نے وجہ پوچھی وہ خاموش رہا پھر میں نے سخت تکرار اور اصرار شروع کیا یہاں تک کہ اس سے ہاتھ پائی کرتا تھا بہت عرصہ کے بعد اس نے کہا اچھا دعا کرو میں آمین کہوں گا چنانچہ میں نے دعا کی کہ الہی میری عمر ۹۵ برس کی ہوجاوے اس نے آمین کہی۔ (البدر ۱۸ ستمبر ۱۹۰۳ ص ۴ ۲۷۴ تذکرہ ص ۵۰۷)
افسوس کہ مرزا غلام احمد کی عمر ۹۵ سال نہ ہوئی ورنہ اس مقرب کے ساتھ ساتھ اس کے بھی وارے نیارے ہوجاتے۔

سو مرزا طاہر بتائیں کہ مرزا غلام احمد جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینہ کے اندر مر گئے یا نہیں؟ اور اشتہار شائع کرنے کے سات ماہ بعد آنجہانی ہوئے یا نہیں؟ خدا نے اسکے دشمنوں کی بات پوری کی۔ اسکی عمر نہیں بڑھائی۔ اسے جھوٹا کیا۔ قادیانی عوام اگر ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر مرزا غلام احمد کا مذکورہ بیان دیکھیں تو انہیں مرزا غلام احمد کے جھوٹا میں ذرا بھی شک نہیں رہے گا۔ مرزا غلام احمد نے اپنی (اسی سال اور اسکے قریب والی) پیشگوئی کو نقل کرنے کے بعد یہ فیصلہ کن بات بھی لکھی ہے:

اب جس قدر میں نے بطور نمونہ کے پیش گوئیاں بیان کی ہیں درحقیقت میرے صدق یا کذب آزمانے کیلئے کافی ہیں (ازالہ اوہام حصہ دوم ۳۴۲)

مرزا غلام احمد کی اس تصریح کی رو سے دیکھیں تو کسی شخص کو یہ فیصلہ کرنے میں دشواری نہ ہوگی کہ مرزا غلام احمد کی یہ پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور وہ اپنی ہی تحریر کی رو سے جھوٹا ثابت ہوا۔ اب بھی اگر کوئی اسے جھوٹا نہ مانے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

خلاصہ بحث یہ کہ الہامی دعوی اور خدائی وحی اور بشارتوں کی روشنی میں مرزا صاحب کی عمر کم از کم ۷۴ سال اور زیادہ سے زیادہ ۸۶ سال ہونی چاہیئے تھی۔ مگر مرزا صاحب ۱۹۰۸ء کو بعمر ۶۸ یا ۶۹ سال آنجہانی ہوگئے اسلئے وہ سب پیشگوئیاں جو مرزا صاحب نے اپنی عمر کے بارے خدا کے نام سے کی تھی سب جھوٹی نکلی۔ اب مرزا صاحب کا کذاب ہونا کسی دلیل کا محتاج نہ رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۷)
پنڈت لیکھرام کی موت کی پیشگوئی
مرزا غلام احمد نے کہا پنڈت خرق عادت طور پر مرے گا۔ مگر وہ چھری سے مارا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا غلام احمد اور آریہ پنڈت لیکھرام کے درمیان معرکہ آرائی اور بدزبانی کے قصوں نے پورے ملک میں بہت شہرت پائی تھی۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو جی بھر کر برا بھلا کہتے تھے اور بدزبانیاں تو انکے دن رات کا معمول بن چکا تھا۔ پنڈت لیکھرام سے تو توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنی زبان پر قابو رکھے گا اور شریفانہ گفتگو اختیار کرے گا مگر مرزا غلام احمد جواب ترکی بہ ترکی دینے میں پنڈت سے کچھ کم نہ تھا۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو خدا کا ترجمان اور اسکا نبی کہتا ہے اسے اس قسم کی زبان استعمال کرتے ہوئے ذرا بھی حیاء نہیں آرہی ہے؟ مرزا صاحب نے آریہ قوم کے خلاف جو زبان استعمال کی ہے ہم اسے کسی دوسرے وقت بیان کریں گے سر دست انکی ایک تحریر دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب بدکلامی میں کس نیچی سطح تک گر چکے تھے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے سمجھنے والے سمجھ لیں (چشمہ معرفت ص ۱۰۹)

کیا یہ انداز کلام کسی مامور من اللہ کے مدعی کا ہو سکتا ہے؟ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب تہذیب و شرافت سے کس قدر دور تھے۔

مرزا غلام احمد اور پنڈت لیکھرام کے مابین زبانی اور تحریری مباحثے ہوتے جب اس سے کوئی بات نتیجہ خیز نہ ہوئی تو مرزا غلام احمد نے ایک دن پنڈت لیکھرام سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں تمہیں قضاء وقدر کا معاملہ بتا سکتا ہوں جو تمہارے ساتھ ہونے والا ہے پنڈت نے کہا بتادو۔ چنانچہ مرزا غلام احمد نے پنڈت لیکھرام کے بارے میں ایک پیشگوئی کر دی۔ اور کہا کہ

خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں...... مبتلا ہو جائے گا سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اسکی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کیلئے طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلہ میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱۔ ر۔خ جلد ۵)

مرزا غلام احمد کی اس تحریر کو پھر سے ایک مرتبہ بغور ملاحظہ کیجئے۔ مرزا صاحب نے پنڈت لیکھرام کی موت کی پیشگوئی کن الفاظ میں کی ہے؟ کہ پنڈت پر ایسا عذاب نازل ہوگا جو نرالا اور خارق عادت ہوگا یعنی ایسا عذاب جس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوگا اس عذاب کو دیکھتے ہی لوگ پکار اٹھیں گے کہ یہ خدائی پکڑ ہے اور یہ انسان کے بس سے باہر ہے۔ مرزا غلام احمد کے نزدیک خرق عادت کسے کہتے ہیں اسے بھی ملاحظہ کیجئے

جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت کہتے ہیں

(سرمہ چشم آریہ ص ۱۷)

مرزا صاحب نے ایک اور جگہ لکھا

خارق عادت اسی کو تو کہتے ہیں کہ جس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۶)

اس بات کو کچھ عرصہ گذرا تھا کہ پنڈت لیکھرام کو کسی نے چھری سے وار کر کے قتل کر دیا۔ مرزا غلام احمد کو جب یہ خبر پہونچی کہ پنڈت لیکھرام خرق عادت کے طور پر عذاب میں مبتلا نہیں ہوا بلکہ اسے کسی نے چھری سے قتل کر دیا ہے تو اسکی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتا اور پیشگوئی کے غلط ہونے کا اقرار کرتا جھٹ سے اپنی پیشگوئی میں یہ سوچ کر تحریف کر ڈالی کہ پرانے جھگڑے کسے یاد رہتے ہیں۔

آئینہ کمالات اسلام (۹۳۔۱۸۹۲ء) میں مرزا صاحب نے اپنی پیشگوئی درج کی ہے۔ مگر جب مرزا صاحب نے نزول المسیح (۱۹۰۲ء) لکھی تو اس میں پنڈت لیکھرام کی میت کی تصویر شائع کی اور اسکے حاشیہ میں اب یہ پیشگوئی اس طرح پیش کی:

میں نے اسکی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا (نزول المسیح ص ۵۵۳ ۔ ر ۔ خ ۔ ج ۱۸ ص ۵۵۳)

مرزا صاحب نے تریاق القلوب (۱۸۹۹ء) میں لکھا:

یہ پیشگوئی نہ ایک خارق عادت امر پر بلکہ کئی خارق عادت امور پر مشتمل تھی کیونکہ پیشگوئی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ لیکھرام جوانی کی حالت میں ہی مرے گا اور بذریعہ قتل کے مرے گا (تریاق القلوب ص ۲۷۵)

مرزا غلام احمد کا یہ جھوٹ بھی دیکھیں جو اس نے فروری ۱۹۰۳ء کو لکھا

خدا نے دنیا میں اشتہار دے دیا کہ لیکھرام بوجہ اپنی بدزبانیوں کے چھ برس تک کسی کے ہاتھ سے مارا جائے گا (نسیم دعوت ص ۱۰۴ ۔ ر ۔ خ ۔ ج ۱۹ ص ۴۶۴ ۔ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۹۵)

مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی (مطبوعہ ۱۹۰۷ء) میں لکھا یہ جھوٹ بھی ملاحظہ کریں

آئینہ کمالات اسلام میں جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام قتل کے ذریعہ سے چھ سال کے اندر اس دنیا سے کوچ کر جائے گا (حقیقۃ الوحی ص ۲۹۴ ۔ ر ۔ خ ۔ ج ۲۲ ص ۲۹۴)

آپ ہی فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام میں جو پیشگوئی نقل کی ہے کیا اس پیشگوئی کے الفاظ یہی ہیں جو انہوں نے نزول المسیح اور تریاق القلوب نسیم دعوت اور حقیقۃ الوحی نامی کتاوں اور اشتہار میں لکھے ہیں ۔ اگر الفاظ وہی ہوتے تو کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں لیکن کیا کیا جائے ۔ نہ الفاظ وہ ہیں اور نہ ہی پنڈت لیکھرام کی موت خرق عادت طور پر ہوئی ہے مگر افسوس کہ مرزا صاحب اتنی بڑی تحریف پر بھی ذرا نہیں شرمائے اور انہیں دن دھاڑے جھوٹ بولتے اور لکھتے ہوئے ذرا حیا نہیں آئی ۔ سچ ہے ۔......

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

چھری سے قتل ہونا تاریخ کا کوئی نرالا اور انوکھا واقعہ نہیں ہے عام طور سے اس قسم کے واقعات ہر جگہ ظہور میں آتے ہیں اسکو کسی نے بھی نرالا اور خرق عادت عذاب نہیں کہا ۔ اس میں انسانی ہاتھ کام کرتے ہیں اور جو ہاتھ اس میں ملوث ہوتے ہیں انکی گردنیں بھی پھر ناپی جاتی ہیں اور اس پر پھر پھانسیاں لگتی ہیں ۔ مرزا صاحب کی پیشگوئی کے الفاظ اس بات کے پوری طرح گواہ ہے کہ اس نے پنڈت کو ایسے عذاب میں مبتلا ہونے کی پیشگوئی کی تھی جو خرق عادت کے طور پر تھی لیکن یہ پیشگوئی ہرگز پوری نہ ہوئی اور مرزا صاحب اپنی اس پیشگوئی میں بھی غلط نکلے تو انہوں نے اپنی اس پیشگوئی کو صحیح ثابت کرنے کیلئے اپنے ہی الفاظ میں طرح طرح کی تحریف کی تاکہ انکی بات پوری ہو جائے ۔ مرزا صاحب نے ۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا تو اس میں یہ الفاظ لکھ دئے

لیکھرام کی موت کسی بیماری سے نہیں ہوگی بلکہ خدا کسی ایسے کو اس پر مسلط کرے گا جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہوگا (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۴۸)

مرزا صاحب نے جب جولائی اگست ۱۸۹۹ء میں تریاق القلوب لکھی تو اس میں یہ الفاظ شامل کردئے

یہ موت کسی معمولی بیماری سے نہیں ہوگی بلکہ ایک ضرور ہیبت ناک نشان کے ساتھ یعنی زخم کے ساتھ اسکا وقوعہ

ہوگا (تریاق القلوب ص ۲۶۰۔ ر۔ خ۔ ج ۱۵ ص ۳۸۸)
مرزا صاحب یہ بھی لکھتے ہیں:
آسمان پر یہ قرار پا چکا ہے کہ لیکھرام ایک دردناک عذاب کے ساتھ قتل کیا جائے گا (ایضاً ص ۲۶۷)
مرزا صاحب کو اپنے الفاظ میں بار بار تبدیلی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اسی لئے کہ انکی پیشگوئی غلط ہوگئی تھی اور اب وہ تحریف کر کے اپنی بات کو صحیح بنانا چاہتے تھے۔ اور پیشگوئی کو حالات کے مطابق ڈھالنا چاہتے تھے مگر افسوس کہ اس میں بھی وہ ناکام رہے اور ان کا جھوٹ کھل کر سامنے آ گیا۔
مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کے جھوٹا ہونے پر مرزا صاحب کے یہ الفاظ ہم انہی کی نذر کئے دیتے ہیں:
کسی انسان کا اپنی پیشگوئیوں میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے
(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱)
(نوٹ) پنڈت لیکھرام کو کس نے قتل کیا یہ معلوم نہ ہو سکا انگریزوں کا دور تھا وہی اس راز سے پردہ اٹھا سکتے ہیں تاہم مرزا صاحب کی تحریرات اس بارے میں کچھ کم دلچسپی سے خالی نہیں ہیں:
مرزا غلام احمد کا کہنا ہے کہ لیکھرام کو ایک فرشتے نے قتل کر دیا تھا۔ اور قتل سے پہلے فرشتے نے مرزا صاحب سے آ کر پوچھا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہوگا۔ مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں:
خونی فرشتہ جو میرے اوپر ظاہر ہوا اور اس نے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے (حقیقۃ الوحی ص ۳۰۱)
مرزا صاحب یہ بھی لکھ آئے ہیں
ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اسکو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ (ایضاً ص ۲۹۷)
ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت کا شخص ہے...... اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے۔
(تریاق القلوب ص ۲۶۶۔ ر۔ خ۔ ج ۱۵ ص ۳۹۴)
سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس خونی فرشتہ کو معلوم نہ تھا کہ اس وقت لیکھرام کہاں پر ہے؟ کیا خدا نے اسے نہیں بتایا تھا کہ لیکھرام فلاں جگہ پر ملے گا؟ آخر اس خونی کو مرزا صاحب سے پوچھنے کی ضرورت کیوں ہوئی۔ اس قسم کی باتیں وہی پوچھتے ہیں جنہیں اس خاص مقصد کیلئے تیار کیا جاتا ہے اور جب وہ وقت آتا ہے تو پھر وہ اسی کو آ کر پوچھتے ہیں جس نے انہیں اس کام کیلئے تیار کیا ہوتا ہے۔
حضرت ابراہیم کے پاس خدا کے فرشتے آئے اور پھر آپ سے رخصت ہو کر قوم لوط کی بستی الٹنے چلے گئے ان میں سے کسی نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نہیں پوچھا کہ قوم لوط کی بستی کس جانب ہے؟ کیوں؟ اسلئے کہ یہ انسان نہیں فرشتے تھے اور فرشتے اس قسم کے سوالات نہیں کیا کرتے ہاں انسان پوچھا کرتے ہیں۔
بدر کے میدان میں خدا کے ہزاروں فرشتے اترے اور بعض صحابہ کرام نے انہیں دیکھا بھی کہ وہ خدا کے

دشمنوں کا کام تمام کر رہے ہیں مگر آپ ہی بتائیں کیا انہوں نے حضورﷺ یا کسی صحابی سے پوچھا کہ فلاں فلاں خدا کا دشمن اس وقت کہاں ہے کہ میں اسکا کام تمام کروں۔؟

مگر مرزا صاحب کے پاس آنے والا فرشتہ اتنا جاہل تھا کہ نہ اسے خدا نے بتایا کہ لیکھرام کہاں ہے نہ خود اسے پتہ تھا اسے مرزا صاحب کے پاس آ کر پوچھنا پڑا کہ اس وقت لیکھرام کہاں ہوگا تاکہ میں جا کر اس کو قتل کردوں۔ بعض لوگ اس خونی فرشتے کا نام مٹھن لال بتاتے ہیں۔ مرزا صاحب کے اس فرشتے کا ذکر انکی مقدس کتاب تذکرہ کے ص ۵۵۶ پر ملتا ہے۔

پنڈت لیکھرام کے حامیوں کا کہنا تھا کہ یہ قتل مرزا غلام احمد قادیانی کے اشارے پر کیا گیا ہے انہوں نے اسکی رپورٹ بھی لکھوائی تاکہ اس پر کاروائی کی جائے۔ انگریزوں کا دور تھا اور یہ انکا خود کاشتہ پودا۔ حالات کی نزاکت کے پیش نظر مرزا صاحب کے گھر کی ۱۸ اپریل ۹۷ء کو تلاشی بھی لی گئی تھی۔ (دیکھئے مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۸۱) لیکن انگریزوں سے اس بات کی امید باندھنی کہ وہ اپنے خود کاشتہ پودا پر ہاتھ ڈالے سوائے نادانی کے اور کیا ہے؟

ہم اس وقت صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کو اپنے جس پیشگوئی کے پورا ہونے پر بڑا ناز تھا اور جسے وہ ہمیشہ اپنی سچائی کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے نہیں شرماتا وہ پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہوئی۔ نہ پنڈت ایسے عذاب کا شکار ہوا جسے خرق عادت سمجھا جائے اور نہ ایسی موت پائی جو سب سے نرالی اور انوکھی سمجھی جائے اسلئے مرزا صاحب کا اور خصوصا مرزا طاہر کا پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرنا کھلی ڈھٹائی ہے۔ اور ایک جھوٹ کو سچ بتانا قادیانیوں کا ہمیشہ کا طریق رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(۸)
مولوی عبدالکریم قادیانی کی صحت کی پیشگوئی
مرزا غلام احمد قادیانی کے امام کی صحت کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور وہ عبرتناک موت مرگیا

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی اما بعد :

مرزا غلام احمد کی دکان نبوت کو چمکانے میں جن لوگوں کا سب سے زیادہ ہاتھ رہا ہے ان میں سیالکوٹ کے مولوی عبدالکریم بھی ہیں۔ یہ ابتداء میں سرسید کے دلدادہ تھے (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۴۱) اور طبیعت نیچریت کی طرف مائل تھی (سلسلہ احمدیہ ص ۱۴۹ از مرزا بشیر احمد مطبوعہ قادیان) قادیانیوں کے ہاں یہ مرزا غلام احمد کے دائیں فرشتے سمجھے جاتے ہیں (الفضل ۴ جولائی ۱۹۲۴ء) مولوی عبدالکریم مرزا صاحب کے امام بھی رہ چکے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی تائید وحمایت میں انہوں نے کئی خطبے دیئے اور بیسیوں مضامین لکھ کر شائع کئے۔ اور ہر وقت اسلام کے متفق علیہ عقائد کو مذاق کا نشانہ بنانا انکا معمول بن چکا تھا جبکہ مرزا غلام احمد پر قرآن کی آیتیں چسپاں کرنا انکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بالآخر وہ اللہ تعالی کی گرفت میں آیا اور خدا نے اس پر ایسی

بیماری مسلط کی کہ مرزا صاحب کا یہ عاشق مرزا صاحب کو پکارتا رہ گیا لیکن مرزا صاحب کو اسکے قریب آنے کی ہمت نہ ہو سکی اور وہ بہانہ بنا کر اس سے دور بھاگتا رہا۔ مرزا غلام احمد کے قریبی دوست مولوی محمد علی اس کی عبرتناک مرض الموت اس طرح بتاتا ہے کہ:

۲۱ اگست ۱۹۰۵ء کو مولوی عبدالکریم کے گردن کے نیچے چھوٹی سی پھنسی نمودار ہوئی جو مرض کی ابتدا تھی پندرہ دن کے دن ۱۱۔ اکتوبر کو انتقال کر گئے اس لمبی مرض کے اثناء میں کئی دفعہ صحت کا رنگ آیا پھر مرض کا عود ہوا اور آخر ذات الجنب کے حملہ سے جس میں ۱۰۶ درجہ کا بخار ہو گیا جان سپرد خدا کی (الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

جب مولوی عبدالکریم بیمار ہوا اور بیماری حد سے بڑھنے لگی تو مرزا صاحب نے اپنے امام کی صحت کیلئے دعا کی اور سو گیا۔ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ انہیں خواب آیا کہ مولوی نورالدین ایک کپڑا اوڑھے رو رہے ہیں۔ پھر مرزا صاحب نے اس خواب کی تعبیر میں کہا

ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء)

پیش نظر رہے کہ یہ بات بطور رائے کے نہیں بطور وحی کے ہے کیونکہ مرزا صاحب کے بقول انبیاء کی رائے بھی وحی ہوتی ہیں (دیکھئے ریویو ج ۲ ص ۱۷)

پھر مرزا صاحب کو کئی خواب آتے رہے اور مرزا صاحب مولوی عبدالکریم کی صحت کی پیشگوئی کرتے رہے۔ جب قادیانی لوگ مولوی عبدالکریم کی بیماری پر پریشان ہوتے تو مرزا صاحب پیشگوئی سناتے کہ فکر کی بات نہیں ہے۔ خدا نے بتادیا ہے کہ مولوی صاحب کو صحت ہوگی۔ ایک مرتبہ مرزا صاحب نے یہ اعلان کیا کہ

آج تو اللہ تعالیٰ نے خود مولوی عبدالکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے اس رویا کو سن کر جب ڈاکٹر صاحب پٹی کھولنے گئے تو خدا کی قدرت کا عجیب تماشا کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ یہ کہ سارے زخم پر انگور آ گیا ہے۔ (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

اسی شمارے کے ص ۱۲ پر مولوی عبدالکریم کی صحت کے بارے میں متوحش الہامات لکھے ہیں اور پھر لکھا ہے کہ

قضاء وقدر تو ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحم سے رد بلاء کر دیا

یعنی مولوی عبدالکریم کے بارے میں موت کا فیصلہ ہو چکا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہوگا خدا نے رد بلاء کا یہ الہام ۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کو کیا یعنی اب بلا ٹل گئی ہے اور اسے صحت مل جائے گی مگر افسوس کہ خدا نے مرزا غلام احمد کو غلط اطلاع دی۔ مولوی عبدالکریم کو صحت ملنے کے بجائے بیماری بڑھتی گئی طاعون نے اسے چاروں طرف گھیر لیا تھا اسکا چین وسکون لٹ چکا تھا مرزا بشیر احمد کا کہنا ہے کہ ڈاکٹروں نے اسکا بدن چیر پھاڑ کر رکھدیا تھا اور وہ اسکے درد سے چیختا رہتا تھا (دیکھئے سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۷۱) مرزا غلام احمد نے اسکے لئے پورے قادیان کی برف جمع کی تھی تاکہ اسے کچھ سکون ملے لیکن وہ آگ میں جل رہا تھا۔ اس نے بارہا مرزا غلام احمد کو آواز دی کہ وہ اسے ایک مرتبہ آکر دیکھ جائے اور اسکی بیمار پرسی کرے لیکن مرزا غلام احمد کو اسکے قریب جانے کی ہمت نہ ہوئی اسے خوف تھا کہ کہیں یہ بیماری خود اس پر حملہ نہ کردے۔ مرزا غلام احمد سے جب بھی کوئی کہتا

کہ اپنے امام کی بیمار پرسی کیلئے ہو آئیں تو وہ جواب دیتا کہ مجھ میں اسے دیکھنے کی ہمت نہیں ہے۔ ڈیڑھ دو ماہ اسی چیخ و پکار میں گذرے لیکن ایک مرتبہ بھی مرزا غلام احمد اپنے امام کی بیمار پرسی کیلئے نہ آیا یہاں تک کہ اسے موت آ گئی اور مرزا غلام احمد نے دور دور سے اسکی آخری رسوم ادا کی۔
مرزا غلام احمد نے اپنے امام کی صحت کی پیشگوئی کی لیکن اسے صحت نہ ملی۔ جو قادیانی یہ کہتے نہیں تھکتے کہ مرزا غلام احمد نے اسکی موت کی خبر بھی تو دی تھی وہ یہ نہیں سوچتے کہ مرزا غلام احمد نے اپنے ان الہامات میں نہ کسی کی تعیین کی تھی اور نہ اسے یقینی بتایا تھا لیکن مولوی عبدالکریم کی صحت کی پیشگوئی کرتے وقت صراحت سے اسکا نام لیا تھا اسلئے یہ کہنا کہ مجہول الہامات کا مصداق مولوی عبدالکریم تھا جھوٹ ہے اور یہ سوائے مغالطہ کے اور کچھ نہیں ہے۔

(۹)

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ریل گاڑی چلنے کی پیشگوئی

اس پیشگوئی کے نتیجے میں شام اور مدینہ منورہ کے درمیان چلنے والی ریل گاڑی بھی بند ہوگئی

باسمہ تعالی۔
مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بہت لمبا فاصلہ ہے اور یہ اس دور میں جبکہ آج کی طرح سہولتیں نہ تھیں سفر خاصا مشکل تھا یہ اور اس قسم کے دوسرے حالات کے پیش نظر ترکی حکومت نے منصوبہ بنایا کہ حجاج کرام کی سہولت کیلئے ان دونوں مبارک شہروں کے درمیان ریل گاڑی چلائی جائے تاکہ حجاج مکہ اور مدینہ کے درمیان کا سفر آرام کے ساتھ طے کریں اس سلسلے میں ترکی حکومت نے مالی تعاون کیلئے بھی اپیل کی۔ مرزا غلام احمد کو کہیں سے اسکی خبر ہوگئی کہ ترکی حکومت کے منصوبے میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ حرمین شریفین کے درمیان ریل گاڑی چلائی جائے اور یہ کام عنقریب شروع ہونے والا ہے چنانچہ اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خدا کے نام پر یہ پیشگوئی جاری کردی کہ حرمین کے درمیان ریل جاری ہوگی اور اس نے قرآن وحدیث کی آیت و احادیث پڑھ پڑھ کر لوگوں کو بتلایا کہ یہ سب مسیح موعود کی نشانیاں ہیں جو میری تائید کیلئے ظہور میں آ رہی ہیں مرزا غلام احمد نے بزعم خود مولویوں کی بے عقلی کا رونا روتے ہوئے لکھا کہ
ان مولویوں کی سمجھ پر کچھ ایسے پتھر پڑ گئے ہیں کہ کسی نشان سے فائدہ نہیں اٹھاتے ...... ان مولویوں نے اس نشان کو بھی گاؤ خورد کردیا اور حدیث سے منہ پھیر لیا یہ بھی احادیث میں آیا تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ ترک کیے جائیں گے اور قرآن شریف میں بھی وارد تھا کہ **واذا العشار عطلت** اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہو رہی ہے پھر اس نشان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۔ ر۔ خ۔ جلد ۱۷ ص ۴۹)
اس میں مرزا غلام احمد نے اپنے مسیح موعود کا نشانی اس بات کو بھی قرار دیا کہ مکہ اور مدینہ میں ریل چلے گی۔ یہ

تو قرآن وحدیث کے نام پر تھا اب اس نے پیشگوئی کردی کہ اس ریل کا چلنا تین سال کے اندر ہوگا ۔قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد جو کہتا تھا اسکے پیچھے تائید الٰہی شامل ہوتی تھی ۔خود مرزا غلام احمد بھی اسی کا مدعی تھا اس نے لکھا کہ

روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی ہے (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ۔ر۔خ۔جلد ۵ ص ۹۳)

ظاہر ہے کہ حرمین کے درمیان ریل چلنے کی پیشگوئی میں روح القدس کی قدسیت کیسے علیحدہ رہ سکتی ہے ۔مرزا غلام احمد نے لکھا۔

منجملہ ان دلائل کے جو میرے مسیح موعود ہونے پر دلالت کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے وہ دو نشان ہیں جو دنیا کو کبھی نہیں بھولیں گے ایک وہ نشان جو آسمان میں ظاہر ہوا اور دوسرا وہ نشان جو زمین نے ظاہر کیا آسمان کا نشان کسوف وخسوف ہے ....(دوسرا نشان) یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل طیار ہونے سے پوری ہو جائے گی کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ آئے گی وہی مکہ معظمہ آئے گی اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائے گا چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بدؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچا کریں بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ بہت تھوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا میں اٹھ جائے گی اور یہ پیشگوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی ...... ذرا اس وقت کو سوچو کہ جب مکہ سے کئی لاکھ آدمی ریل کی سواری میں ایک ہیئت مجموعی میں مدینہ کی طرف جائے گا یا مدینہ سے مکہ کی طرف آئے گا ...... یا جب کوئی حاجی ریل پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف جاتا ہوا یہ حدیث پڑھے گا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور ان پر کوئی سوار نہ ہوگا تو سننے والے اس پیشگوئی کو سن کر کس قدر وجد میں آئیں گے (تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۰۔ر۔خ۔ جلد ۱۷ ص ۱۹۶)

کوئی قادیانی سربراہ یا انکی رعیت مرزا غلام احمد کے اس جھوٹ پر وجد میں آئے یا نہ آئے ہمیں اس سے غرض نہیں سوال صرف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی یہ پیشگوئی کہ تین سال کے اندر اندر حرمین شریفین کے درمیان ریل گاڑی چلے گی سچ ثابت ہوئی یا جھوٹ؟ قادیانی مناظر جلال الدین شمس کا کہنا ہے کہ تحفہ گولڑویہ کا زمانہ تالیف ۱۹۰۰ء ہے اس بیان کی رو سے ۱۹۰۳ء (اور اگر ۱۹۰۲ء تسلیم کیا جائے تو ۱۹۰۵ء تک) حرمین شریفین کے درمیان ریل گاڑی چل جانی چاہیئے تھی مگر افسوس کہ اس پیشگوئی کو تقریباً نوے سال ہونے جا رہے ہیں مگر وہاں ریل کا نام ونشان تک نہیں ہے ۔مقام عبرت تو یہ ہے کہ ترکی حکومت کے دور میں شام اور مدینہ منورہ کے درمیان کسی نہ کسی درجے میں جو ریل گاڑی چلا کرتی تھی وہ بھی بند ہو گئی اور مدینہ منورہ کا ویران اسٹیشن مرزا غلام احمد کی پیشگوئی کے جھوٹا ہونے کا کھلا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ سعودی عرب میں قادیانیوں کا داخلہ بند ہے تاہم وہ اگر کسی بھی مسلمان سے یہ پوچھنا چاہیں تو شوق سے پوچھیں کہ کیا حرمین شریفین کے

درمیان ریل کا سفر ہو رہا ہے اور کوئی حاجی ریل میں پھل فروٹ کھا کر مدینہ پہنچ رہا ہے؟ اگر اسکا جواب نفی میں ہے اور یقیناً ہے تو یہ بات قادیانیوں کو غور کیلئے کافی نہیں؟ آئندہ کسی دور میں اگر یہ سفر جاری بھی ہو جائے تو بھی اس سے مرزا غلام احمد کے جھوٹا ہونے پر کوئی فرق نہ پڑے گا۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ پچاس اور پانچ میں فرق نہ کرنے والے پھر بھی اس کو جھوٹا کہنے سے کترائیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔......

(۱۰)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کی موت کی قادیانی پیشگوئی

قدرت خدا کی کہ مرزا غلام احمد پہلے آنجہانی ہو گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اسلام کی خدمت کے عنوان سے اپنے آپ کو متعارف کرایا اور اسکے لئے لمبے چوڑے دعوے کئے تو بہت سے عوام وخواص اسکے دھوکے میں آ گئے اور انہوں نے اسے ایک مسلمان عالم کی حیثیت سے نہ صرف قبول کر لیا بلکہ اسکے لئے اپنا جان ومال بھی پیش کرنا شروع کر دیا تھا جنکے پاس رسائل واخبار تھے انہوں نے دل کھول کر مرزا غلام احمد کی توصیف وتعریف کی اور عوام کو اس سے وابستہ ہونے کی تلقین وتاکید کی انہی لوگوں میں پٹیالہ کے معروف شخص ڈاکٹر عبدالحکیم خان بھی تھے جو مرزا غلام احمد کے دھوکہ کا شکار ہو گئے اور اپنے رسالہ الذکر الحکیم میں مرزا غلام احمد کی تعریف وتوصیف میں عرصہ دراز تک لگے رہے اور لوگوں کو قائل کر کے مرزا غلام احمد کے حلقہ بیعت میں لانا اپنی سعادت سمجھا اور خود بھی انکے حلقہ میں آ شامل ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں

پہلے پہل جب میں نے الذکر الحکیم نمبر ا۔ ۱۸۹۱ء میں مرزا کی تائید میں لکھنا شروع کیا تو مجھے خواب میں یہ ارشادات ہوئے تھے قل الحمد للہ رب العالمین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان الہامات میں صاف ارشاد تھا کہ اس خدا کی حمد کر جو رب العالمین ہے اللہ کے سوائے کوئی اور معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے اور کسی شخص کی حمد کی ضرورت نہیں نہ کسی اور رسالت کی ضرورت ہے مرزا کی تائید میں لکھنا گویا کہ خدا کی حمد اور توحید اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت سے علیحدہ ہونا تھا مگر المسیح الدجال کے اندھیروں نے مجھے کچھ دیکھنے نہ دیا پھر جب مرزا کے بارے میں استخارہ کیا تو خواب میں ارشاد ہوا ولهم عذاب الیم بما کانوا یکذبون (پ البقرۃ) مگر مرزا پرستی کے نشہ میں میں نے یہ سمجھا کہ یہ مخالف علماء کی طرف اشارہ ہے حالانکہ اگر مخالفوں کی طرف اشارہ ہوتا تو یکذبون (ذال کی شد کے ساتھ) چاہئے تھا نہ کہ یکذبون تاہم چونکہ مرزا کی طرف سے تردد ہوا اور دل نے چاہا کہ مرزا کی تردید میں کچھ معلوم ہو تو پھر خواب میں معلوم ہوا ناقۃ اللہ وسقیھا میں نے اس آیت کو مرزا کے حق میں اچھے معنوں میں لیا اور یہ نہ سوچا کہ اول تو تمنا کی وجہ سے القائے شیطانی

ہے دوم اگر اسکو رحمانی مانا جائے تو اسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ مرزا انسانیت سے دور اور ایک حریص اونٹنی کے مشابہ ہے اسکا مشن محض یہی ہے کہ اسکو چندے دیتے رہو ایک خواب میں دیکھا کہ مرزا ایک لحیم شحیم جرنل کی صورت میں ایک تیز سوار گھوڑے پر سوار تیزی سے دوڑ رہا ہے اور میں ایک پیپل کے درخت کے نیچے کھڑا ہوں اسکی ظاہر التعبیر یہ ہے کہ پیپل کا درخت اسلام ہے مرزا کو اس سے کچھ تعلق نہیں اور چندوں سے موٹا تازہ ہو کر اپنے نفس کے رستہ پر سوار چلا جا رہا ہے تمام خوابات متذکرہ الذکر الحکیم نمبر ا میں درج ہیں جو ۱۸۹۱ء میں چھپا تھا (ص ۴۹)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ جب وہ مرزا غلام احمد کی تعریف میں کوئی بات لکھتے تو انہیں خواب میں کچھ اشارات ملتے تھے لیکن چونکہ مرزا غلام احمد کا نشہ ان پر سوار تھا اسلئے انہوں نے ان اشارات پر زیادہ توجہ نہ کی۔ حتی کہ پھر بات بڑی وضاحت کے ساتھ سامنے آتی گئی۔ اور انہیں یہ سمجھنے میں پھر کوئی دشواری نہ ہوئی کہ مرزا غلام احمد کا اسلام کی خدمت کا دعوی بے حقیقت ہے اور اصل مقصد دولت و شہرت حاصل کرنا اور لوگوں کو انگریز کے قدموں میں لانا ہے تو انہوں نے مرزا غلام احمد سے اپنا رشتہ منقطع کر دیا مرزا غلام احمد نے اس اندیشہ کے پیش نظر کہ کہیں سارے راز کھل نہ جائیں ڈاکٹر عبدالحکیم پر مختلف الزامات عائد کئے جس کا ڈاکٹر صاحب موصوف نے دلیری سے مقابلہ کیا اور اپنے رسائل میں اسکے جوابات دئے اور مرزا صاحب کی تردید میں مختلف رسائل تحریر کئے اور سابقہ زندگی کی تلافی کیلئے اپنے آپ کو مرزا صاحب کی مخالفت اور انکے عقائد کی تردید کیلئے وقف کر دیا۔

ڈاکٹر صاحب جب مرزا غلام احمد کے حلقہ بیعت میں آئے تو دیکھا کہ قادیانیوں کو توحید سے کوئی لگاؤ نہیں ہے تو انہوں نے توحید کے موضوع پر کچھ لیکچر دئے پھر کیا ہوا اسے ڈاکٹر صاحب سے سنئے۔ موصوف لکھتے ہیں:

جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جائے تب ان لوگوں کے دل جو آخرت کو نہیں مانتے گھبرا جاتے ہیں اور جونہی غیر خدا (مرزا وغیرہ) کا ذکر شروع ہو تو وہ ہشاش بشاش ہو جاتے ہیں یہی وجہ میری علیحدگی کی ہوئی جب میں نے شروع میں مرزائیوں کا بگڑا انداق دیکھا اور توحید و تمجید باری تعالی پر لیکچر دینے شروع کئے تو وہ بگڑے اور گھبرائے اور آخر کار فضل ایزدی سے مجھے اس مشرک جماعت سے نجات ملی (ص ۱۳)

مرزا غلام احمد نے تسلیم کیا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے اسکی بیعت کی تھی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا (چشمہ معرفت ص ۳۲۷) اور چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب مکار شیطان دجال شریر اور حرام خور رکھا ہی اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے۔۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ ص ۵۵۷)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا کہنا ہے کہ مرزا غلام احمد کا فتنہ دجالی فتنہ سے کچھ کم نہیں ہے اور انہوں نے یہ دعوی بھی کیا کہ یہ فتنہ انکے ہاتھ سے پاش پاش ہو کر رہے گا اور مرزا غلام احمد کا دجل و فریب کا پردہ چاک ہو کر رہے گا چنانچہ موصوف جب میدان مقابلہ میں نکل آئے تو مرزا غلام احمد کے کاروبار پر اچھا خاصا اثر پڑنے لگا اور مرزا

غلام احمد کے معتقدین ڈاکٹر صاحب کے گرد جمع ہونے لگے۔ مرزا غلام احمد نے جب اپنی کشتی ڈوبتی دیکھی تو ڈاکٹر صاحب پر الزام تراشی کا سلسلہ شروع کردیا اور انکے بارے میں یہ کہا گیا کہ ڈاکٹر صاحب نے نبوت کا دعوی کردیا ہے اسلیئے وہ مرتد اور واجب القتل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ مرزا صاحب اور انکی جماعت نے قادیانی اخبار ریویو آف ریلیجن کے دسمبر ۱۹۰۶ء کے شمارہ میں:

میری نسبت شائع کیا کہ ایک جھوٹا نبی پٹیالہ میں ظاہر ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے (ص ۱۲ و ص ۴۶)

مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر صاحب پر یہ الزام کس لئے عائد کیا؟ اس لئے کہ مرزا صاحب کے بارے میں کہی گئی باتیں قابل اعتبار نہ رہے اور عوام میں اسکو پذیرائی نہ مل سکے پہلے ہی کہہ دیا جائے کہ یہ تو مرتد ہے اور اسکا یہ عقیدہ ہے۔ آج بھی قادیانی علماء اسی طرح کے پراپیگنڈے کے ذریعہ قادیانی عوام کو حق بات کو قبول کرنے سے روکے ہوئے ہیں اور چھوٹتے ہی علماء اسلام کے بارے میں غلط پراپیگنڈہ کردیتے ہیں تاکہ کوئی قادیانی علماء اسلام کے پاس نہ جائے اور یوں وہ ہمیشہ مرزا غلام احمد کے خاندان کا غلام بنا رہے۔

جو قادیانی اپنے لیڈر کی یہ بات نہیں مانتے اور علماء اسلام سے مل کر اپنے سوالات اور اشکالات کا جواب حاصل کرتے ہیں تو آخر کار وہ حق کی راہ پالیتے ہیں۔ ہم قادیانی عوام سے درخواست کریں گے کہ وہ علماء اسلام سے ملیں انہیں وہاں اپنے اشکالات کا تسلی بخش جواب مل جائے گا پھر وہ خود فیصلہ کرسکیں گے کہ حق کا راستہ کدھر ہے اور کونسا راستہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے

ڈاکٹر صاحب نے مرزا غلام احمد کے اس الزام کی کھلی تردید کی اور بتایا کہ یہ سب مرزا غلام احمد کا اپنا اختراع اور اسکی جماعت کا جھوٹ ہے۔ مرزا غلام احمد جب اپنے اس حربے میں بھی ناکام ہوگیا تو پھر اس نے حسب معمول ڈاکٹر صاحب کی موت کی پیشگوئی کردی اور کہا کہ اسے خدا نے خبر دے دی ہے کہ وہ ہلاک کیا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

میری نسبت ۳۰ مئی ۱۹۰۶ء کو شائع کیا کہ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔۔ جس کے معنی الفاظ کے لحاظ سے فوری موت کے سوا، اور کچھ نہیں ہوسکتے (رسالہ مذکور ص ۲۴) مرزا غلام احمد نے ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو یہ پیشگوئی پھر شائع بھی کردی تھی (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۶۰)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مرزا صاحب کو اسی کی زبان میں اسکا جواب دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کا اپنا الہام لکھا:

مرزا مسرف ہے کذاب ہے اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا اور اسکی میعاد تین سال بتلائی گئی (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۹)

پھر ڈاکٹر صاحب نے یکم جولائی ۱۹۰۶ء کو مرزا غلام احمد کے بارے میں یہ الہام شائع کیا:

آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا (ایضاً ص ۵۳)

مرزا غلام احمد نے تسلیم کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنا یہ الہام شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ

صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

اس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے مرجائیں گے۔ اگر مرزا صاحب اس مدت میں فوت نہیں ہوئے تو ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی غلط ہوگی اور اگر مرزا صاحب اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے مرجاتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی درست ہوگی۔ مرزا غلام احمد کو جب اس بات کی خبر پہونچی تو اس نے کہا کہ دیکھنا کون پہلے مرتا ہے۔ مرزا صاحب نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور کہا کہ خدا نے اسے اردو میں بتایا ہے کہ تیری عمر بڑھے گی اور دشمن کی بات پوری نہ ہوگی (اردو میں شائد اس لئے یہ وحی آئی کہ بات بالکل صاف صاف رہے کوئی بات پیچیدہ نہ رہے) مرزا صاحب نے لکھا کہ

(خدا نے) آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

پھر مرزا غلام احمد نے اپنی آخری کتاب جو انکی موت سے صرف چند دن پہلے شائع ہوئی تھی اس میں مزید وضاحت کے ساتھ اسے پیش کیا اور کہا کہ خدا نے بتایا ہے کہ خدا کی نظر میں جو سچا ہے خدا اسکی مدد کرے گا میں چونکہ اسکا نبی ہوں اسلیئے میری مدد کی جائے گی اور ڈاکٹر صاحب ہلاک ہوکر عذاب میں مبتلا کیئے جائیں گے۔ یقین نہ آئے تو مرزا غلام احمد کی اپنی تحریر دیکھیں۔ اس نے لکھا:

کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہوکر ہلاک ہوئے اور انکا نام ونشان نہ رہا ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا جس کا نام عبدالحکیم خان ہے۔ اور وہ ڈاکٹر ہے ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعوی ہے کہ میں اسکی زندگی میں ہی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اسکی سچائی کیلئے ایک نشان ہوگا ...... مگر خدا نے اسکی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ (یعنی ڈاکٹر مذکور) خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا...... یہ بات سچ ہے کہ جو شخص خدا تعالی کی نظر میں صادق ہے خدا اسکی مدد کرے گا (چشمہ معرفت ص ۳۳۷۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۳۳۷)

مرزا غلام احمد نے اس میں تسلیم کیا ہے کہ خدا نے اسے بتایا ہے کہ ڈاکٹر صاحب پہلے مرے گا اور مرزا کی عمر بڑھے گی۔ یہ مرزا صاحب کی کسی کی موت کے بارے میں شاید آخری پیش گوئی ہے مگر افسوس کہ وہ بھی غلط نکلی اور خدا نے اسکی کوئی مدد نہ کی۔ ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کے مطابق مرزا غلام احمد کو اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے مرنا تھا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی۔ مرزا غلام احمد کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ہے۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب مرزا صاحب کی وفات کے بعد دس سال سے زاید عرصہ حیات رہے اور ۱۹۱۹ء میں انکی وفات ہوئی۔ اب آپ ہی بتائیں مرزا غلام احمد اپنی بات میں سچا ہوا یا جھوٹا۔ اسکے خدا نے اسکو جھوٹی خبر دی تھی یا سچی؟ خدا نے مرزا غلام احمد کی مدد کی یا اسکے دشمن کی بات پوری کی؟ مرزا غلام احمد اگر اپنی بات میں سچا ہوتا تو اسکی بات ضرور پوری ہوتی۔ اسکی بات کا پورا نہ ہونا اسکے کاذب ہونے کا کھلا نشان ہے۔ مرزا صاحب کا یہ بیان قابل عبرت ہے:

کیوں کر ممکن ہے کہ صادق کی پیشگوئی جھوٹی نکلے (تریاق القلوب ص ۳۳۰)

لاہور کے پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر نے اپنی کتاب تردید نبوت قادیانی میں مرزا صاحب کی کذب بیانیوں اور انکی جھوٹی پیشگوئیوں کی فہرست میں اس واقعہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے اسے بھی یہاں بطور ریکارڈ نقل کر دیا جائے۔ موصوف نمبر ۸ میں لکھتے ہیں ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے کہا

مرزا مسرف کذاب ہے اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہوگا۔ الہام ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء۔۔ ناظرین یہ الہام سچ نکلا کہ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو عبدالحکیم خان کی موجودگی میں فوت ہو گئے جب ایک جز الہام کی خدا نے سچی کر دی یعنی مرزا صاحب کو موت دی اور ڈاکٹر صاحب نہ مرا تو ثابت ہوا کہ عبدالحکیم جو مرزا صاحب کو کاذب کہتا تھا صادق ہے اور مرزا صاحب ضرور کاذب تھے اللہ تعالیٰ کے غالب ہاتھ نے فیصلہ سچے جھوٹے کا کیا حالانکہ مرزا صاحب نے بھی اپنا الہام شائع کیا تھا کہ میں صادق ہوں میرے سامنے عبدالحکیم فوت ہوگا مگر خدا نے اپنے فعل سے دنیا کو اطلاع دے دی کہ کاذب پہلے فوت ہوا یعنی مرزا صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے مقابلہ میں پہلے فوت ہو گئے لیکن انہوں نے معیار صداقت یہی رکھا تھا کہ اگر عبدالحکیم خان میرے مقابلہ میں زندہ رہا اور میں پہلے مرگیا تو کاذب ہوں گا پس اب مرزا صاحب کے کاذب ہونے میں انکا اپنا کلام ہی کافی ہے۔ (تردید نبوت قادیانی ص ۱۳۰ مطبوعہ کریمی پریس لاہور جنوری ۱۹۲۵ء بار دوم)

(نوٹ۔۔۔ راقم الحروف کے پاس پیر بخش صاحب کی یہ قیمتی کتاب محفوظ ہے اور ڈاکٹر صاحب کی کتاب کی کاپی بھی موجود ہے۔)

قادیانی سربراہ مرزا طاہر سے تو ہمیں کوئی توقع نہیں کہ وہ ان حقائق کو اپنے عوام کے سامنے لانے کی ہمت کریں گے تاہم قادیانی عوام کو چاہیئے کہ ان حقائق پر تھوڑی دیر غور کریں اور پھر انصاف سے بتائیں کہ مرزا غلام احمد کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینا کوئی عقلمندی ہے؟ اور کچھ دنیا پانے کی محبت میں ہمیشہ کیلئے آخرت کا سودا کر دینا بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے۔۔۔ فاعتبروا یا اولی الابصار:

(۱۱)

مرزا غلام احمد کی پسر موعود کی دی پیشگوئی

مرزا کیلئے رحمت کا وہ نشان جو مرزا کو بے نشان کر گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

مرزا غلام احمد قادیانی کی معروف پیشگوئیوں میں ایک پیش گوئی وہ ہے جسے خود اس نے رحمت کا نشان اور خدا کی قدرت کا عنوان قرار دیا تھا اس پیشگوئی کے اعلان کے بعد موافقین اور مخالفین سب کے سب اس پیشگوئی کی تکمیل یا اسکی تردید کے انتظار میں لگے ہوئے تھے۔ بعض قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کی اس پیشگوئی کو دور دور تک پہنچا دیا تھا اور اسکو مرزا غلام احمد کے صدق اور کذب کا عنوان بنا دیا تھا۔ یہ پیشگوئی مرزا غلام احمد نے

اپنے گھر پیدا ہونے والے نئے بچے کے بارے میں کی تھی۔
مرزا غلام احمد کی بیگم نصرت جہاں ان دنوں حمل سے تھی۔ مرزا غلام احمد نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو یہ اشتہار شائع کیا:
پہلی پیشگوئی بالہام اللہ تعالی واعلامہ عزوجل۔۔ خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر جو ہر چیز پر قادر ہے مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسکے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے...... سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور ایک پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی لڑکا تجھے ملے گا وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اسکا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اسکو مقدس روح دی گئی ہے وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے ...... وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے ...... وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ...... جسکا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا...... زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۰۲)
مرزا غلام احمد سے پوچھا گیا کہ یہ رحمتوں اور نشانوں والا لڑکا کب پیدا ہوگا؟ مرزا صاحب نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار واجب الاظہار کے نام سے لکھا اس میں لکھا:
ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ (ایضا ص ۱۱۷)
مرزا غلام احمد کے مذکورہ جواب پر اسکے اپنے بھی حیران تھے اور آپس میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے کہ آخر مرزا غلام احمد کو صاف صاف بات کرنے کی جرات کیوں نہیں ہو رہی ہے۔ مرزا صاحب کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ فورا مراقب ہوگئے۔ اور پھر انہوں نے اشتہار صداقت آثار کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا:
خاکسار کے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کیلئے بیان کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے اسکے جواب میں یہ واضح ہو کہ ...... بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کیلئے جناب الہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا اس سے ظاہر ہے کہ ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اسکے قریب حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جواب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا اور پھر اسکے بعد یہ الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔۔ (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۱۷)
مرزا غلام احمد کے اس اشتہار سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی حاملہ بیوی سے ہونے والے بچے کے بارے میں کی تھی مرزا غلام احمد کے ان الفاظ پر پھر غور کریں

ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا

کیا یہ الفاظ نہیں بتاتے کہ مرزا غلام احمد کی اس پیشگوئی میں کیا مراد ہے؟ جوں جوں ولادت کے دن نزدیک آرہے تھے قادیانی عوام کی خوشی میں اضافہ ہو رہا تھا اور وہ اس خیال میں مگن تھے کہ اب پریشانیاں ختم ہونگی اور رحمتوں کے دن آئیں گے۔ مگر ہوا کیا؟ مئی ۱۸۸۶ء میں مرزا غلام احمد کی بیوی نے بچہ جنا۔ گھر سے مبارک مبارک کی آواز آنے لگی۔ مرزا غلام احمد کی باچھیں خوشی کے مارے کھل پڑیں۔ قریب تھا کہ وہ پسر موعود کے تولد کا اعلان کرتا کہ گھر سے آواز آئی کہ لڑکی ہوئی ہے؟ بچی ہوئی ہے مبارک ہو۔ جونہی یہ آواز مرزا غلام احمد کے کان سے ٹکرائی ساری خوشی غم سے بدل گئی اور لینے کے دینے پڑ گئے۔ مرزا صاحب کا اس وقت کا حال کچھ اس سے مختلف نہیں تھا جو حال قرآن کریم نے مشرکین مکہ کا بیان کیا ہے کہ انکا منہ سیاہ ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب ان کے گھر لڑکی پیدا ہوتی ہے:

ظل وجهه مسودا وهو كظيم ۔ يتوارى من القوم من سوء مابشر ايمسكه على هون ام يدسه فى التراب (پ۱۴ النحل ۵۸۔۵۹)

(ترجمہ) اس کا منہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ (دل میں) میں گھٹتا رہتا ہے اس بری خبر پر لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے اسے (اس بچی کو) رہنے دے ذلت قبول کر کے یا اسکو گاڑ دے مٹی میں۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ مرزا صاحب کے ہاں لڑکی ہوئی ہے سب مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کے غلط ہونے کا اقرار کرتے اور کہتے کہ اس سے زیادہ جھوٹا اور کون ہوگا جو خدا کے نام پر اس قسم کی جھوٹی باتیں گھڑتا ہے۔ مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کے جھوٹا ہونے پر ایک عام آدمی کا کیا تاثر تھا اسے دیکھئے۔ ریلوے لاہور کے دفتر اگیزامیز کے ایک عام ملازم نے ۱۳ جون ۱۸۸۶ء کو مرزا غلام احمد کو خط لکھا کہ:

تمہاری پیشگوئی جھوٹی نکلی اور دختر پیدا ہوئی اور تم حقیقت میں بڑے فریبی اور مکار اور دروغ گو آدمی ہو۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۲۵)

مرزا غلام احمد نے اسکا جواب یکم ستمبر ۸۶ء کو دیا کہ

بھلا اس بزرگ سے کوئی پوچھے کہ وہ فقرہ یا لفظ کہاں ہے جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ لڑکا اسی حمل میں پیدا ہوگا اس سے ہرگز تخلف نہیں کرے گا (ایضا)

مرزا غلام احمد نے پیشگوئی کے الفاظ (ایک لڑکا بہت۔ الخ) کی یہ تاویل کی کہ یہ فقرہ ذو الوجوہ ہے اسلئے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ بات اسی حمل سے متعلق تھی اب جو لوگ اس سے یہ معنی لیتے ہیں وہ بے ایمان اور بددیانت ہیں (ایضا)

اب آپ ہی اندازہ کریں کہ مرزا غلام احمد کس طرح الفاظ سے کھیلتا تھا۔ اگر لڑکا پیدا ہو جاتا تو یہی الفاظ قطعی اور یقینی تھے اور ساری رحمت و برکت کا یہ نشان سمجھا جاتا مگر چونکہ لڑکی پیدا ہوئی اسلئے اب جو لوگ اس فقرے سے یہی پیدائش مراد لیتے ہیں وہ بے ایمان اور بددیانت ہو گئے۔

مرزا غلام احمد نے اپنے الہام کو تاویل کے پردے میں چھپا دیا اور قادیان کے نادان مرزا غلام احمد کی اس

تاویل کوخدائی بات سمجھ کر چپ ہو گئے۔اور مرزا غلام احمد کی بیوی کے پھر سے حاملہ ہونے کے منتظر ہوئے۔۔
مرزا صاحب کی بیوی پھر سے حاملہ ہوئی۔اور قادیان کے نادان پھر خوشی کے دن کا انتظار کرنے لگ گئے۔۔
۷ اگست ۱۸۸۷ء کو مرزا غلام احمد کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی۔اور پھر ایک مرتبہ مبارک مبارک کی صدائیں گونجنے لگی۔ مرزا غلام احمد کی خوشی اپنی انتہا کو پہنچ گئی کہ اسکی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔مرزا غلام احمد نے اسی وقت ایک اشتہار لکھا اور اسے شائع کر کے قادیان کے گھروں میں پہنچایا۔مرزا غلام احمد نے اس اشتہار کا نام خوشخبری رکھا۔اس نے لکھا

اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالی سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اسکے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا آج سولہ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا فالحمد للہ علی ذلک۔۔(مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۴۱)

مرزا غلام احمد نے اس اشتہار میں اس کا اعتراف کیا ہے کہ خدا تعالی نے اسے جس بچے کی بشارت دی تھی اور جس کو رحمت کا نشان اور قدرت کا عنوان کہا گیا تھا جس کے صاحب عظمت اور صاحب شکوہ ہونے کے قصیدے پڑھے گئے تھے جس کے بارے میں زمین کے کناروں تک شہرت پانے اور اس سے قوموں کے برکتیں حاصل کرنے کے گن گائے گئے تھے وہ یہی فرزند ارجمند تھا جو ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا۔اس لحاظ سے مرزا صاحب اپنی پیشگوئی کے پورا ہونے کے مدعی تھے۔مرزا صاحب کے مخالفین اور پڑھے لکھے حضرات تو پہلے حمل کا نتیجہ دیکھ کر ہی اصل حقیقت جان گئے تھے لیکن قادیان کے نادان عوام مرزا غلام احمد کی ابھی تک اپنی پیش گوئی میں سچا جان رہے تھے اور اس فرزند ارجمند کی کامیابی اور شان وشوکت کے خواب ابھی سے دیکھ رہے تھے۔لیکن ...... ہاں ...... لیکن مرزا غلام احمد کا یہی فرزند ارجمند مرزا صاحب کو بے نشان کر گیا اور ایک ایسی مصیبت میں ڈال گیا کہ اسکے ازالہ کی اب کوئی صورت بھی باقی نہیں رہی۔ مرزا صاحب کا یہ بیٹا ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو سولہ مہینے کی عمر پا کر فوت ہو گیا اور وہ ساری رحمتیں اور برکتیں جو اپنے ساتھ لے کر آیا تھا واپس اپنے ساتھ لے گیا اور مرزا صاحب سب کے سامنے رسوا ہوئے۔اس دن مرزا غلام احمد کی کیا کیفیت تھی اسے دیکھیے۔اس نے اپنے معتمد خصوصی حکیم نورالدین کو لکھا۔

میرا لڑکا بشیر احمد تئیس روز بیمار رہ کر آج بقضائے رب انتقال کر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہونگی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہونگے اسکا اندازہ نہیں ہوسکتا۔(مکتوبات احمدیہ ج ۵ ن ۲ ص ۱۲۸)

اب آپ ہی بتائیں کیا مرزا غلام احمد کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی ؟ اگر پہلے حمل میں لڑکے کی ولادت ہوتی تو پیشگوئی وہاں چسپاں کر دی جاتی۔لڑکی کی پیدائش نے مرزا صاحب کا معاملہ بگاڑ دیا۔۱۸۸۷ء میں ہونے والا بیٹا اگر زندہ رہتا اور عمر پاتا تو ساری پیشگوئی کا مصداق وہ بن جاتا مگر افسوس کہ وہ بھی سولہ مہینے کے بعد

فوت ہوگیا۔ جو قادیانی یہ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی پیشگوئی کا مصداق یہ لڑکا نہ تھا وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ ہم بتا چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اسکی پیدائش پر خوشخبری کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا اور اسے ہی اپنی پیشگوئیوں کا مصداق بتایا تھا۔ اور اسکے انتقال پر موافقین ومخالفین پر پڑنے والے اثرات بھی اسی سے متعلق کیئے تھے۔ حکیم نورالدین نے مرزا غلام احمد کے خط کا جو جواب دیا اسے دیکھیں اس میں بھی ہماری بات کی تائید موجود ہے۔ مرزا بشیرالدین محمود کہتا ہے:

مولوی (حکیم نورالدین) صاحب نے لکھا کہ اگر اس وقت میرا اپنا بیٹا مرجاتا تو میں کچھ پروانہ کرتا مگر بشیر اول فوت نہ ہوتا اور لوگ اس ابتلا سے بچ رہتے ۔۔۔۔ میاں محمد خان نے لکھا اگر میرا ہزار بیٹا ہوتا اور وہ میرے سامنے قتل کردیا جاتا تو مجھے اسکا افسوس نہ ہوتا ہاں بشیر کی وفات سے لوگوں کو ابتلا نہ آتا (الفضل قادیان ۳۰ اگست ۱۹۲۰ء)

مرزا غلام احمد کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے تسلیم کیا کہ اس واقعہ سے مرزا غلام احمد بہت بدنام ہوا اور کئی لوگ اسے چھوڑ گئے۔ اس نے لکھا کہ

اس واقعہ پر ملک میں ایک سخت شور اٹھا اور کئی خوش اعتقادوں کو ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے حضرت صاحب نے لوگوں کو سنبھالنے کیلئے اشتہاروں اور خطوط کی بھرمار کردی اور لوگوں کو سمجھایا کہ میں نے کبھی یہ یقین ظاہر نہیں کیا کہ یہی وہ لڑکا ہے...... میرا یہ خیال تھا کہ شاید یہی وہ موعود لڑکا ہے (سیرۃ المہدیٔ حصہ اص ۸۷)

مرزا غلام احمد کا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ اس نے یقینی طور پر یہ بات نہیں کہی تھی اسکے اشتہارات پر پھر یک مرتبہ نظر ڈالئے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کا مصداق یہی لڑکا تھا۔ اب مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ میری مراد یہ نہیں تھا محض اسلیئے تھا کہ انکے مرید ایک ایک کرکے رخصت ہورہے تھے اور چندوں میں ڈھرا ڈھر کمی آرہی تھی۔ مرزا صاحب نہیں چاہتے تھے کہ چندوں کا سلسلہ رک جائے۔ چنانچہ انہوں نے جھوٹ پر جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ حالانکہ خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ:

یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں (سبز اشتہار ص ۲۱ حاشیہ۔ ر۔ خ۔ ج ۲ ص ۴۷۶)

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر مرزا صاحب کے نزدیک یہ لڑکا مراد نہ تھا تو پھر وہ سولہ مہینہ تک اسکا چرچا کیوں کرتے رہے۔ مرزا صاحب کو انکے خدا نے بھی نہیں بتایا کہ یہ لڑکا سولہ مہینہ میں فوت ہوجائے گا اسلئے یہ اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہے۔ اگر مرزا صاحب کو خدا کا یہ پیغام مل جاتا تو انہیں ذلت کے یہ دن دیکھنے نہ پڑتے اور چندے کی آمدنی میں فرق نہ آتا۔

لطیفہ:

پسر موعود کی پیشگوئی کے سلسلے میں یہ لطیفہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی پیشگوئی میں یہ بھی لکھا تھا کہ

وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ

اس پیشگوئی کے تیرہ برس بعد ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو مرزا صاحب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ مرزا غلام احمد نے اب اس بچے کو اپنی پیش گوئی کا مصداق قرار دے دیا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

میرا چوتھا لڑکا جسکا نام مبارک احمد ہے اسکی نسبت پیش گوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی ...... سو خدا نے میری تصدیق اور تمام مخالفین کی تکذیب کیلئے اسی پسر چہارم کی پیش گوئی کو ۱۴ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴ صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چہار شنبہ پورا کر دیا (تریاق القلوب ص ۴۳۔ ر۔ خ۔ ج ۱۵ ص ۲۲۱)

قادیانی جماعت لاہور کے مناظر اختر حسین گیلانی بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں۔

آپ (مرزا صاحب) کے نزدیک وہ بچہ جسے آپ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کا مصداق سمجھتے تھے مبارک ہی تھا (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳)

کیا یہ غلط بیانی اور جھوٹ کی انتہا نہیں۔ پہلے کہا کہ مدت قریب میں ہوگا جو نہ ہوا اسکے بجائے لڑکی ہوئی (۲) پھر کہا کہ نو برس تک ضرور ہوگا۔ اب یہ پورے تیرہ برس ہو رہے ہیں مرزا صاحب کے نزدیک جس طرح بارہ اور پچاس میں کوئی فرق نہیں اسی طرح شاید نو اور تیرہ میں بھی کوئی فرق نہیں ہے (۳) پھر جب لڑکے کی ولادت ہوئی تو کہا کہ یہی مراد ہے مگر وہ بھی ۱۶ ماہ میں فوت ہوگیا۔ مگر پھر بھی مرزا صاحب جھوٹ سے باز نہیں آئے۔ (۴) پیشگوئی میں درج تھا کہ دوشنبہ مبارک۔ مگر یہ صاحبزادہ چہار شنبہ کو پیدا ہوا۔ پھر جب مرزا صاحب کو دوشنبہ کا لفظ یاد آیا تو انہوں نے اسکا عقیقہ دوشنبہ کے دن کر دیا۔ اور کہا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

لڑکے کا عقیقہ پیر کے دن ہوا تا وہ پیشگوئی پوری ہو کہ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ (تریاق القلوب ص ۱۸)

اب یہ بات قادیانیوں کے سوچنے کی ہے کہ نو برس کے بجائے تیرہ برس اور دوشنبہ کے بجائے چہار شنبہ کے دن پیدا ہونے والا بچہ کس طرح پیشگوئی کا مصداق بن گیا؟

پھر ایک اور لطیفہ بھی ملاحظہ کریں مرزا صاحب اپنے اس حیرت انگیز بچے کے بارے میں لکھتے ہیں

اس لڑکے نے پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے...... یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں لیکن اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر بعد اسکے جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا (تریاق القلوب ص ۴۱۔ ر۔ خ۔ ج ۱۵ ص ۲۱۷)

قادیانیوں میں اگر کوئی پڑھا لکھا آدمی موجود ہے تو وہ ہمیں صرف یہ بتائے کہ کیا مبارک احمد اپنی ولادت سے دو سال اور ساڑھے چار مہینے پہلے اپنی ماں کے پیٹ میں تھا؟ اگر وہ اس وقت اپنی ماں کے پیٹ میں نہیں تھا تو اس نے اتنا عرصہ قبل اپنی ماں کے پیٹ سے دو مرتبہ کیسے باتیں کرلیں؟ دو سال اور ساڑھے چار ماہ ماں کے پیٹ میں رہنا اور وہاں سے دو مرتبہ باتیں کرنا واقعی ایک لطیفہ سے کم نہیں ہے۔ یہ تو مانا کہ کہنے والا دیوانہ ہے مگر سننے والے اس قدر دیوانے کو خدا کا نبی مانیں گے یہ آپ خود دیکھ لیں پھر اس پر مرزا غلام احمد کا یہ کہنا کہ جو شخص میری کتابوں کی تصدیق نہ کرے وہ حرامزادہ ہے کیا کھلی گالی نہیں؟

مرزا غلام احمد کی یہ بات کسی درجے میں بھی قابل تسلیم ہوتی اگر یہ لڑکا (مبارک احمد) بھی صاحب جلال

وصاحب شکوہ ہوتا اور قومیں اس سے برکت حاصل کرنے کیلئے دوڑی دوڑی آتیں۔مرزا غلام احمد تو اسی یقین پر تھا کہ یہ لڑکا بڑی عمر پائے گا اسی یقین کا نتیجہ تھا کہ مرزا صاحب نے مبارک احمد کا رشتہ بچپن میں ہی ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ قادیانی کی بچی مریم کے ساتھ طے کردیا تھا(قادیانی اخبار بدر ص ۴ج ۶ن ۳۶ ۔۵ ستمبر ۱۹۰۷ء)
افسوس کہ مرزا صاحب کا یہ لڑکا بھی انکی رسوائی کا باعث بنا۔رحمت کا نشان نہ بن سکا
مبارک احمد جب آٹھ سال کی عمر کو پہونچا تو اسے سخت بخار ہوا بچے کی بیماری دن بدن بڑھتی گئی۔بچے کی اس حالت پر مرزا صاحب کو وحی آئی کہ فکر نہ کریں بچے کو صحت وشفا مل جائے گی یہ خدا کا پیام ہے۔مرزا غلام احمد نے اپنی اس وحی کو اخبار بدر قادیان کی ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں شائع کیا۔آپ بھی ملاحظہ کریں
۲۷ اگست ۱۹۰۷۔۔صاحب زادہ میاں مبارک احمد صاحب جو تپ سے سخت بیمار ہیں اور بعض دفعہ بے ہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابھی تک بیمار ہیں انکی نسبت آج الہام ہوا' قبول ہوگئی نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔یعنی یہ دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالی میاں صاحب موصوف کو شفا دے یہ پختہ طور پر یاد نہیں رہا کہ کس دن بخار شروع ہوا تھا لیکن خدا تعالی نے اپنے فضل وکرم سے میاں (مبارک) کی صحت کی بشارت دی
(تذکرہ ص ۲۲۸ طبع سوم)
مرزا صاحب کے خدا نے مرزا صاحب کو بچے کی صحت کی بشارت دے دی۔تھی اور کیوں نہ دیتا یہی بچہ تو مرزا صاحب کے بقول انکی پیشگوئی کا مصداق تھا اور اسی کے ہاتھوں مرزا صاحب کی ۲۰ سال پہلے والی پیشگوئی پوری ہونی تھی۔لیکن مسئلہ یہ تھا کہ مبارک احمد صحت پانے کے بجائے موت کے قریب ہو رہا تھا۔مرزا بشیر الدین محمود اپنے کم سن بھائی کے آخری لحات کے بیان میں کہتا ہے۔
جب مبارک احمد بیمار ہوا تو دوائی وغیرہ میں ہی پلایا کرتا تھا میں نے دیکھا کہ آخری وقت میں حضرت مولوی (حکیم نور الدین) صاحب جو بڑے حوصلہ اور قوی دل کے انسان تھے......وہ بھی گھبرا گئے انہوں نے نبض پر ہاتھ رکھا تو چھوٹ چکی تھی انہوں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا حضوری کستوری لایئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) چابی لے کر قفل کھول ہی رہے تھے کہ مبارک احمد فوت ہوگیا یہ دیکھ کر حضرت مولوی صاحب یکدم گر گئے میں نے دیکھا وہ سخت گھبراہٹ میں تھے (الفضل قادیان ج ۲۰ن ۴۷۔مورخہ ۱۱۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء)
مرزا غلام احمد نے جسکی صحت کی بشارت دی تھی وہ اب اللہ کو پیارا ہو چکا تھا۔اور انکی ہر ہر پیشگوئی غلط اور جھوٹی ثابت ہو رہی تھی مگر پھر بھی اسے توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس قسم کی جھوٹی باتوں سے توبہ کرلے۔مرزا صاحب کی پسر موعود کی پیشگوئی کی بار بار ناکامی کو خود جماعت کے ایک اچھے خاصے طبقے نے محسوس کیا۔قادیانیوں کی لاہوری جماعت کے آرگن نے مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر جو تبصرہ کیا ہے ہم اسے الفضل ماشھدت به اعدائهم کے طور پر نقل کرتے ہیں:
حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے مصلح موعود کی پیشگوئی کو پہلے بشیر اول پر لگایا مگر واقعات نے اس کو غلط ثابت کردیا کیونکہ وہ بچہ فوت ہوگیا پھر حضور نے اس پیشگوئی کو مبارک احمد پر لگایا اور بار بار مختلف کتابوں میں آپ نے اسکو صریح لفظوں میں لکھ کر شائع فرمایا مگر واقعات نے اسکو بھی غلط ثابت کردیا کیونکہ وہ بھی فوت

ہوگیا۔۔(اخبار پیغام صلح ج ۲۴ ن ۵۶ ۔۔مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء)
مرزا غلام احمد کو پھر بھی شرم نہ آئی اسکی بے شرمی کی انتہا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے پھر اعلان کیا کہ اسے خدا نے پھر ایک بچہ کی بشارت دی ہے۔مرزا صاحب ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو اپنی یہ وحی شائع کی۔
خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالی نے یہ الہام کیا انا نبشرك بغلام حليم ينزل منزل المبارك یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اسکا قائم مقام اور اسکا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو اسلئے اس نے بہ مجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا کہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔۔(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۷)
مرزا صاحب پر آئی وحی کا حاصل یہ ہے کہ خدا تمہیں ایک لڑکا دے گا تا کہ تمہارے دشمن خوش نہ ہو سکیں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب کے ہاں اسکے بعد کوئی لڑکا ہوا؟؟ نہیں۔قادیانی جماعت لاہور کے مناظر اختر حسین گیلانی کا اعتراف ملاحظہ ہو۔موصوف لکھتے ہیں

یہ بیٹا حضرت کی وفات تک پیدا نہ ہوا(مباحثہ راولپنڈی ص ۴۴)

لڑکا کیا ہوتا۔خود مرزا صاحب ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گئے اور اس طرح قادیانیوں کی پیشانی پر ایک اور ذلت کا داغ لگا۔
سو مرزا غلام احمد کی پسر موعود کی یہ پیشگوئی جس میں اس نے رحمت کا نشان پانے کا اعلان کیا تھا اسکی قسمت میں رحمت کے بجائے سامان لعنت بن گئی۔مرزا صاحب نے اپنے اس ایک جھوٹ کو قائم رکھنے کیلئے اور کئی جھوٹ بولے جس کو انکے اپنے لوگوں لوگوں نے بھی محسوس کیا اور اسکا ساتھ دینے سے معذرت کر لی۔قادیانیوں کو چاہئیے کہ وہ مرزا غلام احمد کی ان پیشگوئیوں کو سامنے رکھیں تو مرزا غلام احمد کا جھوٹ ان پر کھل جائے گا اور انہیں پتہ چل جائے گا کہ وہ کس قدر جھوٹا تھا۔یقین نہ آئے تو مرزا صاحب کو اپنے ہی آئینہ میں دیکھیں۔خود اس نے یہ اعلان کیا ہے
جو شخص تحدی کے طور پر...... پیشگوئی اپنے دعوی کی تائید میں شائع کرتا ہے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی غیرت کا ضرور یہ تقاضا ہونا چاہئیے کہ ابدا ایسی مرادوں سے اسکو محروم رکھے (ضمیمہ تریاق القلوب ن ۲ ص ۹۰)
مرزا غلام احمد جھوٹا تھا خدا کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے مرزا صاحب کو اس کی ایک ایک بات میں جھوٹا کر دکھایا۔ کاش کہ قادیانی عوام اسے عبرت حاصل کریں اور حق کی طرف لوٹ آئیں تو یہ اپنا ہی بھلا کریں گے۔؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

مرزا غلام احمد کو ایک بیوہ عورت ملنے کی پیشگوئی

جو اس کے نصیب میں کبھی نہ آسکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم :

اسلام نے چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔لیکن اس میں کوئی قید نہیں لگائی کہ یہ شادی کنواری عورت سے ہو یا بیوہ سے؟ ایک مسلمان کو اسکی آزادی دی گئی ہے کہ وہ اپنے لئے باکرہ یا بیوہ میں سے جس سے چاہے نکاح کرے۔مرزا غلام احمد کو شادی کا بہت شوق تھا بیوی کے ہوتے ہوئے اسکی نظر خاندان کی ایک بچی محمدی بیگم پر پڑی تو اسکے پیچھے پڑ گیا اور کہا کہ یہ اسکی آسمانی بیوی ہے کہ خدا نے اسکا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا دیا ہے۔جب اس لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی گئی تو مرزا صاحب نے اسکے بیوہ ہونے کی پیشگوئی کی اور قادیانیوں کو تسلی دی کہ فکر نہ کرو وہ بہت جلد بیوہ ہو کر میری خدمت مین پیش کر دی جائے گی۔آسمان وزمین ٹل جائیں گے مگر خدا کی بات پوری ہو کر رہے گی۔

ایک مرتبہ مرزا غلام احمد کسی تقریب سے واپس آرہا تھا قریب معروف غیر مقلد عالم مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا گھر تھا مرزا صاحب ان سے ملنے کیلئے انکے گھر چلے گئے۔باتوں باتوں میں مولانا مرحوم نے پوچھا کہ

آج کل کوئی الہام آپ کو ہوا ہے؟ میں نے (مرزا صاحب نے) اسکو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا ہوں اور وہ یہ ہے کہ

بکر وثیب جس کے یہ معنی انکے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالی کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ چنانچہ یہ الہام جو بکر (کنواری) کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالی چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے (تریاق القلوب ص ۳۴ ر۔خ۔ج ۱۵ ص ۲۰۱)

مرزا غلام احمد کا خیال تھا کہ شاید محمدی بیگم کا شوہر فوت ہو جائے تو محمدی بیگم اسکے نکاح میں آجائے گی پھر لوگوں کو بتایا جائے گا کہ مرزا صاحب کو بیوہ عورت کے ملنے کی یہ بشارت پوری ہوگئی۔مگر افسوس کہ نہ محمدی بیگم کا شوہر فوت ہوا نہ محترمہ بیوہ ہوئی اور نہ ہی کسی اور بیوہ خاتون کو مرزا صاحب کی بیوی بننے کا شرف حاصل ہوا۔مرزا صاحب بیوہ کا انتظار کرتے کرتے قادیان کے قبرستان میں پہنچا دیئے گئے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ مرزا صاحب کو اسکے خدا نے کیا یہ غلط بات نہیں بتائی کہ اسے ایک بیوہ عورت ملے گی؟ اگر یہ بات واقعی خدا نے بتائی تھی تو خدا کی یہ بات غلط نکلی۔اور اگر یہ مرزا صاحب کا خدا پر افتراء تھا اور یقیناً تھا تو پھر ایک مفتری کے پیچھے چلنا کیا کسی عقلمند اور شریف آدمی کا کام ہو سکتا ہے؟

قادیانی علماء نے مرزا غلام احمد کی اس غلط بات سے عبرت حاصل کرنے کے بجائے اسکی غلط تاویلیں کیں

تا کہ قادیانی شہزادوں کے عیش وعشرت میں کوئی فرق نہ آئے۔ قادیانیوں نے مرزا صاحب کے اس ناکام الہام کی جو تاویل کی ہے اسے دیکھئے۔ قادیانی مناظر جلال الدین شمس لکھتا ہے

خاکسار کی رائے میں یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیب یعنی بیوہ رہ گئیں (تذکرہ ص ۳۹ حاشیہ)

اسے کہتے ہیں بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ جلال الدین شمس کا کہنا چاہتا ہے کہ یہ الہام ایک ہی خاتون کے بارے میں تھا کہ جب وہ مرزا صاحب کے نکاح میں آئی تو کنواری تھی اور جب مرزا صاحب مر گئے تو یہ بیوہ ہو گئی۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب کا یہ الہام کسی طرح بھی شمس صاحب کی تاویل کو قبول نہیں کرتا۔ مرزا صاحب نے کنواری بیوی کے بیان کے بعد کھل کر کہا ہے کہ

بیوہ کے الہام کی انتظار ہے

یعنی میں ایک بیوہ عورت کے ساتھ شادی ہونے کا منتظر ہوں کہ کب وہ پیشگوئی پوری ہو۔ اب مرزا صاحب تو ایک بیوہ کے منتظر ہوں اور انکے ناخلف یہ کہیں کہ انکا الہام مکمل ہو گیا قادیانی بتائیں کہ کس کی بات درست ہے؟ خدا کے الہام کا معنی مرزا صاحب نے سمجھا ہے یا مرزا صاحب کے اس ناخلف نے؟ قادیانیوں کا نبی کہہ رہا ہے کہ میرا الہام پورا نہیں ہوا مگر اسکا مرید کہتا ہے کہ حضرت آپ غلط کہتے ہیں الہام تو پورا ہو چکا ہے۔ افسوس کہ مرزا غلام احمد کا یہ نالائق مرید مرزا صاحب کا یہ ارشاد نہ دیکھ سکا کہ

ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے کہ جو اسکے مخالف کہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۷ ۔ر۔خ۔ج ۲۲ ص ۴۳۸)

جب مرزا صاحب اپنے الہام کی خود ہی تشریح کر چکے ہیں تو پھر اس نالائق مرید کا حق نہ تھا کہ وہ اسکی تاویل کرتا اور اسے مرزا صاحب کی تشریح کے مخالف قرار دیتا۔

جامعہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد (دکن) کے پروفیسر جناب الیاس برنی صاحب اس قادیانی تاویل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یہ تاویل قادیانی تاویلات کا اچھا نمونہ ہے یعنی مرزا صاحب کی بیوی بیوہ ہو گئیں تو گویا مرزا صاحب کا بیوہ سے نکاح ہو گیا اور اس طرح پیشگوئی پوری ہو گئی مرزا صاحب کی اکثر پیش گوئیاں اسی انداز سے پوری ہوئیں اور اسی طرح کی تاویلات قادیانی جماعت کا ایمانی سرمایہ ہیں (قادیانی مذہب ص ۴۶۵)

سو مرزا غلام احمد نے ایک بیوہ عورت سے کے ساتھ شادی کرنے کا جو خواب دیکھ رکھا تھا اور پھر اسے الہام الٰہی قرار دیا تھا وہ آخر تک پورا نہ ہوا اور اس طرح مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(۱۳)

مرزا غلام احمد کے مرید کے گھر بیٹے کی پشگوئی

مرزا غلام احمد کا یہ عالم کباب کبھی وجود میں نہ آیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم :
مرزا غلام احمد کی عادت تھی کہ جب اسے کسی بات کے کچھ آثار نظر آتے تو وہ فوراً ایک پیشگوئی کر دیتا اور کہتا کہ اسے خدا نے اس طرح بتا دیا ہے اب آسمان و زمین ٹل جائیں گے مگر خدا کی بات ہرگز ہرگز نہیں ٹلے گی۔ حالانکہ وہ ہمیشہ اپنی پیشگوئیوں میں غلط ثابت ہوتا رہا۔ اسی قسم کی ایک اور پیشگوئی اور اسکا غلط ہونا ملاحظہ کیجئے قادیان میں میاں منظور محمد ایک جانی پہچانی شخصیت تھے جو پورے قادیان میں عام طور پیر جی منظور کے نام سے معروف تھے۔ انکے مرزا غلام احمد کے ساتھ اچھے تعلقات بھی تھے۔ مرزا غلام احمد کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ میاں صاحب کی اہلیہ حاملہ ہیں مرزا غلام احمد نے کہا کہ انہوں نے اس سلسلہ میں ۱۹ فروری ۱۹۰۶ء کو ایک خواب دیکھا ہے اور ظاہر ہے کہ پیغمبر کا خواب بھی حجت ہوتا ہے۔ پھر انہیں خدا تعالیٰ نے الہام بھی کیا ہے۔ مرزا صاحب نے کیا دیکھا اسے خود انکی زبانی پڑھیے:
دیکھا ہے کہ منظور کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ لڑکے کا نام کیا رکھا جاوے تب خواب سے حالت الہام کی طرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا کہ بشیر الدولہ۔ ممکن ہے کہ بشیر الدولہ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے گھر پیدا ہوگا جس کا پیدا ہونا موجب خوشحالی اور دولت مندی ہو جاوے اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبال مند اور صاحب دولت ہو لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب اور کس وقت یہ لڑکا پیدا ہوگا؟ (تذکرہ ص ۵۹۱ طبع دوم)
پھر ۷ جون ۱۹۰۶ء کو مرزا صاحب پر وحی آئی کہ پیدا ہونے والے لڑکے کا نام ایک نہیں دو ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنے اخبار الحکم کے ۱۰ جون ۱۹۰۶ء اور اخبار بدر قادیان کے ۱۴ جون میں اپنی یہ وحی شائع کی۔
بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے دو نام ہوں گے

(۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب

بشیر الدولہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کیلئے بشارت دینے والا ہوگا اسکے پیدا ہونے کے بعد یا اسکے ہوش سنبھالنے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیش گوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آئیں گی اور گروہ کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا اور عظیم الشان فتح ظہور میں آئے گی
عالم کباب سے مراد یہ ہے کہ اسکے پیدا ہونے کے بعد چند ماہ تک یا جب تک وہ اپنی بھلائی برائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا اس وجہ سے اس لڑکے کا نام عالم کباب رکھا گیا غرض وہ لڑکا ہماری دولت اور اقبال مندی کی ترقی کیلئے ایک نشان ہوگا بشیر الدولہ کہلائے گا اور مخالفوں

کیلئے قیامت کا نمونہ ہوگا عالم کباب کے نام سے موسوم ہوگا (تذکرہ ص ۶۱۵)
پھر مرزا صاحب پر ۱۹ جون ۱۹۰۶ء کو وحی آئی کہ تیری اقبال مندی کا نشان لے کر آنے والے بچے کا نام دو نہیں بلکہ نو ہونگے۔ مرزا صاحب نے اپنے اخبار بدر قادیان کی ۲۱ جون کی اشاعت میں یہ وحی شائع کر دی:
میاں منظور محمد صاحب کے اس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہوگا بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے:
(۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خان (۳) ورڈ (۴) بشیر الدولہ (۵) شادی خان (۶) عالم کباب (۷) ناصر الدین (۸) فاتح الدین (۹) ھذا یوم مبارک۔۔ (تذکرہ ص ۶۲۰)
مرزا صاحب کے ان الہامات سے پتہ چلتا ہے کہ میاں منظور محمد کے گھر پیدا ہونے والا لڑکا اس لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل تھا کہ اس سے نہ صرف مرزا صاحب کے نشانات کا ظہور اور انکی دولت کا عروج وابستہ تھا بلکہ وہ مرزا صاحب کے مخالفین کی تباہی و بربادی کا سامان بھی تھا مگر ہوا کیا؟ مرزا صاحب کہتے ہیں:
پیر منظور محمد کے گھر ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳۔ تذکرہ ص ۶۵۱ حاشیہ)
مرزا غلام احمد کو جب معلوم ہوا کہ اسکی پیشگوئی غلط نکلی ہے اور لڑکے کے بجائے لڑکی ہوئی تو بجائے اسکے کہ وہ اپنی غلط بیانی کا اعتراف کر لیتا اور اپنی اس پیشگوئی کا غلط ہونا تسلیم کر لیتا اس نے کہا کہ کچھ دنوں پہلے خدا سے میری بات چیت ہوگئی تھی اور میں نے خدا سے کہا کہ اس نمونہ قیامت کو کچھ دیر کیلئے ٹال دے ابھی اسے نہ بھیج اسلئے خدا نے اس مسئلہ کو مؤخر کر دیا ورنہ تو وہ نو ناموں والا لڑکا ضرور پیدا ہو جاتا۔ مرزا غلام احمد کی یہ تاویل ملاحظہ کیجئے
میں نے دعا کی اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے ...... خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہو چکی ہے چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اسلئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی ...... یہ دعا کی قبولیت کا نشان ہے اور وحی الٰہی کی سچائی کا نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی...... اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آ گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ حاشیہ ر۔خ۔ج ۲۲)
مرزا صاحب کی اس تحریر پر غور کیجئے:
(۱) اللہ نے بتایا تھا کہ نو ناموں والا لڑکا پیدا ہوگا مگر میں نے دعا کی اور وہ لڑکا تاخیر میں چلا گیا
(۲) میں نے لڑکی کی پیدائش سے چار ماہ پہلے یہ وحی شائع کر دی
(۳) لڑکا چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت تھا وہ آتا تو کائنات میں تباہی مچ جاتی اسلئے ابھی اسکا نہ آنا ہی بہتر تھا
مرزا صاحب کی یہ کتاب ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی ہے۔ جبکہ لڑکی ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء کو پیدا ہو چکی تھی
(۴) مرزا صاحب کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے لڑکی کی پیدائش سے چار ماہ پہلے بتا دیا تھا کہ لڑکے کا آنا مؤخر ہو گیا ہے۔

لڑکی کی تاریخ پیدائش ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔اس حساب کی رو سے مرزا صاحب نے مارچ کی ۱۷ تاریخ کو یہ بات بتادی تھی۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرزا صاحب کو یہ بات معلوم تھی کہ لڑکے کا آنا مؤخر ہو چکا ہے تو پھر انہوں نے ۷ جون ۱۹۰۶ء کو یہ کیوں کہا کہ اب اس لڑکے کے دو نام ہونگے ۔اور پھر ۱۹ جون کو اس لڑکے کے نو نام کیوں بتلائے اس وقت ہی صاف کیوں نہ کہدیا کہ خدا نے لڑکے کا آنا مؤخر کردیا ہے اب لڑکی ہوگی ؟اب شادی اور کباب سب کو بھول جاؤ۔

(۳) مرزا غلام احمد نے میاں منظور کے بچے کی ولادت سے صرف یہی نہیں کہا تھا کہ وہ دنیا کیلئے تباہی کا باعث ہوگا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ وہ مرزا صاحب کیلئے ایک نشان بھی ہوگا۔اور اسکی دولت مندی اور اقبال مندی کیلئے بشارت دینے والا ہوگا۔عجیب بات ہے کہ مرزا صاحب کی ترقی اور اقبال مندی اور اسکی سچائی کا نشان بھی تاخیر میں چلاگیا۔اور مرزا صاحب کی زندگی میں نہ وہ نشان آیا اور نہ اس نے کسی اقبال مندی کی کوئی بشارت سنائی

کچھ عرصہ بعد میاں منظور کی بیوی بھی فوت ہوگئی اور اس عالم کباب اور شادی خان کے دنیا میں آنے کے جس قدر امکانات ہوسکتے تھے سب ختم ہوگئے ۔ان حالات میں قادیانیوں کو تسلیم کرنا پڑا کہ مرزا صاحب یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور اسے متشابہات میں سے بتادیا۔بابو منظور الٰہی قادیانی لکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی گو حضرت اقدس نے اسکا وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا مگر چونکہ وہ فوت ہوچکی ہے اسلئے اب تخصیص نام نہ رہی بہرصورت یہ پیشگوئی متشابہات میں سے ہے (البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۶)

سو مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی اور میاں منظور کے گھر لڑکے کے بجائے لڑکی پیدا ہوئی۔ افسوس کہ مرزا صاحب نے اپنے جھوٹ کو بچانے کیلئے پھر غلط بیانیاں کیں۔جو پھر بھی انکے کام نہ آسکی۔ قادیانیوں کو چاہیے کہ مرزا صاحب کی اس تحریر کو پڑھیں اور اس سے عبرت حاصل کریں:

جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اسکی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی (آئینہ کمالات ص ۳۲۳۔ر۔خ۔ج ۵ ص ۳۲۳)

مرزا صاحب نے جھوٹ بولا تھا اسلئے انکی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔فاعتبروا یا اولی الابصار :

(۱۴)

مرزا غلام احمد کی موت کی جگہ کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد کی موت لاہور میں ہونی اور قبر قادیان میں بنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم :
قرآن کریم میں ہے کہ ہر جی کو موت کا مزہ ضرور چکھنا ہے لیکن اسے یہ پتہ نہیں کہ یہ مزہ کب کہاں اور کس جگہ چکھنا ہے ہاں اگر اللہ تعالی کسی کو پیشگی اسکی اطلاع کردے اور وہ اسے لوگوں سے بیان کرتا پھرے تو لوگ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اسکی یہ بات واقع کے مطابق نکلی یا نہیں اگر وہ بات خلاف واقعہ نکلی تو یہ اسکے جھوٹا ہونے کا کھلا نشان ہوتا ہے اسی طرح کسی شخص کا اس بات کی خواہش کرنا کہ اسکی موت مکۃ المکرمۃ یا مدینۃ المورۃ میں آئے اور اسے جنت المعلی یا جنت البقیع جیسے مقدس مقام میں دفن ہونے کی سعادت نصیب ہو بڑی نیک خواہش ہے کوئی بری خواہش نہیں۔ اس خواہش کی تکمیل کیلئے خلوص دل سے دعا بھی جائز ہے ممنوع نہیں ہے ۔لیکن دعوی اور تحدی کے ساتھ یہ کہنا کہ میری موت مکہ مدینہ میں ہوگی یہ وہی کہہ سکتا ہے جسے خدا نے پہلے سے بتا دیا ہو۔اور وہ خدا کے وعدے پر دوسروں کے آگے بطور پیشگوئی کے اپنی اس سعادت کا اظہار کرسکتا ہے۔ اگر یہ بات واقع کے مطابق نکل آئے تو یہ خدا کی بات سمجھی جائے گی اور اگر یہ بات واقع کے مطابق نہ نکلے تو کسی کو یہ فیصلہ میں کوئی مشکل نہ ہونی چاہیے کہ اس قسم کا دعوی کرنے والا جھوٹا تھا جس نے اپنی بات کو خدا کے ذمہ لگایا اور وہ افتراء علی اللہ کا مجرم بنا۔

اللہ تعالی کے جتنے پیغمبر بھی آئے ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ میری موت فلاں دن اور فلاں فلاں جگہ پر ہوگی۔اور یہ انکی نبوت کی سچائی کا نشان ہوگا۔آپ ہی سوچیں کہ اللہ تعالی کے سچے پیغمبر اگر اس طرح کی پیشگوئی کریں اور خدا تعالی کے فیصلے کے مطابق وہ اسی وقت اور اسی جگہ نے سفر آخرت پر چل دیں تو انکے منکرین کو اس سے کیا فائدہ ہوگا۔اگر وہ ایمان بھی لائیں گے تو پیغمبر کے ہاتھ پر نہیں۔اسلئے پیغمبر ہمیشہ ان حقائق کو سامنے لاتے ہیں جن سے انکی زندگی میں سچائی کا بول بالا ہو جائے اور منکرین کو مجال انکار باقی نہ رہے۔

مرزا غلام احمد مامور من اللہ ہونے کا مدعی تھا اس نے ایک مرتبہ یہ پیشگوئی کردی کہ اسکی موت دنیا کے مقدس ترین مقام مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں ہوگی (گویا خدا نے اسے یہ تو بتایا کہ وہ ایشیا میں نہیں مرے گا لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ مکہ میں فوت ہوگا یا مدینہ میں ہوگا یا کہہ کر بات گول گول رکھی۔سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا صاحب کے ساتھ بار بار یہ مذاق کون کررہا تھا اور اسے کوئی بات بھی قطعی نہیں بتاتا تھا) مرزا غلام احمد نے اپنی موت کے تقریبا ڈھائی سال پہلے (۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء کو) بتایا کہ اسے خدا نے کہا ہے کہ اسکی قبر عجم کے کسی علاقے میں نہیں ہوگی مکہ یا مدینہ میں ہوگی اس کا یہ اعلان قادیانی آرگن بدرج ۲ نمبر ۱۹۳ جنوری ۱۹۰۶ء اور الحکم ج ۱۰ نمبر

۳۔۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول پر شائع ہوا۔قادیانیوں کی مقدس کتاب تذکرہ میں بھی اسکا تذکرہ موجود ہے۔مرزا غلام احمد نے علی الاعلان کہا کہ
ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (تذکرہ ص ۵۸۴ طبع دوم)
صاف صاف اردو زبان میں کی جانے والی پیشگوئی قادیانی عوام کیلئے مقام عبرت ہے وہ خود بتائیں کہ مرزا غلام احمد کہاں فوت ہوا؟ کیا اسکی یہ پیشگوئی درست ثابت ہوئی؟ کیا وہ لاہور میں بمرض ہیضہ فوت نہیں ہوا؟ اور کیا اسے قادیان میں دفنایا نہیں گیا؟۔اب آپ ہی بتائیں کہ کیا مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی؟ مرزا صاحب کو تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زندگی بھر زیارت تک نہ ہو سکی۔نہ دعوی نبوت سے پہلے اس پاک سرزمین پر اسکے ناپاک قدم پڑے اور نہ دعوی نبوت کے بعد اسے کبھی ہمت ہوئی کہ ارض حرم کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھے۔اگر کسی نے ان سے حج کیلئے نہ جانے پر اعتراض کیا بھی تو اسکی طرح طرح کی تاویل کر کے اپنی جان بچالی۔کبھی کہا گیا کہ مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا کیونکہ
انکی صحت درست نہ تھی ہمیشہ بیمار رہتے تھے (الفضل قادیان ۱۰ ستمبر ۱۹۲۹ء) کبھی کہا گیا کہ حجاز کا حاکم آپ کا مخالف تھا اور وہاں آپ کی جان کو خطرہ تھا اسلیے جانہ سکے (ایضا) کبھی کہا گیا کہ انکے پاس اتنے پیسے نہ تھے کہ حج کیلئے جاتے (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۱۹) کبھی کہا گیا کہ حج کا راستہ مخدوش تھا (ایضا) کبھی کہا کہ میں اس وقت خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں بہت سے خنزیر قتل ہو چکے ہیں اور سخت جان خنزیر ابھی باقی ہیں ان سے فارغ ہو جاؤں تو پھر جاؤں گا (ملفوظات احمدیہ ج ۵ ص ۲۶۴)
حاصل یہ کہ مرزا صاحب کو نہ حج کی توفیق ملی نہ کبھی حرمین شریفین کی زیارت کا موقع ملا۔چہ جائے کہ مرزا صاحب کو اس مقدس مقام میں دفن ہونے کی سعادت ملتی۔
قادیانی مبلغین مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کے غلط ہونے کے جواب میں یہ کہتے ذرا نہیں شرماتے کہ مرزا صاحب کی اس پیشگوئی سے مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب کو موت سے پہلے مکی فتح ملے گی اور لوگوں کے دل انکی طرف جھک پڑیں گے۔آپ ہی بتائیں کہ کیا یہ عذر کسی درجے میں بھی قبول کیا جا سکتا ہے۔۔نہیں۔۔مرزا صاحب کو موت سے پہلے جن اذیتوں اور ذلتوں سے گذرنا پڑا اس سے کوئی پڑھا لکھا قادیانی ناواقف نہیں ہوگا۔مرزا صاحب کو قبل از موت خارجی اور داخلی طور پر رسوائیاں ملتی رہیں اور لوگوں میں انکے خلاف نفرت بڑھتی رہی۔اور مخالفین خود قادیان آ کر ان کو شکست سے دوچار کرتے رہے اور وہ اپنی ہی جماعت کے سامنے دن رات ذلیل ہوتا رہا۔
آنحضرت ﷺ کی مکی فتح اسلام کا ایک تاریخی اور انقلابی موڑ ہے جبکہ مرزا صاحب مرتے مرتے بھی ذلت وحسرت کی عبرتناک تصویر بن گئے تھے اور انکی اس ذلت ناک زندگی پر انکے مخالفین فتح کے نعرے لگا رہے تھے۔آپ ہی سوچیں کیا مکی فتح اسے کہتے ہیں؟ مرزا صاحب کے خدا نے صاف لفظوں میں ہی کیوں نہ کہدیا کہ مکی فتح کی بشارت ہے۔یہ کیوں کہا کہ تو مکہ میں مرے گا یا مدینہ میں۔کسی نے دشمن کے مقابلے میں مرنے کو بھی فتح کا نام دیا ہے؟

مرزا صاحب کی لاہور میں موت اور قادیان میں اسکی قبر اسکے جھوٹا ہونے کی ایک ایسی نا قابل تردید شہادت ہے جو ہمیشہ قادیانیوں کو ذلت ورسوائی سے دوچار کرتی رہے گی ۔ ہاں جو قادیانی ان واقعات سے عبرت حاصل کرلیں تو انکے لئے سیدھے راستہ کا پالینا کوئی مشکل نہیں ہے ۔ فاعتبروا یااولی الابصار

(۱۵)

مرزا غلام احمد کی ۱۹۲۲ء میں مرنے کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد کی موت ۱۶ مئی ۱۹۰۸ء میں ہونی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علامات قیامت میں سے ہونا اور آپ کا قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے ۔ اور یہ بات بھی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد اس دنیا میں چالیس پینتالیس سال کے قریب قیام کریں گے اسکے بعد آپ کا انتقال ہوگا۔

مرزا غلام احمد نے جب یہ دعویٰ کیا کہ وہ وہی مسیح موعود ہے جسکی خبر حدیث میں دی گئی ہے تو لازما یہ سوال پیدا ہوا کہ مرزا صاحب مسیح موعود کے دعویٰ کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے ۔ جب مسیح موعود کے بارے میں یہ خبر دی جاچکی تھی کہ انہوں نے چالیس برس زمین میں اپنا کام کرنا ہے تو کیا مرزا صاحب نے دعویٰ مسیح کے بعد چالیس سال کی مزید زندگی پائی تھی؟ مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر الدین تسلیم کرتا ہے کہ مسیح موعود چالیس سال زمین پر رہیں گے اس نے لکھا:

حدیث ہے ۔۔۔ عیسیٰ بن مریم چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان انکے جنازہ کی نماز پڑھیں گے (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۹۲)

مرزا غلام احمد نے بھی یہ بات مانی ہے ۔ مرزا صاحب نے شاہ نعمت اللہ ولی کے ایک شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھا:

اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا چالیس برس تک زندگی کرے گا اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کیلئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اسکے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گذر بھی گئے (نشان آسمانی ص ۱۴ ۔ ر ۔ خ ۔ ج ۴ ص ۳۷۴)

مرزا صاحب کی اس تحریر میں درج ذیل امور غور طلب ہیں

(۱) مدعی مسیحیت اپنے دعویٰ کے بعد چالیس برس تک زندگی پائے گا

(۲) مرزا صاحب نے یہ دعویٰ چالیس سال کی عمر میں کیا ہے

(۳) مرزا صاحب کو اسی سال عمر کی بشارت دی گئی ہے
(۴) مذکورہ تحریر کے وقت کئے ہوئے دعوی کو دس برس ہو چکے ہیں۔
مرزا صاحب کی پہلی بات اسلئے غلط ہے کہ انہوں نے مسیح موعود کے دعوی کے بعد چالیس سال نہیں پائے۔ مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں مسیحیت کا دعوی کیا اور ۱۹۰۸ء میں مر گئے۔ یہ اٹھارہ سال ہیں چالیس نہیں۔ اگر کسی قادیانی کو اس میں شک ہے تو وہ مرزا طاہر سے دریافت کر کے ہمیں مطلع کرے
(۲) مرزا صاحب کے دعوی کے مطابق انہوں نے اسی سال کی عمر پانی تھی مگر انہوں نے ۶۹ سال کی عمر پائی اور فوت ہو گئے۔ اسلئے اسکی یہ پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔
(۳) مرزا صاحب نے اپنی جس کتاب (یعنی نشان آسمانی) میں مذکورہ دعوی کیا ہے وہ کتاب مئی ۱۸۹۲ء کی لکھی ہوئی کتاب ہے جو جون ۱۸۹۲ء میں شائع ہوئی (دیکھئے کتاب مذکور ص اسرورق) مرزا صاحب کے بیان کے مطابق اس کتاب کی تحریر کے وقت انکے دعوی مسیح موعود کو دس برس بیت چکے تھے اسکا معنی سوائے اسکے اور کیا ہے کہ مرزا صاحب نے ابھی تیس سال اور زمین پر قیام کر کے فوت ہونا تھا۔ اب آپ ۱۸۹۲ء میں اور تیس سال کا عدد جمع کریں تو یہ ۱۹۲۲ء بنتے ہیں۔ گویا مرزا صاحب کو ابھی اس زمین پر ۱۹۲۲ء تک قیام کرنا تھا۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس زمین کے نیچے دبا دیئے گئے اور اپنی مدت قیام سے ۱۴ سال پہلے مر گئے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی کہ میں مسیح موعود ہوں اور اپنے دعوی کے بعد چالیس سال اور زندہ رہوں گا جھوٹا دعوی تھا اور اور اسکی یہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی چنانچہ وہ ناکامی اور بدنامی کا داغ لے کر دنیا سے گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

(۱۶)

مرزا غلام احمد کے امراض خبیثہ میں مبتلا نہ ہونے کی پیشگوئی ؟

مرزا غلام احمد کو ہسٹیریا۔ مرگی۔ اور مراق کا مرض تھا۔ انکی پیشگوئی غلط نکلی

بسم الله الرحمن الرحیم :
حضرات انبیاء کرام کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ خدا تعالی نے انہیں ہر قسم کے جسمانی عیوب اور امراض خبیثہ سے محفوظ رکھا اور ان پر کبھی ایسی بیماری نہیں آئی جو دوسروں کیلئے پیغمبر کی حاضری میں نفرت کا باعث بنے اور انکی خدمت میں آنے سے رکاوٹ کا موجب ہو اور پھر یہ عیب ہمیشہ کا ہو اور جس سے انکے مخالفین کو یہ کہنے کا موقع مل سکے کہ یہ خدا تعالی کے پیغمبر نہیں ہو سکتے جبھی تو اس قسم کے امراض خبیثہ کا ابدی شکار ہو گئے۔ اگر پہلے کسی پیغمبر کو کوئی ابتلاء پیش آیا بھی تو وہ ابدی اور دائمی نہ تھا وقتی اور عارضی تھا اور اس مدت کے گزرتے ہی ابتلاء کی یہ کیفیت بھی دور ہو گئی تھی۔

مرزا غلام احمد نے جب دعوی نبوت کیا تو ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ اسے خدا تعالی نے خبر دی ہے کہ وہ کبھی امراض خبیثہ میں مبتلا نہیں کیا جائے گا اسکو کبھی کوئی ایسی بیماری نہیں ہوگی جو قابل عار سمجھی جائے۔ مرزا غلام احمد نے اس بات کو ایک پیشگوئی کے طور پر پیش کیا اور اپنے مخالفین کو بڑے تحدی کے ساتھ اسکی خبر سنائی۔

مرزا غلام احمد نے کہا:

خدا تعالی یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور مرگی تو اس سے لوگ یہ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الہی ہو گیا اسلئے پہلے سے اس نے مجھے بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۱۔ ر۔خ۔ ج ۱۷ ص ۶۷ حاشیہ)

آیئے ہم دیکھیں کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی صحیح نکلی یا جھوٹی۔ کیا مرزا صاحب کو کبھی کوئی خبیث مرض نہیں لگا؟ اور کیا وہ مرض ہمیشہ نہیں رہا؟ کیا مرزا صاحب کے خدا نے انہیں جھوٹی بشارت تو نہیں دی تھی؟ آیئے اب قادیانیوں کے اس مجموعہ امراض (مرزا غلام احمد) کو دیکھیں۔

پچیس سال سے ہسٹیریا اور مرگی کا مرض

(۱) مرزا صاحب کو ہسٹیریا کا مرض تھا اور آپ کو مرگی کے دورے بھی پڑتے تھے مرزا صاحب کی بیوی کہتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ...... بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا رات کو سوتے وقت آپ کو اتھو آیا اور پھر اسکے بعد طبیعت خراب ہوگئی مگر یہ دورہ خفیف تھا پھر اسکے کچھ عرصہ بعد...... حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی...... اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے...... ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصا گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳)

مرزا صاحب کو یہ دورے رمضان میں بھی پڑتے تھے۔ اور مرزا صاحب روزہ نہیں رکھتے تھے مرزا صاحب کی بیوی سے سنیئے

جب حضرت کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا دوسرا رمضان...... آٹھ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد رمضان آیا دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب پھر آپ کو دورہ پڑا آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا الخ۔ (ایضا ص ۵۱)

مرزا صاحب کو اسکے بعد بھی دورے پڑتے رہے اور وہ اس طرح روزہ سے بچتے رہے۔ پھر کبھی ان روزوں کی قضا نہیں کی بلکہ ہمیشہ فدیہ دے کر کام چلاتے رہے یہ کس شریعت کا مسئلہ ہے یہ نہ پوچھئے۔ بس اتنا یا

در کھئے کہ مرزا صاحب کو دورے پڑتے رہے ہم قادیانیوں کی اس بات کی تردید نہیں کرتے کہ مرزا صاحب نے اسلئے روزے کی قضا نہیں کی کہ انہیں کبھی صحت ملی نہ تھی آپ ہمیشہ دورے میں ہی رہتے تھے۔ اور دورے کی کیفیت بڑی عبرت ناک ہوتی تھی مرزا صاحب کو جب دورے پڑتے تو سارے گھر والے پریشان ہو جاتے تھے اور اسکے پیر باندھ دیتے تھے۔ مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنے ایک بھائی کی یہ کیفیت لکھتا ہے

چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی ادھر کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا (ایضا ص ۲۲)

مرزا صاحب کو یہ بیماری تقریبا ۲۵ سال سے تھی اور اتنے عرصہ کی یہ بیماری کیا کہلاتی ہے اسے آپ خود مرزا صاحب سے سن لیں تاکہ کسی قادیانی کو یہ کہنے کی تکلیف نہ ہو کہ یہ بات ہم نے کہی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے ہیں ایک شدید دردسر اور یہ مرض تقریبا پچیس برس تک دامن گیر رہی اور اسکے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریبا دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع (مرگی۔ ناقل) میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے انکا انتقال ہو گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۶۳۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۳۷۷)

اب یہاں پہنچ کر مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی پھر سے پڑھیں:

خدا نے مجھے بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔

(کیا یہ بشارت صحیح تھی؟ نہیں)

مرزا صاحب کی یہ بیماری عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی۔ مرزا صاحب نے لکھا

مجھے دو مرض دامن گیر ہیں ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا...... یہ دونوں بیماریاں قریبا تیس برس سے ہیں (نسیم دعوت ص ۶۸۔ ر۔ خ۔ ج ۱۹ ص ۴۳۵)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب ہسٹیریا اور مرگی کے پرانے مریض تھے اور یہ مرض اپنے پورے عروج پر تھا اور کبھی کوئی ایسا وقت نہ آتا تھا کہ مرزا صاحب اس بیماری سے نکل پاتے ہوں اگر ایسا ہوتا تو مرزا صاحب روزے کی قضا ضرور کرتے انکا روزے کی کبھی قضا نہ کرنا بتاتا ہے کہ ان کا یہ مرض عارضی نہ تھا مستقل تھا۔

تیس سال سے کثرت پیشاب کا مرض

(۲) مرزا صاحب کو کثرت پیشاب کی بیماری نے بھی بری طرح پریشان کر رکھا تھا اور اس کی یہ بیماری بھی بہت پرانی تھی۔ مرزا صاحب نے اپنے جن پرانے امراض کا ذکر کیا ہے اس میں کثرت پیشاب کا مرض بھی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

مسیح موعود زرد چادروں میں اترے گا ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں ہوگی۔......یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری (تذکرة الشہادتین ص۲۳۔ر۔خ۔ج۲۰ ص۴۶)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا یہ تیس برس سے ہیں (نسیم دعوت ص۶۸)

مرزا صاحب اس بیماری کی وجہ سے دن رات میں کتنی مرتبہ بیت الخلاء جاتے تھے۔وہ بھی ملاحظہ کریں:

مجھے دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے کثرت پیشاب کا مرض ہے جس کو ذیابیطس کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھے ہر روز پیشاب کثرت سے آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ ص۲۰۱۔ر۔خ۔ج۲۱ ص۳۷۲)

مرزا صاحب ایک اور جگہ اسکا اعتراف کرتے ہیں

وہ بیماری ذیابیطس کی ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہین وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں (ضمیمہ اربعین ۳ص۴۔ر۔خ۔ج۱۷ ص۴۷۰)

مرزا غلام احمد کو یہ بیماری تقریبا ۲۰ سے زائد سال سے تھی اسکا اعتراف خود اس نے حقیقۃ الوحی ص ۳۶۳ پر کیا ہے۔

دق اور سل کی بیماری

(۳) مرزا صاحب کو ایک اور بیماری نے بھی بری طرح جکڑ رکھا تھا یہ بیماری دق اور سل کی بیماری تھی۔مرزا صاحب کی بیوی کہتی ہے

ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں مرزا صاحب کو سل ہوگئی ......حتی کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی (سیرة المہدی حصہ اول ص۴۲۰)

یعقوب علی قادیانی کہتے ہیں

حضرت اقدس نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے یہ بیماری آپ کو حضرت غلام مرتضی صاحب کی زندگی میں ہوگئی تھی......اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی (حیات احمد ج۲ ص۷۹)

یاد رہے کہ دق اور سل اس بیماری کو کہتے ہیں جو پھیپھڑوں کے خراب ہونے کے باعث لگتی ہے اور اسکی وجہ سے منہ سے خون آنے لگتا ہے

مراق کی بیماری

(۴) مرزا صاحب جس بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان رہا کرتے تھے وہ مراق کی بیماری تھی۔مراق کی

بیماری بڑی خطرناک بیماری ہے۔مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے اس سے پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں اور آدمی جنون میں بکواس کرنے لگتا ہے۔ہندوستان کے معروف حکیم غلام جیلانی مراق کے مریض کے بارے میں لکھتے ہیں

مریض ہمیشہ سست و متفکر رہتا ہے اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں ہر ایک بات میں مبالغہ کرتا (مخزن حکمت طبع دوم ماخوذ از قادیانی مذہب ص ۱۴۳)

حکیم محمد اعظم خان صاحب لکھتے ہیں

مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو مثلا مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعوی کرتا ہے خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اسکی تبلیغ کرتا ہے (اکسیر اعظم ج ۱ ص ۱۸۸)

مرزا غلام احمد کے دست راست اور خلیفہ خاص حکیم نور الدین لکھتے ہیں

مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں...... (بیاض حکیم نور الدین قادیانی ج ۱۰ ص ۲۱۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مراق ایک خطرناک مرض ہے۔یہ پاگل پن ہے اسکا مریض کبھی دعوی نبوت کرتا ہے تو کبھی خدائی کا دعوی بھی کر دیتا ہے اب جس شخص میں یہ مرض پایا جائے اسے پاگل نہ کہیں اور کیا کہیں گے کیا مرزا غلام احمد کی تحریرات میں یہ سب دعوے موجود نہیں حکیم نور الدین کے سامنے اسکی سب سے بڑی شہادت مرزا غلام احمد کی ذات تھی جس نے اس بیماری کی وجہ سے نبوت کا دعوی تک کرنے سے گریز نہ کیا۔آیئے یہ بھی دیکھیں کہ مرزا غلام احمد نے اس مرض مراق سے کتنا وافر حصہ پایا تھا۔مشہور قادیانی ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل قادیانی کہتے ہیں کہ

میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے (سیرۃ المہدی حصہ ۲ ص ۵۵)

مرزا صاحب کہتے ہیں

میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہا ہوں تاہم مصروفیت کا یہ حال ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے (ملفوظات ج ۲ ص ۳۷۶)

مرزا صاحب مراق کے مرض کو مسیح موعود کی علامت سمجھتے تھے۔انکا کہنا ہے کہ:

دیکھو میری بیماری کی نسبت آنحضرت نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہونگی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول (ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

ایک مرتبہ مرزا بشیر الدین نے اپنے باپ مرزا غلام احمد سے کہا

حضور۔غلام نبی کو مراق ہے تو حضور نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو

(سیرۃ المہدی حصہ ۳ ص ۳۰۴)
قادیانی سے شائع ہونے والے ایک رسالہ میں تسلیم کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد کو مراق کا مرض تھا
مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب میں موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا (رسالہ ریویو قادیان ص ۱۰ اگست ۱۹۲۶ء)
اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب مراقی تھے اور یہ مرض ان میں دن بدن بڑھتا رہا اسی مرض کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو کبھی خدا۔ کبھی بادشاہ۔ کبھی نبی و رسول اور کبھی مسیح و مہدی کہتے تھے اور پھر انکے ناوان مرید انکے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے کسی کو یہ سوچنے کی فرصت نہ مل سکی کہ مرزا صاحب کا دعوی نبوت اور دعوی مسیحیت یہ سب مراق کے کرشمے ہیں اور مالیخولیا کے مریض اسی قسم کی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی کتابیں اور انکے دعوے دیکھیں تو آپ ہماری اس بات کی تائید کریں گے کہ مرزا صاحب پر واقعی مراق کا بہت گہرا اثر تھا۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا اس قسم کے مراقی کو خدا کا نبی مانا جاسکتا ہے؟
دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی بیوی کو بھی مراق تھا۔ اور یہ دونوں میاں بیوی اس مرض کے پوری طرح شکار تھے۔ مرزا غلام احمد نے بھری عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا
میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے (قادیانی اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)
عبرت کا مقام یہ ہے کہ مرزا صاحب کے بیٹے (والد مرزا طاہر) کو بھی مراق کی بیماری تھی ڈاکٹر شاہنواز قادیانی کہتے ہیں
جب خاندان میں اسکی ابتداء ہو چکی تو اگلی نسل میں بیشک یہ مرض منتقل ہوا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا بشیر الدین) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔ (رسالہ ریویو قادیان ص ۱۱ اگست ۱۹۲۶ء)
ہم اس وقت مرزا غلام احمد کے بیمار خاندان پر بحث نہیں کر رہے ہیں بتلانا صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب مراق کے مریض تھے اسکا اعتراف خود انہوں نے بھی کیا ہے۔ اب جو شخص اس مرض میں مبتلا ہو اور وہ کوئی دعوی کرے تو اسکے دعوی کی تردید کیلئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ مراق کی بیماری ہی اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے کہ مدعی مہدویت و نبوت اپنے دعوی میں جھوٹا ہے اور اسکی کوئی بات بھی لائق اعتبار نہ ہوگی۔ قادیانیوں کے مشہور ڈاکٹر شاہنواز قادیانی کا قابل عبرت بیان ملاحظہ کیجئے۔
ایک مدعی الہام کے متعلق اگر ثابت ہو جائے کہ اسکو ہسٹیریا یا مالیخولیا مرگی کا مرض تھا تو اسکے دعوے کی تردید کیلئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اسکی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے (رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیان ص ۷۔ اگست ۱۹۲۶ء)
ہمارا بھی اس پر صاد ہے۔ قادیانیوں کو مرزا غلام احمد کی تحریرات اور اسکے بیانات سے بڑا اور کونسا ثبوت چاہیئے۔ ان میں کوئی پڑھا لکھا موجود ہے تو اسے قادیانی ڈاکٹر کے اس بیان کی روشنی میں مرزا غلام احمد کا طوق اپنے گلے سے فورا نکال باہر پھینک دینا چاہیئے اور واقعی یہ ایسی چوٹ ہے جس نے قادیانی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینک دیا ہے۔

سومرزا صاحب نے کہا کہ اسے خدا نے بذریعہ وحی بتایا ہے کہ اسے کبھی کوئی خبیث عارضہ نہیں ہوگا لیکن ہم مرزا غلام احمد اور قادیانی زعماء کی زبانی یہ واضح کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب کو ہسٹیریا۔ مالیخولیا اور مرگی تینوں قسم کی بیماریاں تھیں۔ یہ ایک ایسی خدائی ضرب ہے جو ہمیشہ قادیانیوں پر پڑتی رہے گی اور یہ چوٹ کبھی ختم نہ ہوگی۔ جو قادیانی ان شواہد کے ہوتے ہوئے اپنی بات پر ہی اڑتے ہیں اور ایک مراق کے مریض کو خدا کا نبی جانتے ہیں وہ صرف اس دنیا میں ہی گھاٹے کا سودا نہیں کرتے بلکہ آخرت کی رسوائی اور ہمیشہ کی ذلت کا طوق بھی اپنے گلے میں ڈال رہے ہین۔ ہاں جو قادیانی اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار پھینکیں اور کھلے دل سے ان حقائق کا مطالعہ کریں تو ہمیں یقین ہے کہ انہیں اپنی زندگی مس ایک تاریخی فیصلہ کرنے میں ذرا بھی دیر نہ ہوگی۔ اور وہ سب کچھ چھوڑ کر اس ذات اقدس (ﷺ) کا دامن تھام لیں گے جنکی اطاعت واتباع میں ہی دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی ہے۔۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

(۱۷)

مرزا غلام احمد کو مبارک عورتوں کے ملنے کی پیشگوئی ؟

افسوس کہ مرزا صاحب کے نکاح میں کوئی مبارک خاتون نہ آئی

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

مرزا غلام احمد کی پہلی بیوی (حرمت بی بی) مرزا فضل احمد کی ماں تھی جسے مرزا صاحب کی دوسری بیوی کے بیٹے بھجے دی ماں کہا کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد نے بے رغبتی کی بنا پر اس سے اپنے تعلقات ختم کر دیے اور مرزا بشیر احمد کے بقول اس سے مباشرت ترک کر دی تھی (سیرۃ المہدی) مرزا غلام احمد کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم تھی جس سے مرزا بشیر الدین مرزا بشیر احمد وغیرہم پیدا ہوئے۔ لیکن مرزا صاحب کا جی اس بیوی سے بھی نہ بھرا اس نے اعلان کیا کہ اسے خدا نے بتایا ہے کہ اسکے ہاں بہت سی مبارک عورتیں آنے والی ہیں جس سے اسکی نسل بڑھے گی اور اس کی ذریت میں اضافہ ہوگا۔ مرزا غلام احمد کی پیشگوئی دیکھئے:

خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اسکے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ (تذکرہ ص ۱۴۵)

مرزا غلام احمد نے یہ پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں کی تھی۔ اسے امید تھی کہ جس وقت وہ مجدد کے مقام پر بیٹھے گا تو عورتیں اس سے نکاح کیلئے بے تاب ہونگی۔ جب وہ مسیح موعود کا مقام پائے گا تو والدین اپنی بچیوں کو اسکے پاس لے کر آئیں گے اور اس سے نکاح کی درخواست کریں گے۔ اور پھر جب وہ نبوت کا مدعی بن جائے گا تو پھر تو مبارک خواتین کی ایک لمبی قطار ہوگی جو اسکا فیض پانے کیلئے دن رات تڑپیں گی۔ اور پھر وہ اپنی اس

پیشگوئی کو سنائے گا اور ان میں سے مبارک خواتین کا انتخاب کرے گا لیکن مرزا غلام احمد کی یہ امید دھری کی دھری رہ گئی۔ یہ بعض مبارک خواتین جو کہیں سے آنے والی تھیں وہ نہ آئیں نہ اسکی نسل بڑھی اور نہ اس نے ان عورتوں کو کوئی فیض پہنچایا اور ہی کوئی اور مبارک عورت اس سے فیض لینے کیلئے تڑپی۔

قادیانی علماء کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی اس سے مراد محمدی بیگم ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ محمدی بیگم کا مسئلہ تو اسکے دو سال بعد شروع ہوا۔ اس لئے اس پیشگوئی کو محمدی بیگم کی پیشگوئی سے ملانا جھوٹ ہے۔ پھر وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ محمدی بیگم آخر تک مرزا صاحب کے نکاح میں نہیں آئی تھی۔ قادیانی علماء اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ کیا اکیلی محمدی بیگم خواتین مبارکہ ہو سکتی ہے؟ سو مرزا غلام احمد کی یہ پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی اور کوئی خواتین مبارکہ اس کے ہاں نہ آسکی۔ ہاں یہ بات الگ ہے کہ جس طرح مرزا صاحب پوتے کو پانچواں بیٹا بتا کر پیشگوئی کا پورا ہونا کہہ سکتے ہیں تو وہ اپنی بہوؤں کو خواتین مبارکہ میں کیوں شامل نہیں کر سکتے؟ کیا مرزا بشیر الدین اور مرزا بشیر احمد کی بیویاں مرزا صاحب کی نظر میں مبارک خواتین نہیں تھیں؟ جب کسی پیشگوئی کے غلط ہونے پر اسکی تاویل کرنا قادیانیوں کے ہاں کوئی عیب نہیں ہے تو اس پیشگوئی کی بھی تاویل کر لیں تا کہ مرزا صاحب کو جھوٹا ہونے سے بچایا جا سکے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(۱۸)

پانچویں لڑکے کی پیشگوئی - حلیم اور یحیٰی کی پیشگوئی

افسوس کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہ ہوئی

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

جنوری ۱۹۰۳ء میں مرزا غلام احمد کی بیوی حمل کے آخری دنوں سے گزر رہی تھی۔ اس نے اعلان کیا کہ اسے خدا نے خبر دی ہے کہ اس حمل سے لڑکا ہو گا اور یہ پانچواں ہو گا۔ مرزا صاحب ان دنوں مواہب الرحمٰن لکھ رہے تھے اس میں خدا کا یہ الہام بھی لکھ لیا تا کہ آئندہ آنے والی قادیانی قوم کیلئے کچھ عبرت کا سامان ہو جائے۔

مرزا غلام احمد نے اس بشارت پر اپنی کتاب ختم کی اور کہا کہ خدا نے اسے میری سچائی کا ایک نشان بنایا ہے۔

الحمد لله الذی وهب لی علی الکبر اربعة من البنین وانجز وعده من الاحسان وبشرنی بخامس فی حین من الاحیان وهذه کلها آیات من ربی یا اهل العدوان

مرزا غلام احمد نے اسکا فارسی میں یہ ترجمہ بھی لکھا

حمد خدا را کہ مرا در حالت کلاں سالی چار فرزند موافق وعدہ خود بداد و بشارت بہ پسر پنجم نیز داد و ایں ہمہ نشان ہا از رب من اند (مواہب الرحمٰن ص ۱۳۹ ر۔ خ۔ ج ۱۹ ص ۳۶۰)

مرزا غلام احمد نے پیشگوئی کی کہ اسے خدا نے خبر دی ہے کہ اس حمل سے لڑکا پیدا ہو گا اور یہ پانچواں لڑکا ہو گا۔ لیکن

خدا کی بات غلط نکلی۔اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی اور وہ بھی چند ماہ بعد فوت ہوگئی۔مرزا غلام احمد کو اس سے بہت ذلت ورسوائی ہوئی۔ابھی اس واقعہ پر سال بھی نہ گزرا تھا کہ مرزا صاحب کی بیوی پھر حاملہ ہوئی۔مرزا غلام احمد کو یقین تھا کہ اس حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔اس نے خدا کے نام پر یہ الہام شائع کردیا

شوخ وشنگ لڑکا پیدا ہوگا (تذکرہ ص ۵۱۵)

ایک ماہ بعد (۲۴ جون ۱۹۰۴ء) کو شوخ وشنگ لڑکے کے بجائے پھر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۸) اس سے پھر ایک بار قادیانیوں کو ذلیل ہونا پڑا بہت سے قادیانیوں نے مرزا غلام احمد سے درخواست کی کہ اگر کچھ عرصہ کیلئے اس لڑکے کی پیشگوئی کا قصہ ختم کریں تو زیادہ مناسب ہے۔بار بار یہ پیشگوئی غلط ہورہی ہے۔تین سال تک مرزا غلام احمد نے خاموشی اختیار کی لیکن پھر اس سے رہا نہ گیا اس نے اعلان کیا کہ اسے خدا نے ایک حلیم اور بردبار لڑکے کی بشارت دی ہے یہ مبارک احمد (جو فوت ہوگیا تھا) کی شکل وصورت پر ہوگا اور اسکا نام خدا نے یحیٰ رکھ دیا ہے۔مرزا صاحب نے ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو یہ الہام سنایا

انا نبشرك بغلام حليم ہم تجھے ایک حلم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں (تذکرہ ص ۷۲۸)

پھر ایک ماہ بعد اکتوبر میں یہ الہام ہوا

انا نبشرك بغلام حليم ينزل منزل المبارك ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا (تذکرہ ص ۷۳۳)

پھر نومبر ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ خدا نے اس کو یہ خبر دی کہ

ساهب لك غلاما زكيا انا نبشرك بغلام اسمه يحى میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے (تذکرہ ص ۷۳۸)

اسکے بعد مرزا صاحب تقریبا چھ ماہ زندہ رہے نہ انکی بیوی حاملہ ہوئی نہ انکے ہاں کوئی حلیم صاحب آئے اور نہ یحیٰ صاحب نے جنم لیا مرزا صاحب اس حلیم کا انتظار کرتے رہے اور جاتے جاتے بھی اپنی پیشانی پر ذلت کا داغ لے کر گئے۔قادیانی جماعت لاہور کے مناظر اختر حسین گیلانی کا اعتراف ملاحظہ ہو۔موصوف لکھتے ہیں

یہ بیٹا حضرت کی وفات تک پیدا نہ ہوا (مباحثہ راولپنڈی ص ۳۴)

(نوٹ) مرزا صاحب نے ۱۹۰۳ء میں جس پانچویں لڑکے کی پیشگوئی کی تھی وہ آخر تک پوری نہ ہوئی۔ ۱۹۰۶ء میں مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا محمود کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔مرزا صاحب کی رگ پیشگوئی پھر پھڑکی اور انہیں یاد آیا کہ تین سال قبل اس نے ایک پیشگوئی کی تھی جو غلط نکلی تھی لیکن اب اسے اس لڑکے پر فٹ کرکے پیشگوئی پوری کی جاسکتی ہے چنانچہ مرزا صاحب کو خدا نے بتایا کہ پانچویں لڑکے کی پیشگوئی کو اپنے پوتے پر لگادو۔مرزا صاحب نے لکھا

قریبا تین ماہ کا عرصہ گزرا کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر لڑکا پیدا ہوا جسکا نام نصیر الدین احمد رکھا گیا سو پیشگوئی ساڑھے چار برس بعد پوری ہوئی (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۹۔ر۔خ۔ج ۲۲)

اب آپ ہی بتائیں کہ مرزا غلام احمد کی پیشگوئی کو کسی صورت بھی پورا ہونا تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ مرزا صاحب

کے خدا نے مرزا صاحب کو پانچویں لڑکے کی بشارت دی اور مرزا صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوگئی اور اب ساڑھے چار سال بعد پوتا ہوا تو یہ بشارت اس پر چسپاں کرنا کیا کھلا جھوٹ نہیں ہے؟ سو مرزا غلام احمد کی یہ پیشگوئی غلط ثابت ہوئی اور قادیانیوں کو پھر ایک بار سب کے سامنے رسوا ہونا پڑا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

ہم نے یہاں مرزا غلام احمد کی اٹھارہ اہم پیشگوئیوں کا مطالعہ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے جس سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ قادیانیوں کی سربراہ مرزا غلام احمد کو اپنی جن پیشگوئیوں پر بڑا ناز تھا اور جس کی ہرجہ اہمیت جتا کر قادیان کے نادان عوام کو بے وقوف بنایا کرتا تھا وہ بالکل غلط ثابت ہوتی رہی ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی پیشگوئی ایسی نہیں جو پوری ہوئی ہو البتہ جس جماعت کا خمیر ہی جھوٹ پر اٹھایا گیا ہو وہ اب بھی اگر ان پیشگوئیوں کے درست ہونے پر اصرار کرتا ہے تو اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں

جو لوگ مرزا غلام احمد کی پیشگوئیوں کی بناء پر اسکے دھوکے میں آئے ہیں اور انہیں ان پیشگوئیوں کے ذریعہ دجل دیا گیا ہے ہماری ان سے درخواست ہے کہ وہ بنظر انصاف ان اہم پیشگوئیوں کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں انشاءاللہ تعالیٰ انہیں یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہ ہوگا کہ مرزا غلام احمد واقعی کذاب (پرلے درجے کا جھوٹا) اور دجال (بڑا مکار) تھا

اللہ تعالیٰ مسلمانوں قادیانی فتنہ اور اسکی شرارتوں اور خباثتوں سے سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور قادیانی عوام کو مرزا غلام احمد کے مکارانہ جال سے نکلنا نصیب کرے آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد خاتم النبین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

رد قادیانیت پر حافظ محمد اقبال صاحب رنگونی کی دیگر تالیفات

(۱) الجواب الصحیح لرد الموقف القبیح (اسلامی موقف)
لندن کے قادیانی مبلغ کا رسالہ ہمارا موقف کا مدلل جواب

(۲) الضرب الشدید علی الکذاب العنید (شان ختم نبوت)
مرزا طاہر کی کتاب عرفان ختم نبوت کا جواب باصواب

(۳) کشف الستار عن القادیانیة ربیبة الاستعمار (خود کاشتہ پودا کی حقیقت)
مرزا طاہر کی کتاب خود کاشتہ پودا کی حقیقت کا قادیانی تحریرات کی رو سے جواب

(۴) الدلائل الباهرة فی نزول عیسی بن مریم الطاهرة (عقیدہ نزول عیسیٰ بن مریم)
مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات اور اسکے اصول وقواعد کی رو سے عقیدہ نزول بن عیسیٰ بن مریم کا ثبوت

(۵) جھوٹ کا پیغمبر مرزا قادیانی کا قرآن وحدیث اور اکابرین اسلام پر جھوٹ باندھنا

(۶) تجزیہ قادیانیت مرزا غلام احمد کے عقائد واعمال اور اخلاق وکردار کا بے لاگ تجزیہ